میں ابوذر ہوں

مؤلف

سید علی ابن الحسین باقری

ناشر: شعیہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن

میں ابوذر ہوں

مولف

سید علی ابن الحسین باقری

زیر سرپرستی

حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج ملا اصغر علی مد ظلۃ العالی

بانی و صدر محترم شیعہ ورلڈ فیڈریشن۔ لندن

ناشر

شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن

ھدیہ

تیس ۳۰ ڈالر

بیس ۲۰ پاؤنڈ

میں ابوذر ہوں

اس کتاب کی اشاعت کے جملہ مصارف
شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن نے تاین کئے ہیں

تین ۳۰۰ سو روپیہ

ناشـــــر

شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : میں ابوذر ہوں

مولف : سید علی ابن الحسین باقری

سال اشاعت : ۱۹۹۷ء

کمپیوٹر سیٹنگ : ساجدہ

کہکشاں گرافکس، ۱۵۰۱، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی

مومنین سے درخواست ہے کہ شیعہ ورلڈ فیڈریشن کے حصول و مقاصد اور توفیق کے واسطے دعاء فرمائیں!

انتساب

بنام نامی شریف

حضرت آیۃ اللہ الحاج علآمہ آقای آقا

اصغر علی محمدؔ جعفر المعروف ملّا اصغر صاحب قبلہ مدظلّہ، رہبر عظیم 'الشان شیعیان جہان۔

بانی اور صدر محترم شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن سے منسوب کرتا ہے۔

سیدؔ علی ابن الحسین باقری

جُندب بن جُنادہ

اور اسلام نے مجھکو

ابوذر غفاری بنادیا

مجھ سے ہرگز نہ ٹکرانا میں خدا کیلئے ہوں اور خدا میرا ہے
مجھ سے ٹکراؤ گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔

میں نے محمد و آل محمد ﷺ کا دامن تھاما ہے۔

حضرت قمر بنی ہاشمؑ

یہ کون آیا ہے آج گھر میں
علی کھڑے مسکرا رہے ہیں

علم ملیگا ضرور اسکو
ابھی سے تیور بتا رہے ہیں

حسین جھولے میں جب بھی ہوتے
ملک جھلاتے تھے آ کے جھولا

یہ کون جھولے میں سو رہا ہے
حسین جھولا جھلا رہے ہیں

سلیم احمد آبادی

جنت ہے بڑی چیز
نہ کوثر ہے بڑی چیز

سلمان و ابوذر کو
مودت ہو مبارک
دشمن سے علیؑ کے
ہمیں نفرت ہے بڑی چیز

اے فاطمہ زہراء
تیری نصرت ہے بڑی چیز
جنت کی قسم اور قسم
حج کے شرف کی

اے مادر زینبؑ
تیری عصمت ہے بڑی چیز

مرحوم فنا بنارسی

میں ابوذر ہوں

ابوذر جانتے ہیں۔ نظام استبدادی و طاغوتی اور تاناشاہی میں۔ ہر قانون و قرار و سنت و اخلاق و نظم اور امن وغیرہ۔ اس نظام کے حاکم و پائدار اور نگہبان ہوتے ہیں۔ اور اس نظام کی طبیعت میں جہل و نادانی اور حماقت ہے۔ وہ اور ایک قدم رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ایسے نظام میں حاکم کا مذہب بھی وہی حیثیت رکھتا ہے اور ایسے حاکم اور اسکے مذہب کی اطاعت کفر و نفاق اور ارتداد سے بھی بدتر ہے۔

ہر مسلمان پر فرض ہے حق کی جستجو اور تلاش کرے اور حق کا ساتھ دے۔

باطل، جھوٹی تبلیغ کے ذریعہ عوام فریبی میں کامیاب ہوتا ہے اور عوام دانستہ نادانستہ جھوٹ و تہمت اور متواتر جعل سازی کو گوشہ و کنار میں پھیلاتے ہیں۔ یہاں ہر صاحب عقل و خرد کھڑا ہو جاتا ہے اور حق کی جستجو کرتا ہے کیونکہ ہر آدمی کی شخصیت۔ اسکی صحیح قضاوت سے مربوط ہے اور اگر کوئی شخص تلاش اور تحقیق میں کسی کا مطیع فرمان ہے تو وہ کہیگا کہ آقا نے یہ کیا ہے اور وہ منقولات کا بندہ ہے۔ نقل میں اگر عقل کا دخل نہیں ہوتا تو وہ قفل ہوتا ہے بھلا جاہلانہ اور غیر عادلانہ طور پر بھی حق و حقیقت کو محکوم کیا جاسکتا ہے؟

کچھ ناتوان قسم کے لوگ خود کو انجماد فکری میں گھرا پاتے ہیں اور وہ اس سے باہر آنے کی نہیں سوچتے۔ وہ ہر صاحب اقتدار کے سامنے نظر آتے ہیں۔ انھیں اس قصہ سے کیا کہ گدھا جائے اور گائے اسکی جگہ لے لے۔ یا گائے جائے اور گدھا اسکی جگہ آجائے۔ وہ نہیں جانتے کہ افواہیں، تہمتیں اور جھوٹی کہاوتیں دشمن کے حکم سے رائج کی جارہی ہیں اور منافقین انھیں پھیلا رہے ہیں اور عوام انھیں قبول کرتے ہیں۔

ان سے اپنا چولہا بنالیا، کیونکہ وہ اسکو اچھے نہیں لگے۔

انیس : ابوذر دیکھ ہم خانہ کعبہ کے اعمال میں ان پتھروں کو اٹھالیتے ہیں اور انکی ہم پوجا بھی کرتے ہیں۔ ہم خانہ کعبہ میں گڑھے "اساف ونائیلہ" کی جگہ انکی پوجا کرتے ہیں۔

ابوذر : اساف ونائلہ بھی دوزانی اور زناکار ہیں اور تم زناکاروں کو اپنا خدا مانتے ہو۔ انکی پوجا کرتے ہو۔

انیس : ابوذر یہ کیا کہہ رہے ہو؟

ابوذر : اساف یمن میں عائلہ پر عاشق ہو گیا اور دونوں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے آئے اور کعبہ میں داخل ہو گئے اور لوگوں سے چھپ کر زناکاری میں مشغول ہو گئے۔

دوسرے روز صبح سویرے خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے زوار آئے تو دیکھا کہ وہ دونوں مسخ ہو گئے۔ لوگوں نے عبرت کے لئے دونوں کو کعبہ میں رکھدیا اور زمانہ کی رفتار نے انھیں خدا بنادیا اور اب جاہل و نادان لوگ انکی پوجاپاٹ کرتے ہیں۔ یہ تمہارے خداؤں کی اصلیت ہے۔

انیس : پھر یہ انکے جو معجزات بیان کئے جاتے ہیں۔ انکے بارے میں کیا کہتے ہو؟

ابوذر : وہ کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے وہ نہ قدردت رکھتے ہیں اور نہ ہی طاقت۔ جو کرتا ہے پروردگار عالم کرتا ہے اور لوگ خدائی کام کو ان بتوں سے منسوب کردیتے ہیں۔

ابھی کل کی بات ہے۔ منات کے پاس جاکر تم نے بارش کیلئے فریاد کی۔ بھیڑ بکریوں کو بھی تم نے قربان کیا اس نے کیا کیا؟ کونسا معجزہ دکھایا؟ اسلئے نہیں کہ وہ ہم سے ناراض ہو گیا ہے اور وہ ہمارے گناہوں کی ہمکو سزا دے رہا ہے۔ نہیں۔ بلکہ اصلی وجہ یہ ہے کہ وہ عاجز و ناتوان ہے۔ اسکے پاس کوئی قدرت و طاقت نہیں ہے۔

انیس : بس۔۔۔۔ بس۔ بہت ہو چکا کہیں تمہاری بات کو قبول کرنا نہ پڑ جائے اور اپنے باپ دادا کے خداؤں میں شک میں نہ پڑ جاؤں۔

ابوذر : میری یہی خواہش ہے کہ تم میری ہی طرح ان بتوں سے بیزار ہو جاؤ۔ اور جب دعاء کرو۔ تو اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو۔

انیس : کیا ہم اپنے دین کو اپنے بوسیدہ لباس کی طرح اتار سکتے ہیں۔

ابوذر : ہاں بھائی جب دین بوسیدہ لباس ہو جائے تو اسکو لگائے رکھنا حماقت کی بات ہے۔

اچانک انکی والدہ صاحبہ آجاتی ہیں اور دونوں بھائی خاموش ہو جاتے ہیں۔

رملہ : میرے بیٹوں کا عقیدہ کیا ہے؟

انیس : کس بارے میں؟

رملہ : یہی جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہمارے اوپر آسمان کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ ایک قطرہ بارش کا نہیں آتا۔ زمین خشک ہے اور فقر و تنگدستی کا دور ہے۔

انیس: مادر جان جو آپکی رائے ہوگی ہم اسکو قبول کرینگے۔
رملہ: میری رائے یہ ہے کہ تمہارے ماموں جان کے پاس چلتے ہیں وہ مالدار آدمی ہیں۔ ہم انکے گھر مہمان بنکر رہینگے۔
ابوذر: مادر گرامی! آپ جو مناسب سمجھتی ہیں۔ ہم دونوں بھائی ویسا ہی کرینگے۔ جو بھی درپیش ہوگا۔ وہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ خدا رازق ہے۔ وہ ہر جگہ رزق دیتا ہے۔

حضرت رسول خداؐ نے کیا خوب اپنے صحابی جناب ابوذرؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"ابوذر کا تقوی زہد وورع اور شرم وحیاء حضرت عیسی بن مریمؑ کی طرح ہے"

انیس وابوذر اپنی والدہ کے ساتھ غفار کی بستی چھوڑ کر اپنے ماموں جان کے گھر کیلئے روانہ ہوگئے۔ لیکن ابوذر اپنی چاروں طرف دیکھتے ہیں اور ہر بات میں غور وفکر کرتے ہیں وہ جہاں بھی نظر ڈالتے ہیں۔ ہر چیز میں خدا کی عظمت کی نشانی دیکھتے ہیں۔ انکے یقین کا مرحلہ عین الیقین تک پہونچتا جارہا ہے۔ ایک جگہ سے مکہ کے در ودیوار نظر آنے لگے اور یہ امید ہوئی کہ اب بھوک پیاس سیری اور سیر آبی میں بدل جائیگی۔ انہوں نے اپنے اونٹوں کو ذرا تیز کیا کہ جلدی سے منزل مقصود تک پہونچ جائیں اور سختی اور دشواری کی زندگی سے چھٹکارہ پائیں اور خوشبختی میں قدم رکھیں۔

ابوذر وانیس اور رملہ اپنے ماموں اور بھائی کے گھر پہونچ گئے۔ اور

عیش و آسائش کی زندگی میں داخل ہوئے۔ اور اب ہر طرح کی آسائش فراہم تھی اور زندگی کی فراخدلی محسوس ہو رہی تھی۔ ہر چیز مہیا تھی۔ ایک عرصہ تک ماموں جان کو بھانجوں سے بیحد پیار ہے بہن بھانجوں کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ ہر چیز کو مہیا کرتے ہیں۔

اللہ حاسدوں کو نیست و نابود کر دے۔ یہاں پر ایک صاحب آدھمکے میں نے ایک بڑی بری خبر سنی ہے۔

عبید ! : (جناب ابوذرؓ کے ماموں جان ہیں) کیا خبر سنی ہے۔

عبد الغری : میں کیا بتاؤں۔ باہر نکل کر دیکھو۔ تمہیں معلوم ہو جائیگا۔

عبید : کچھ تو کہو، آخر ہوا کیا؟

عبد الغری : بچے بچے کی زبان پر یہی بات ہے عبید کیا بات ہے! کچھ تو بتاؤ۔

یہی کہ جب تم گھر پر نہیں ہوتے ہو۔ تو تمہارا بھانجہ انیس تمہارے اہل و عیال کے درمیان بیٹھا رہتا ہے۔

عبید : یہ جھوٹ ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں بھی یہی کہتا تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ ہوا ہے اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور تمہیں یقین نہیں آتا تو فلاں سے تصدیق کر لو اور فلاں سے پوچھ لو۔ یہ سنکر عبید کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور پیروں تلے سے زمین نکل گئی ہو۔ اب غصہ میں بھر چکا ہے اور غصہ کو پینے کی کوشش بھی کی مگر غصہ ٹھنڈا نہیں پڑا۔

ابوذر کو اپنے ماموں کی پریشانی کا احساس ہو گیا۔

ایک روز دریافت کیا ماموں جان ضرور کوئی ناگوار بات ہوئی ہے۔

میں چند روز سے آپکو اضطراب و پریشانی کی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ ہم لوگوں کی وجہ سے پریشان ہیں تو بتائیں۔

عبید: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ابوذر: ماموں جان اگر آپ ہمکو بتائینگے تو شاید آپکا کچھ بوجھ ہلکا کر سکیں۔

عبید: قوم کے لوگوں نے ایسی بات کہی ہے کہ جو برداشت سے باہر ہے۔

ابوذر: کیا کہا ہے لوگوں نے؟

مجھ سے کہا ہے کہ انیس کا چال چلن مشتبہ ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں گھر نہیں ہوتا ہوں تو انیس گھر میں رہتا ہے اور عورتوں میں بیٹھا رہتا ہے۔

یہ سنکر ابوذر کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور بیحد ناراحت ہو کر کہا۔

ماموں جان آپ نے ہمارے حق میں جو کچھ خیر و خوبی کی تھی وہ سب مٹ گئی اور اسکا اجر ختم ہو چکا ہے۔ اور یاد رکھو کہ آج کے بعد سے ہم کبھی اک جگہ جمع نہیں ہونگے۔

صبح نمودار ہوئی

انیس اور ابوذر ''غفار'' پہونچ گئے۔ ایک روز اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص وارد ہوا۔ اور وہ سلام کر کے برابر میں بیٹھ گیا۔

ابوذر: کہاں سے آنا ہوا؟

مسافر: مکہ سے آیا ہوں۔

ابوذر: کوئی مکہ کی تازہ خبر؟

مسافر: ایک شخص اپنی نبوت کا ادعاء کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ آسمان سے اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

ابوذر: اہلِ مکہ کا انکے ساتھ کیا سلوک ہے؟

مسافر: مکہ والوں نے انکی باتوں کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ وہ تو انھیں آزار اور طرح طرح کی تکلیفیں پہونچا رہے ہیں اور سب لوگ فرار کرتے ہیں۔ انکے سامنے نہیں پڑتے اور بھاگتے بھاگتے وہ تحدید کرتے ہیں خوف وہراس پیدا

کرتے ہیں۔

ابوذر : آخر وہ لوگ کیوں اپنے پیغمبر کی بات کو قبول نہیں کرتے ؟

مسافر : اہلِ مکہ اسلئے انکی بات کو قبول نہیں کرتے کہ وہ انکی عبادت پر انکے خداؤں پر۔ انکی رفتار اور کردار پر۔ انکے طرز زندگی پر انکے کھانے پینے پر اعتراض کرتے ہیں۔ انکے عقاید کو باطل قرار دیتے ہیں۔ انکے آباء و اجداد کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور انکے خداؤں کو دشنام دیتے ہیں انکی خدائی کا انکار کرتے ہیں۔

ابوذر : انہوں نے یہ سب کچھ کیا ؟

مسافر : ہاں ایسا ہی ہے۔ انہوں نے تمام خداؤں کی خدائی کا انکار کر دیا ہے اور اپنے صرف ایک خدا کا اعلان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے واحد، یکتاء و یگانہ ہے۔ اور یہ بات بالکل عجیب اور انوکھی بات ہے۔

ابوذر : اپنا سر جھکاتے ہوئے۔ بس خدائے واحد کا اقرار اور اعلان کرتے ہیں۔ وہ بار بار اس جملہ کو دہراتے ہیں۔ اس پر غور کرتے ہیں مگر تعجب نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ خود اس بات کو مانتے ہیں۔

ابوذر اپنا سر نہیں اٹھاتے اور مسافر بڑے غور سے ابوذر کو دیکھ رہا ہے۔ ابوذر کو حیران دیکھ کر اجازت طلب کرتا ہے اور رخصت ہو جاتا ہے۔

ابوذر : انیس سے کہتے ہیں۔

سوار ہو جاؤ اور مکہ جاؤ اور نبوت کے مدعی شخص کی باتیں سنکر آؤ۔ اور انکی باتوں کو اچھی طرح سے یاد کرنا۔

انیس اونٹ پر سوار ہوئے۔ اور مکہ روانہ ہو گئے۔ پہلے کعبہ کا طواف کیا وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا۔ ایک شخص سے پوچھا! اس شہر میں کوئی نئی بات ہوئی ہے ؟

اجنبی : ہاں ایک شخص نے ہمارے خداؤں کی خدائی سے انکار کر دیا ہے اور وہ اپنے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے انیس تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔ اور ایک شخص کی باتوں کو سنتے ہیں ؟ "اللہ کا شکر گزار ہوں۔ اسکی مدح و ثنا کرتا ہوں۔ اسکی مدد کا طالب ہوں۔ اس کی ذات پر ایمان رکھتا ہوں اسکی ذات پر اعتماد رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اسکے سوائے کوئی خدا نہیں ہے وہ واحد و یگانہ ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔

سامنے کھڑے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے کہا! تم جھوٹے ہو۔ اور وہ کہتے ہیں۔

"اپنے قبیلے کو راستہ دکھانے والا اپنی قوم سے کبھی جھوٹ نہیں کہتا۔ اس ذات کی قسم کہ جس کے سوائے کوئی خدا نہیں ہے۔ میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ ایک روز تم سبکو مر جانا ہے۔ جس طرح تم سوتے ہو اور سونے کے بعد تم بیدار ہوتے ہو۔ اسی طرح مر جانے کے بعد، زندہ ہو اٹھو گے۔ اور تم نے اس زندگی میں جو کچھ کیا ہے۔ اس کا حساب ہو گا اور بہشت ہے اور بہشتی زندگی ہمیشہ رہیگی اور دوزخ بھی ہے اور دوزخ کی زندگی بھی برقرار رہیگی [1]۔ انہوں نے جواب میں کہا : "مرنے

---

(۱) سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۵۔۹

کے بعد ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائینگی ہمارا جسم مٹی ہو جایگا۔ پھر کسطرح زندہ ہو اٹھینگے؟ جب ہماری ہڈیاں اور جسم مٹی ہو جائینگے تو ہم ایک نئی شکل وصورت میں زندہ ہونگے؟ کہدو، تم جو بھی چاہو وہ بنو سنگ بنو یا آہن، پتھر بنو یا لوہہ جو چیز تمہاری نظر میں بہت ہی دور ہو، وہ اس روز کہتے ہیں: کون ہمکو اس جہان میں واپس پلٹایگا؟ تم کہو، وہ وہی ذات ہے کہ جس نے پہلی مرتبہ تمہیں خلق کیا تھا۔ انیس کھڑے ہوئے یہ باتیں سن رہے ہیں اور انھیں یاد بھی کر رہے ہیں اور لوگ ان کے سامنے سے پراکندہ ہو رہے ہیں۔

ان میں سے ایک آدمی کہتا ہوا: "یہ آدمی کاہن ہے"

دوسرا شخص: "یہ شاعر ہے"

تیسرا شخص: "یہ جادوگر ہے"

انیس: حضرت پیغمبرؐ کی باتوں کو اور انکی قوم کی باتوں کو یاد کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم، انکے کلام میں مٹھاس بھری ہے۔ خدا کی قسم یہ صادق ہیں، راستگو ہیں اور انھیں جھٹلانے والے جھوٹے ہیں۔

انیس اپنے اونٹ پر سوار ہوتے ہیں اور اپنے گاؤں غفار کی طرف واپس پلٹ رہے ہیں اور راستے میں حضرت پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں فکر کرتے ہیں اور اسی فکر واندیشہ میں اپنے گاؤں پہونچ جاتے ہیں۔

ابوذر دوڑ کر اپنے بھائی کے پاس پہونچے اور حضرت پیغمبرؐ کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کا دیدار کیا اور مجھکو یقین ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے انھیں تمہارا دین دیکر بھیجا ہے۔ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

ابوذر: انکے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟

انیس: یہی کہ وہ شاعر ہے، جادوگر ہے، اور کاہن ہے جبکہ وہ شاعر نہیں ہیں، کیونکہ میں شعر کی تمام قسموں کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ انکی باتیں شعر و شاعری کے اوزان اور بحروں سے ماوراء ہیں۔ انکے کلام کو شعر ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ وہ جادوگر بھی نہیں ہیں۔ میں نے بہت سے جادوگر دیکھے ہیں۔ انکے جادو و افسوں اور طلسم کو بھی پہچانتا ہوں وہ کاہن بھی نہیں ہیں۔ میں نے کاہنوں کو بھی دیکھا ہے۔ انکا کلام کاہنوں کے زمزمہ اور سجع و قافیہ میں نہیں ہے خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت؟

ابوذر: وہ کیا کہتے ہیں؟

انیس: انکی باتیں بیحد دلنشین اور میٹھی ہیں۔

ابوذر: تم نے انکی کوئی بات یاد کی؟

انیس: انکے کلام میں شیرینی بھری ہے۔

ابوذر: تم گھر رہو اور میں خود انکے دیدار کیلئے جاتا ہوں۔

انیس: جاؤ، مگر اہلِ مکہ سے ہوشیار رہنا۔ کیونکہ وہ لوگ آنحضرتؐ کے سخت ترین دشمن ہیں اور دشمنی کی نظر سے انھیں دیکھتے ہیں۔

ابوذر نے اپنی سوکھی مشک میں پانی بھر الور ناقے پر سوار ہوئے اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں کسطرح حضرت رسول خدا کی خدمت میں

میں ابوذر ہوں!

یہ میری ایک برسوں پرانی آرزو کا ظہور ہے یہ کتاب عالم وجود میں آنے کیلیۓ بیقرار تھی کہ عزیزم بھائی جناب الحاج سید اصطفیٰ نقوی صاحب نے اسکی نگارش اور تالیف کی راہ میں میرے واسطے ہر قسم کی سہولت فراہم کی۔

میں اس کتاب شریف کو انھیں کے نام نامی سے منسوب کرتا ہوں۔

اور آستانہ شاہِ نجف کو پیش کرتا ہوں''

پہونچ سکتا ہوں۔

آنحضرتؐ لوگوں کو مکارم اخلاق کی طرف بلاتے ہیں اور خدائی صفات سے آراستہ کرتے ہیں۔

کون مجھکو حضرتؐ کی خدمت میں لیکر جائیگا اور جو شخص مجھکو حضرتؐ سے ملائیگا تو کیا دشمن انھیں ستائینگے نہیں۔

ابوذر ارادہ کرتے ہیں۔ کہ سیدھے مسجد میں جائیں اور وہاں حضرت پیغمبرِ خدا کا دیدار کریں۔

ابوذر مکہ پہونچے اور خانہ کعبہ میں داخل ہوئے کہ آنحضرتؐ کا دیدار ہو، لیکن وہاں حضرتؐ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ سورج چھپ گیا اور ابوذر مسجد الحرام کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اندھیرا چھا گیا اور تاریکی میں کیا دیکھیں اور کس سے ملاقات کریں۔ مسجد میں سکوت ہے کچھ لوگ ہیں کہ جو خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ عین اسی وقت حضرت علیؑ طواف کیلئے خانۂ کعبہ میں تشریف لاتے ہیں، اور وہ مسجد کے ایک گوشہ میں ایک لاغر اندام بلند قامت گندم گون شخص کو دیکھتے ہیں۔ اسکے سر پر سیاہ عمامہ ہے وہ اپنی پھٹی پرانی عباء میں لپٹے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؑ انکے پاس گئے۔

علیؑ: تم اس شہر میں اجنبی ہو۔

ابوذر: جی ہاں۔

امام علیؑ: میرے ساتھ چلو گے؟

حضرت علیؑ اور ابوذرؓ چل بڑتے ہیں ابوذر امام علیؑ سے کوئی بات نہیں پوچھتے اور علیؑ نے بھی ان سے کچھ نہیں کہا اور گھر پہونچ گیٔے۔

ابوذر نے رات وہاں بسر کی اور دوسرے روز صبح سویرے گلی اور کوچوں سے گزر کر مسجد میں پہونچے۔ نہ وہ خود کسی سے سوال کرتے اور نہ انھیں مطلوب حاصل ہوا۔ ساتھ کھانا بھی نہیں تھا اور جیب میں پیسہ بھی نہیں تھا۔ رات ہوئی تو بھوک نے ستانا شروع کیا۔ مسجد کے ایک گوشے میں جاکر لیٹ گئے اور عباء کو اوپر ڈال لیا اور اپنی آئیندہ کی زندگی کے بارے میں سوچنے لگے۔ ابھی نیند نہیں آئی تھی کہ بیکسوں کا سہارا اور تمام عالم کا مشکلکشا اور پیغمبر خداؐ کا ناصر و مددگار حضرت علی مرتضیٰؑ آگیٔے اور فرمایا: کیا ابھی تک تمہیں اپنے گھر سے آشنائی نہیں ہوئی۔ چلو میرے ساتھ چلو! حضرت علیؑ نے انھیں زمین سے اٹھایا اور پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی بغیر کچھ کہے اور کچھ سنے گھر پہونچ گیٔے۔

تیسرے روز بھی علیؑ اپنے مہمان کو گھر لے گیٔے اور ابوذر اپنی خاموشی کے روزہ پر کاربند تھے کہ حضرت علیؑ نے پوچھا آپ نہیں بتاینگے کہ تمہارا مقصد کیا ہے اور اس شہر میں کس لئے آئے ہو؟

ابوذر: آپ وعدہ کریں کہ کسی سے کچھ نہیں کہیئے اور میرے بارے میں کسی کو آگاہ نہیں کرینگے اور میرے کام میں میری ہدایت اور مشکلکشائی کرینگے تو میں آپکو بتاتا ہوں۔ حضرت علیؑ: میں وعدہ کرتا ہوں۔

ابوذر: میں نے سنا ہے کہ یہاں کسی نے نبوت اور رسالت خدائی کا ادعاء کیا

ہے؟ میں نے اپنے بھائی کو یہاں بھیجا تھا کہ انکی باتوں کو سنکر یاد کرے اور میرے سامنے من و عن بیان کردے لیکن اسکی بات سے میں سیر آب نہ ہو سکا میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح پیغمبر خداؐ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکوں۔ بس یہی میری آرزو، تمنا اور خواہش ہے۔ میں حضرتؐ کی زبانِ اقدس سے وحی الٰہی کی سماعت کی خواہش رکھتا ہوں۔ میں انھیں پہچانتا نہیں اور کسی سے انکے بارے میں کچھ پوچھنے کی جرئت بھی نہیں کرتا۔

حضرت علیؑ: تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟

ابوذر: میرا نام جندب بن جنادہ ہے اور کنیت ابوذر ہے اور قبیلہ غفار سے ہوں۔

حضرت علیؑ: تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو، خدا کی قسم وہ اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ آنحضرتؐ پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے اور برحق ہے۔ ہم ابھی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

اگر راستہ میں کوئی دشمن مل گیا تو میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو جاؤنگا اور تم آگے بڑھ جانا۔

حضرت علیؑ اور ابوذرؓ اندھیرے میں راہ چلنے لگے اور ابوذر احساس شادمانی کر رہے ہیں۔

حضرت علیؑ کوہ صفا کے قریب ایک دروازہ پر پہونچے اور ایک خاص انداز سے دق الباب کیا۔ ایک شخص نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا اور دروازہ کھولدیا۔ علیؑ اور ابوذر اندر داخل ہوئے۔ ابوذر کا دل حضرت پیغمبرؐ

کے دیدار کی خوشی میں سینہ سے باہر آرہا تھا۔ اب وہ اپنے محبوب کے قریب پہونچ چکے تھے۔ حضرت علیؑ ایک حجرے میں داخل ہوئے اور ابوذرؓ انکے پیچھے چل رہے ہیں۔ ایک مرتبہ انکی نظر مجسم نورِ الٰہی پر پڑتی ہے ابوذر! مبارک ہو۔ اس نور کی تجلی کے سامنے کلیم خدا کوہِ طور پر غش کر گئے تھے اور تم عین نور کو دیکھ رہے ہو اور غش نہیں کھاتے۔

ابوذر: السلام علیکم یا نبی اللہ ص!

علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہاں سے آئے ہو؟

ابوذر: دبی اور شرمسارانہ آواز میں غفار سے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت رسول خداؐ اور ابوذرؓ کے درمیان کچھ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔

اور ابوذرؓ نے درخواست کی۔

حضور اکرمؐ مجھکو اسلام سے آشنا کرائیں حضور نبی کریمؐ: اسلام یہ ہے کہ تم سچے دل سے کہو، ''لاالٰہ الا اللہ'' و ''محمدُ الرسول اللہ ص'' اور نماز کو قایم کرو۔

ابوذر: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوائے کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریمؐ: اپنے اسلام کو اپنے دل میں چھپائے رکھنا اور اپنے وطن واپس جاؤ اور وہاں اپنی قوم کی ہدایت کرو۔ انھیں سیدھے راستے پر لگاؤ۔ میں تمھاری جان کی خاطر پریشان ہوں۔ تمھاری زندگی کی طرف سے مجھکو تشویش ہے۔ جب تمھیں ہماری دعوت ملے تو فوراً یہاں آجانا یہ بات حضرتؐ نے اسلئے فرمایا کہ کہیں قریش

ابوذرؓ کو نہ ستائیں۔ مگر ابوذرؓ اپنی جان کی خاطر اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھ سکتے ہیں۔ اور وہ ایمانی شعلہ کہ جو باطن کو جلا رہا ہے۔ اسکو وہ بجھا سکتے ہیں۔ نہیں کچھ بھی ہو۔ وہ ہر حال میں اپنے عقیدہ کو ظاہر کرتے رہینگے۔

اور حضور نبی کریمؐ سے عرض کرتے ہیں۔ ابوذر : اس ذات حق کی قسم کہ جس نے تمہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں جہاں بھی لوگوں کے اجتماع کو پاؤنگا۔ انکے سامنے فریاد کرونگا۔ اور انھیں تمہارے دین کی طرف بلاؤنگا۔ ابوذر محسوس کرتے ہیں کہ انکی پیاس بجھ چکی ہے اور دل پر پڑے پردے چھٹ چکے ہیں اور آفتاب ایمان و یقین چمک رہا ہے وہ ایک ہی نظر میں حضرت پیغمبر کا سچا فداکار اور عاشق ہو گیا۔ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ فیض کرم کہ جسکی ایک ہی تابش نے انکے وجود کو زندہ کر دیا۔ انکے شکوک و شبہات کو مٹا دیا اور گمراہی سے نکالکر خدا سے قریب کر دیا۔ وہ خود کیا ہیں ؟ وہ نور ہے، جسم ہے، آسمانی مخلوق ہے، ملک اور فرشتہ ہے یا بشر کی صورت میں خدائی صفات اور اوصاف کا جلوہ ہے۔ آہستہ آہستہ اپنا ہاتھ حضور نبی کریمؐ کے دوش پر رکھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ نور کی ایک شعاع انکی روح میں تیزی سے جا رہی ہے اور سعادت و ثبات و نجات انکے وجود پر سایہ فگن ہیں۔

ابوذر اٹھے اور مسجد کی طرف چل دئے انکا سینہ و دل، ایمان و یقین سے لبریز ہے اور جرأت و ہمت تصمیم و ارادہ سے دل بھرا ہے اور اب کوئی اندیشہ نہیں ہیں۔ خطرہ نہیں، خوف اور ڈر نہیں وہ مسجد میں قریش کے

لوگوں کو دیکھتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں۔ اے گروہ قریش میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی خدا نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے بندہ اور اسکے رسولؐ ہیں۔

ابوذرؓ نے اسوقت اسلام کا اظہار کیا اور حضرت رسول خداؐ کی حمایت کا اعلان کیا کہ بنی ہاشم کے سوائے کوئی آنحضرتؐ کا حامی اور مددگار نہیں ہے۔

قریش نے پہلی مرتبہ اسطرح کی دعوت عام کو سنا ہے۔ اس مردانہ اور جرأت مندانہ آواز سے وہ ابوذر پر ٹوٹ پڑے اور ابوذر کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تاکہ اس آواز کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیں۔

ابوذر زمین پر بیہوش پڑے ہیں اور قریش انکے سر و سینہ پر حملے کر رہے ہیں کہ عباس بن عبد المطلبؓ وہاں آجاتے ہیں اور خود کو ابوذر پر گرا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے قریش جانتے بھی ہو کہ تم کس کو مار رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ایک غفاری آدمی ہے اور تم جب شام جاؤ گے تو غفار کی طرف سے ہو کر ہی گزرو گے۔

یہ سنکر قریش ابوذرؓ کو چھوڑ کر مسجد سے نکل گئے اور ابوذرؓ آہستہ آہستہ زمیں سے اٹھتے ہیں اور چاہ زمزم پر پہونچتے ہیں اور اپنے جسم کا خون دھوتے ہیں اور تھوڑا پانی نوش کرتے ہیں اور اللہ کے گھر کی طرف کو چل دیتے ہیں اور وہاں حضرت رسول خداؐ کو دیکھتے ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ: یہاں کب سے ہو؟

تین روز سے

حضرت نبی کریمؐ : تمہارے لئے کھانا کون لایا؟

ابوذر : حضور کوئی نہیں میں خدا کے گھر میں رہا اور زمزم سے سیراب ہوتا رہا جب ذرا بھوک لگی زمزم پر آیا اور تھوڑا پانی پی لیا۔ بس یہی اپنی غذا تھی، حضرت علیؑ انھیں اپنے ساتھ لے گئے اور انھیں کھانا کھلایا۔

دوسرے روز صبح سویرے، ابوذر محسوس کرتے ہیں کہ وہ بڑے دولتمند ہیں اور اس دولت کو محتاجوں میں بانٹ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ ابوذر لاغر اندام اور بلند قامت ہیں اور انکے جسم کی ساخت ایسی ہے کہ وہ اپنی دولت کو کسی سے چھپائے نہیں رکھ سکتے۔

قریش کی مار کھا کر وہ اور جرٔتمند ہوئے ہیں اور تصمیم و ارادہ کے اظہار کیلئے مستحکم اور استوار ہوئے ہیں۔ وہ مسجد کی طرف بڑھے اور قریش کے مجمع سے خطاب کرتے ہیں۔

اے گروہ قریش، اے گردہ قریش! موجود لوگ ابور کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ابوذر تہہ دل سے بلند آواز سے ''لا إلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' پڑھتے ہیں۔

پھر لوگ لاٹھی اور ڈنڈے ابوذر پر برساتے ہیں اور ابوذر بیہوش ہو کر زمین پر گر جاتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی جناب عباس انھیں قریش سے بچاتے ہیں اور ابوذر اپنے جسم میں قریش کی مار کا درد محسوس کرتے ہیں اور روح میں راحت و آرام پاتے ہیں۔ زمین سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور یا

علیؑ کہکر حضرت رسولِ خداؐ کے گھر کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔

ابوذر نے اپنا واقعہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں بیان کیا۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا : میں یثرب کو آباد کرونگا۔ تم اپنے قبیلہ میں جاکر اسلام کی تبلیغ کروگے ؟ شاید اللہ تعالی تمہارے وسیلہ سے انھیں فائدہ پہونچائے اور اس کام کی تمہیں جزاء عطا کرے۔

ابوذر : ہا حضورؐ میں ہر خدمت انجام دونگا۔

ابوذر : عزم وارادہ اور عشقِ خدا اور رسول خداؐ کے ساتھ وہ غفار کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابوذر : اپنے قبیلے کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ہر قدم پر خدا کی شکر گزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

ابوذر : اپنے ناقے کو تیز کرتے ہیں اور وہ اپنے گھر پہونچے اور چھوٹے بھائی انیس کو آواز دیتے ہیں۔

ابوذر : میں نے اسلام کو قبول کیا اور اب میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔

انیس : تم مسلمان ہو گئے۔

ابوذر : ہاں انیس یہ دین حق ہے برحق ہے اور میں تمہیں اس دین کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اس دین میں انسان کے باطن کی طہارت کی جاتی ہے اور جب باطن پاک ہو جاتا ہے تو اسکو اللہ کی صفات اور اوصاف سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ انسان جب خدا کا بندہ ہو جاتا ہے تو ہزار بندگی سے اسکو چھٹکارہ مل جاتا

ہے۔ اللہ کو سجدہ کرنے سے ہزار سجدوں سے نجات ملتی ہے۔

انسان کا زندہ رہنا اس بات کی دلیل اور ثبوت ہے کہ انسان کا خالق بس ایک ہے۔ اگر بہت سے خدا ہوتے تو انسان پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا اور اگر پیدا ہو بھی جاتا تو بہت سے خدا اسکو نابود کر ڈالتے اور انسان ایک تانگے کی طرح ہوتا اور اسکو بہت سے گھوڑے مختلف سمتوں کو کھینچتے۔ پھر وہ کہاں زندہ رہ سکتا تھا۔

انیس: کچھ دیر تک اسی موضوع کے بارے میں سوچتے رہے اور ایک مرتبہ سر اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں۔ میں تمہارے دین کا مخالف نہیں ہوں۔ میں بھی تمہارا دین قبول کرتا ہوں اور اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں۔

ابوذر: چلو والدہ صاحبہ کی خدمت میں چلتے ہیں اور انھیں یہ بشارت دیتے ہیں۔

ابوذر اور انیس اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

والدہ: ابوذر سے دریافت کرتی ہیں۔ تم نے کیا دیکھا۔

ابوذر: میں نے ایک ایسی ہستی کا دیدار کیا ہے کہ جسکی مثال نہیں ہو سکتی۔ انکی صفات انکے کمالات، انکا شرف، انکی عصمت طہارت، عظمت، اخلاق، سبحان اللہ انکی سخاوت کا جواب نہیں۔ انکا اخلاق اخلاق الٰہی کا نمونہ۔ انکی رفتار و گفتار العظمت اللہ، انکی بزرگواری، کرم، بخشش حلم، صبر، شجاعت بہادری کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مادر گرامی انکے جو لوگ دشمن ہو گئے ہیں وہ بھی انکی صداقت و امانتداری اور راست کرداری کا کلمہ پڑھتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے انکی زبان سے کبھی کوئی گالی نہیں سنی۔ انہوں نے کبھی کسی کو دشنام نہیں دیا۔ اور کبھی ان کو کسی کے ساتھ لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا اور سب لوگ انھیں صادق اور امین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا کسی کے حق میں برائی نہیں کی۔ وہ لوگوں کو سیکھاتے ہیں کہ دوسروں کے حق میں نیکی اور بھلائی کریں اور کبھی کسی کے ساتھ برائی سے پیش نہ آئیں امز معروف اور نہی از منکر شعار ہے ماں باپ کے حق میں نیکی کرنی اس دین میں ہر پیروکار کا فرض ہے۔ اس دین میں مرد مومن کی جنت اسکی ماں کے قدموں میں ہے۔

مادر گرامی میں نے اس دین کا کلمہ پڑھ لیا اور اب میں مسلمان ہوں۔ میرا پروردگار میرا اللہ ہے۔ اسکے سوائے میرا کوئی خدا اور معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ کے اللہ کو قبول کیا اور میرا بھائی انیس بھی مسلمان ہے۔

رملہ مادر ابوذر: میں بھی تمہارے دین کی مخالف نہیں ہوں اور میں بھی اقرار ''لاالٰہ الااللہ و محمد رسول اللہؐ'' کرتی ہوں اور مسلمان ہوتی ہوں اور تصدیق کرتی ہوں۔

اپنے گھر کے اسلام سے ابوذر بیحد خوش ہیں اور اب اپنے قبیلہ کو اسلام کی طرف دعوت دینے کیلیۓ انکے پاس جاتے ہیں اور ایک جگہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو قبیلہ کے چودھری خفاف بن ایماء بن رخصہ غفاری کے پاس دیکھتے ہیں۔ ابوذر بھی وہاں پہونچ گئے اور سلام کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتے ہیں وہ اسلئے نہیں گئے کہ قوم کے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق

میں

حضرت رسول خدا کے دیدار سے تین سال پہلے سے نماز پڑھ رہا ہوں۔

کسی نے دریافت کیا یہ کیا کرتے ہو میں نے جواب دیا کہ اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔

مجھ سے کہا کہ کہ طریقہ عبادت کس نے سیکھایا؟

میں نے جواب دیا کہ اسی نے مجھکو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

"ابوذرؓ"

کریں۔ بلکہ اسلئے گئے ہیں کہ انھیں آفتاب رسالت کے نور سے آگاہ کریں وہ نور کہ جو انھیں ظلمتوں سے باہر نکال دیگا اور انکی تنگدستی اور فقر کے سیاہ بادلوں کو چھانٹ دیگا اور حیات و نجات و سعادت اور خوبختی کا راستی دکھائیگا اور بتوں کی غلامی سے آزاد کراکر توحید کا بندہ بنادیگا۔ انکی باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں میں حکایتیں تھیں داستانیں تھیں۔ قصے تھے کہانیاں تھیں اور بڑی میٹھی کہانیاں ابوذر بھی کھڑے ہو گئے اور اپنا سارا واقعہ بیان کردیا اور اسکا عکس العمل بیحد شدید ہوا۔ گویا کہ ایک طوفان آگیا ہو اور تیز و تند باتیں رد بدل ہونے لگیں۔

آہستہ آہستہ مجمع خاموش ہوا۔

ابوذر نے کہا: شہر مکہ میں اک پیغمبرؐ نے قیام کیا ہے اور وہ لوگوں کو معبود یگانہ خالق زمین و آسمان کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں

ایک آدمی کھڑا ہوا۔ تم کیا لات و عزی و ھبل و منات کے علاوہ کسی اور کو خالق مانتے ہو؟ اور لوگوں کو کسی اور کی عبادت کی طرف بلاتے ہو

دوسرے نے کہا: تم بھی ہمارے خداؤں کو پتھر کا صنم کہتے ہو؟

ابوذر: ہاں یہ بت ہیں جنھیں تم خود تراشتے ہو اور خود انھیں خدا بھی کہتے ہو جبکہ تم خود ہی انکے خالق اور مالک و مختار ہو۔ یہ بت تمہیں فائدہ نہیں پہونچا سکتے اور یہ تمہیں نقصان دینے کی طاقت بھی نہیں رکھتے اور یہ خود اپنی حفاظت تک نہیں کرسکتے۔

ایک شخص کہتا ہے: کیا تم نے ہمارے خداؤں کو چھوڑ دیا؟ اور ایک نئے دین

کو قبول کرتے ہو؟

ابوذر : ہاں میرے دین میں عقل ہے عقل کا احترام ہے۔ دل کا سکون اور چین ہے۔ اس دین میں سب لوگ یکساں ہیں۔ برابر ہیں اور آپسمیں برادر ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں آقا اور غلام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ گورے اور کالے میں بھید نہیں ہے۔ کوئی امتیاز نہیں ہے۔ یہ دین خالق اور مخلوق کے درمیان ایک راہ ہے راستہ ہے۔ بندہ کو معبود سے ملاتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں سے قریب ہے۔ وہ اپنے بندوں کی باتوں کو سنتا ہے انکی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور وہ ہمارے دل کی باتوں سے آگاہ ہے حضرت محمدؐ دین حق کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ بھر اس دین کو کیوں قبول نہ کریں

ایک شخص کہتا ہے : ابوذر گمراہ ہو گئے ہیں۔

ابوذر : خدا کی قسم! ابوذر کامیاب ہے اور تم لوگ گمراہ ہو۔

دوسرے نے تند لہجہ میں کہا : ابوذر! تم اپنے آباواجداد کے عقاید کو باطل سمجھتے ہو۔

ابوذر : میں حضرت رسول خدا کی زیارت سے پہلے ہی لات وعزی، ھبل اور منات وغیرہ بتوں کی خدائی کا انکار کر چکا ہوں۔ میں نے انکی حقیقت کو خود ہی سمجھ لیا تھا کہ یہ پتھر کہ تراشیدہ بت خالق کسطرح ہو سکتے ہیں؟ یہ نہ نفع پہونچا سکتے ہیں اور نہ ہی ضرر رساں ہیں نہ ہدایت کر سکتے ہیں، نہ ہی گمراہ کر سکتے ہیں۔ یہ تو اپنی ہی حفاظت میں انگلی تک نہیں اٹھا سکتے۔

یہ سنتے ہی لوگوں نے چاروں طرف سے شوروغل مچانا شروع کر دیا

اور غفاری لوگ اپنے خداؤں کی حفاظت میں کھڑے ہو گئے۔

ابوذر پر وقار لہجہ میں : ہمکو اپنی عقل سے کام لینا چاہیے اور ہم دلیل کے ساتھ کوئی بات کہیں۔

میری خواہش ہے کہ تم کامیاب اور خوش رہو میں تمہاری نجات کا آرزومند ہوں میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاتھوں سے تراشیدہ تمہارے خالق نہیں ہو سکتے۔ تم نے جنھیں وجود بخشا ہے وہ خود ہستی بخش کسطرح ہو سکتے ہیں؟

ایک شخص کہتا ہے : ہمکو تمہاری بات نہیں سننا ہے۔ ہم اپنے گھر جاتے ہیں۔

خفاف : ابوذر جو کہنا چاہتے ہیں انھیں کہنے دو۔ حق بات روشن اور آشکار ہوتی ہے۔ تمہاری عقل کو کوئی کم نہیں کر سکتا۔

ابوذر : میں ایک روز بت نہم ک قدموں میں دودھ چڑھانے آیا تھا۔ مشک دودھ سے بھری تھی اور میں عشق وارادت کے ساتھ دودھ چڑھانے آیا تھا اور اس کام کے عوض میں اسکی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دودھ چڑھا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ میری نظر میرے خدا پر پڑ گئی میں نے عجیب واقعہ دیکھا اور میں نے اپنی زندگی میں اس سے بڑھکر وحشتناک کوئی حادثہ نہیں دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ جو دودھ نہم کے قدموں میں چڑھایا تھا اسکو کتا بڑے شوق سے پی رہا ہے اور خدا کو اس دودھ میں ذرا بھی رغبت نہیں اور اس مقدس دودھ کی حفاظت میں ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا۔ مجھکو بڑی حیرت

ہوئی۔ میں نے تھوڑی دیر صبر کیا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ خدا اس کتے کو کیا سزا دیتا ہے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ کتا مندر سے باہر نکلیگا اور مر جائیگا۔ اسکے بعد اس سے بھی وحشتناک منظر دیکھا اور یہ کہ کتے نے اپنی ٹانگ اٹھائی اور "نہم" کے اوپر اس نے پیشاب کیا نہم کی یہ تھی طاقت و توانائی اور عزت و اقتدار اور یہ تھی اسکی عظمت اور شان و شوکت یہ سنکر لوگوں نے اپنے سر جھکا لئے اور سب خاموش رہے۔

ابوذر نے کہا تمہارے دلوں میں بتوں کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور تم آنکھیں نہیں کھولتے اور گمراہی میں بھٹک رہے ہو۔

ایک شخص: جس پیغمبرؐ کے بارے میں تم بات کر رہے ہو اسکی صداقت اور حقانیت کی تصدیق کون کریگا؟

ابوذر: حضرت رسول خداؐ کے دیدار سے پہلے یہی سوال میرے ذہن میں آیا تھا اور جب میں نے آنحضرتؐ کی زیارت کی تو اس نور الٰہی کی روشنی میں میرے تمام شکوک و شبہات برطرف ہو گئے۔ میں نے حضور نبی کریمؐ کی سیما میں حق اور حقیقت کو مشاہدہ کیا ہے۔

ایک شخص: جب وہ بہ نفس شریف یہاں تشریف لائینگے۔ اسوقت انکی دعوت کے بارے میں غور کرینگے۔

ابوذر: آنحضرتؐ تمہیں خیر و خوبی اور مکارم اخلاق کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور حسن رفتار کی فرمائش کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے حق میں مہربانی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تقوی اور

پرہیزگاری کا فرمان دیتے ہیں اور دل کے ٹکڑوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اب کوئی اپنی بیٹی کو زندہ دفن نہیں کرسکیگا۔ حضور نبی کریمؐ تمہاری دنیا اور آخرت کی سعادت اور نجات لیکر آئے ہیں۔

ابوذر اپنے عقاید کی تبلیغ کررہے تھے کہ خفاف بن رخصہ نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور اپنے رئیس قبیلہ کے ساتھ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ ابوذر نے اپنی قوم کے دوسرے لوگوں سے کہا۔ کیوں تمہیں کیا ہوا۔ تم کیوں حق کا ساتھ نہیں دیتے؟ قوم کہ بقیہ لوگ: جب حضرت پیغمبرؐ یہاں تشریف لائیگے ہم اسوقت اسلام قبول کرینگے۔

لوگ منتشر ہو گئے اور غفاری لوگ دین اسلام کے سایہ میں پہلی رات آرام سے سوئے۔

خفاف بن ایماء اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد لوگ پراکندہ ہو گئے ابوذر اور خفاف آپسمیں باتیں کرتے رہے۔

ابوذر: ایک زمانہ بیت گیا حضور نبی کریم کی خیر و خبر معلوم نہیں ہو سکی۔ خدا جانے حضرت کسطرح اور کس حال میں ہونگے؟ اگر کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اسکو ہر طرح ستاتے اور آزار پہونچاتے ہیں۔ زندانی کرتے ہیں۔ جیل میں ڈالتے ہیں اور مذہب چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کچھ لوگ حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ اسکے بعد کوئی خبر نہیں۔ اور یہ کہ کفار مسلمانوں کو آزار پہونچاتے ہیں اور مجھکو انکی کوی خبر نہیں۔

کیا مسلمانوں کو آزار و شکنجہ دیکر کفار قریش انھیں انکے دین وایمان سے پلٹا سکتے ہیں۔ مسلمان کیا انکے بتوں کو خدا مانیں گے۔ بھلا خدا کو چھوڑ کر کوئی صاحب خرد کسی بت کو خدا قبول کریگا؟ کفار جسقدر مسلمانوں کو ستائیںگے اسی قدر مسلمان اپنے عزم وارادہ۔ اسلام اور ایمان میں مستحکم اور استوار ہوتے رہینگے۔ انکے دلوں میں ایمان کی شمع روشن ہے اور اللہ تعالی نے انکی ہدایت فرمائی ہے۔اب وہ انھیں گمراہی میں نہیں چھوڑیگا۔

وہ لوگ اپنے حیلوں اور مکاری سے مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے تھے اور بڑی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے انہوں نے اپنی کمان کا آخری تیر بھی چلایا اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنی قید میں ڈالدیا اور انھیں زدوکوب کیا۔ مگر ان کا تیر الٹا انھیں کے گلو میں پیوست ہو گیا اور اسلام ہر روز بڑی تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔

جو لوگ کلمہ ''لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ'' کا ورد کرتے ہیں اور امر بمعروف و نہی از منکر شعار زندگی بنائے ہیں۔ اللہ تعالی انھیں خوار نہیں کریگا۔ بلکہ انھیں عزت و سربلندی عطا فرمائیگا۔

اسی اثناء میں ایک شخص پہونچتا ہے اور سلام کرتا ہے۔ ابوذرؓ دریافت کرتے ہیں۔

کہاں سے آتے ہو؟

مسافر: مکہ سے آرہا ہوں۔

ابوذر: حضرت رسول خداؐ اور دوسرے مسلمان کسطرح ہیں۔

مسافر : کفار قریش انھیں ستانے میں کوئی دریغ نہیں کرتے۔ ہر طرح کا
آزار اور شکنجہ دیتے ہیں۔
تم نے عہدنامہ کے بارے میں نہیں سنا۔

ابوذر : نہیں۔

مسافر : کچھ مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے ہیں۔ وہ وہاں آزادی کی فضاء میں
اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہاں انھیں کسی طرح کی کوئی تکلیف اور دشواری
نہیں ہے۔ وہاں انھیں کوئی برا تک نہیں کہہ سکتا۔ قریش نے اپنے تحفوں
اور سوغات کے ساتھ عمرو عاص کو بادشاہ نجاشی کے دربار میں بھیجا کہ
مسلمانوں کو مکہ لیکر آئے۔ اس نے شاہ نجاشی سے کہا کہ یہ لوگ ہمارے
آبائی دین سے منحرف ہوگئے ہیں۔ انھیں میرے حوالے کردیں تاکہ میں
انھیں مکہ لیکر جاؤں۔ مگر نجاشی نے حضرت جعفرؑ کی بات سنکر عمرو عاص کو
اپنے ملک سے باہر نکال دیا اور مسلمانوں کو آزادی سے رہنے کی اجازت
دیدی۔

خفاف : نجاشی نے اسطرح کا کام کیا؟ وہ بہت عظیم بادشاہ ہے۔

مسافر : نجاشی نے اس سے بھی بڑھکر کام کیا ہے۔ اس نے مہاجرین کو پناہ
دی انکا احترام کیا اور بیحد عزت کی ہے۔

ابوذر : قریش نے کیا کیا؟

مسافر : قریش کو جب خبر پہونچی کہ نجاشی نے جعفرؑ اور مسلمانوں کا بیحد
احترام کیا، تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوئے اور انہوں نے مکہ میں حضرت

رسول خداؐ اور مسلمانوں سے اسکا بدلا لیا۔ اور حضرتؐ کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے آپسمیں یہ عہد کیا کہ بنو ہاشم کے ساتھ کوئی شادی بیاہ نہ کرے۔ کسی طرح کی تجارت اور معاملہ نہ کرے اور اس عہد نامہ کو خانہ کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا اور تمام بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محسور کر دیا، اور تمام اولاد عبد المطلبؑ اس درّہ میں محصور ہو گئی۔ ابولھب قریش کی مدد کر رہا ہے۔ اور بنی ہاشم کے خلاف سازش میں شریک ہے اور قریش نے کھانے پینے کی چیزوں پر بھی قدغن لگا دی ہے۔ بنو ہاشم تین سال تک اس درہ میں زندانی رہے۔ صرف حج کے موسم میں ہی مسجد الحرام جا سکتے تھے۔ درہ کے قریب چھوٹے بڑے بچوں کی فریاد سنائی دیتی ہے۔ یہ دل ہلا دینے والا ہولناک منظر ہے۔ قریش بنو ہاشم کی تکلیف سے خوش ہوتے ہیں۔ اسی اثناء میں اللہ نے اپنے رسول کو عہد نامہ کے بارے میں الہام کیا کہ دیمک نے اس عہد نامہ کی سطور کو چاٹ کر مٹا دیا ہے اور جہاں اللہ کا نام لکھا تھا بس وہی جگہ باقی بچی ہے۔

حضرت رسول خداؐ نے اپنے چچا جان حضرت ابو طالب کو اس خبر سے آگاہ کیا اور حضرت ابو طالبؑ نے بھائیوں کو یہ خبر سنائی۔ انہوں نے کہا۔ اس بارے میں آپ کیا سمجھتے ہیں؟

ابو طالبؑ: خدا کی قسم میں نے انکی زبان سے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں سنی ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں، حق اور سچ ہوتا ہے۔

انہوں نے کہا: تمہارا ذاتی مشورہ کیا ہے؟

ابو طالبؑ : میرا مشورہ یہ ہے کہ بہترین لباس کو پہنو اور شان و شوکت اور سر فرازی کے انداز میں قریش کے پاس جاؤ اور انھیں اس قضیہ کی خبر دو، بنو ہاشم مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں قریش کے چودھری اک حجرہ میں بیٹھے تھے انہوں نے بنو ہاشم کا احترام کیا اور ابو طالبؑ کو صدر مجلس میں بٹھایا حضرت ابو طالب نے کہا!

میرے برادر زادہ نے مجھکو بتایا کہ تمہارے عہد نامہ کو دیمک کھا گئی ہے۔ اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ وہ جو کہتے ہیں وہ حق اور سچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو تمہارے عہد نامہ پر مسلط کر دیا کہ وہ تمہارے ستم، ظلم وجور، قطع روابط وغیرہ باتوں کو چاٹ کر مٹا ڈالے اور صرف نام خدا کو باقی رہنے دے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اب تم دشمنی کو چھوڑ دو۔ اور اس کی نسبت جو کچھ ہم تم برا بھلا کہتے ہو اس سے باز آجاؤ۔

قریش دوڑے ہوئے خانہ کعبہ میں جاتے ہیں اور اپنے عہد نامہ کو نابود پاتے ہیں۔

ابوذر : پھر کیا ہوا؟

مسافر : قوم کے چودھریوں نے اپنے منہ لٹکا لئے اور شرمندہ ہو گئے۔

حضرت ابو طالبؑ نے ان سے خطاب کیا اور کہا : اب موضوع صاف ہے۔ تم سبکو اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ بنو ہاشم نے ملکر دعاء کی!

پروردگارا جن لوگوں نے ہم پر ستم ڈھائے ہیں ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمارے حقوق سے ہمکو محروم کیا ہے۔ ہمکو ان پر فتح عطا فرما۔ اسکے بعد بنو

ہاشم شعیب ابی طالبؑ کو واپس پلٹ گئے اور قریش کی ایک جماعت دوسروں کو برا بھلا کہہ رہی تھی اور کچھ لوگ اپنے اسلحہ کے ساتھ درہ کی طرف گئے اور بنو ہاشم سے درخواست کی کہ ہم تمہارا ساتھ دینگے اب تم لوگ آزاد ہو۔ اور شعیب ابی طالبؑ سے باہر آجاؤ بنو ہاشم تین سال کی قید سے رہا ہوئے۔ خفاف نے کہا: دوسرے قریش نے کیا کیا؟

مسافر: انہون نے اپنی شکست کا تلخ مزہ چکھا اور اب وہ چپ خاموش ہیں۔

خفاف: مجھکو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے یہ آزار د شکنجہ تکلیف اور مصائب اپنی قوم کے ہاتھوں اٹھائے ہیں کہ حضرتؐ جنکی ہدایت کی راہ استوار کر رہے ہیں۔

ابوذر: تعجب کی بات کیا ہے۔ قبیلہ تو قبیلہ ہے اور خاندان خاندان ہے اور اولاد اولاد ہے اور رسول خداؐ نے فرمایا: کسی شخص کی حفاظت اسکی اولاد کی حفاظت کر کے ہوتی ہے۔

میں ابوذر ہوں

یہ کتاب میری ایک بہت پرانی دلی خواہش کا ظہور ہے۔ میں نے ایک عرصہ ہوا جناب جودت السحار کی کتاب ابوذرؓ کو پڑھا تھا۔ ابوذر کی زندگی کے بارے میں جناب جودت السحار نے ابوذر کا حق ادا نہیں کیا۔ اور کتاب کے مطالع کے بعد میں نے چاہا کہ اس وادی میں اتر جاؤں مگر ہمت نے ساتھ نہیں دیا۔ اسکے چند سال کے بعد ایران کے مشہور و معروف مفکر شریعتی کی کتاب ''ابوذر'' کو پڑھا، تو دیکھا کہ جودت کی کتاب کا اقتباس ہے اور بات وہاں سے آگے نہیں بڑھی۔ اب حضرت ملا اصغر صاحب قبلہ کی ابوذرؓ تحریک نے مجھ کو مزید مہلت نہ دی اور میں نے چاہا کہ اس تحریک کے موجد ابوذر محمدیؐ کے سلسلہ کو ابوذر حضرت حجت ابن الحسن عسکریؑ کے پیکر کردار میں دیکھوں''

اور میں نے جو دیکھا اسکو بیان کر دیا حضرت رسول خداؐ نے کیا خوب فرمایا: ''لیس الخبر کالمعائنہ''

خبر معائنہ کی طرح حقیقت کو بیان نہیں کرسکتی

یثرب میں اسلام

شہر یثرب کے اسلام کی خبر قبیلہ غفار میں آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگوں کے چہرہ پر مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ اوس و خزرج کے لوگوں کے اسلام پر مسلمان آپسمیں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے۔ اوس و خزرج کے دونوں قبیلے فصاحت و بلاغت میں بھی بے نظیر تھے اور میدان کارزار کے بھی شہسوار تھے اور اللہ کی طرف سے توفیق انھیں نصیب ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اسکا دین تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرے اور پیغمبر خداؐ کو فتح و ظفر حاصل ہو اور اللہ کا وعدہ انجام پائے۔

انیس ابوذرؓ کے پاس پہونچے اور انھیں مژدہ سنایا۔

انیس : یثرب میں دعوت اسلام عام ہو گئی ہے اور اوس و خزرج کے دونوں قبیلے مسلمان ہو گئے۔

ابوذر : حضرت رسول خداؐ بہت جلد یثرب پہونچ جائینگے۔

انیس : تعجب کے ساتھ بھائی کو دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ سنا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی اور خبر تمہارے پاس ہے

ابوذر : نہیں تو۔

اوس خزرج کے مسلمان ہونے کی خبر بھی میں نے تمہاری زبانی سنی ہے۔

انیس : پھر حضرت پیغمبر اکرمؐ کے یثرب تشریف لے جانے کی خبر تمہیں کس نے بتائی ؟

ابوذر : میں جب آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسی روز حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میں عنقریب یثرب کو ہجرت کرونگا۔ اور حضورؐ نے جو بھی فرمایا وہ سچ ہے۔

انیس : کیا کفار قریش حضرت کو یثرب جانے دینگے ؟

ابوذر : جانے دیں یا نہ جانے دیں۔ حضور مکہ سے یثرب کو ہجرت فرمائینگے لیکن کسطرح اور کب یہ اللہ کا کرشمہ ہے اور یدُاللہ کی کارسازی ہے ہمکو کچھ خبر نہیں۔

ابوذر : عزم سفر کرتے ہیں۔

انیس : آپ کہاں کا قصد کر رہے ہیں ؟

ابوذر : یثرب کا قصد ہے تاکہ حضورؐ کی خیر و خبر ملے اور اہلِ یثرب کے اسلام کی آنکھوں دیکھی خبر لیکر آؤں۔

ابوذر : اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور یثرب کی طرف روانہ ہو گئے اور مسجد نبی

قریب میں اترے اور قرآن مجید کی تلاوت کی سماعت کرتے ہیں اور مسجد میں آنے والے ہر شخص سے حضرت پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ لوگوں نے انھیں رافع بن مالک زرقی کے گھر بھیج دیا۔

ابوذر : دروازے پر کھڑے ہیں "السلام علیک ورحمۃ اللہ"

ابوذر : میں تمہارا مسلمان بھائی ابوذر غفاری ہوں۔

رافع : خوش آمدی۔ کیا کوئی امر د فرمائیش ہے کہ میں اسکو انجام دوں۔

ابوذر : میں نے آپکے اسلام کے بارے میں سنا ہے اور یہ کہ اوس و خزرج بھی اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

میں اپنے محبوب حضرت نبی کریمؐ کی خیر و خیریت کی خبر سننے کیلئے بےچین ہوں اور آپکی خدمت میں خاضر ہوا ہوں کہ شاید کوئی سبیل ہو اور آتش شوق کو کچھ کم کروں

رافع : ہم نے حضرت رسول خداؐ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اسلام لائے۔ اور آج اس شہر میں کوئی گھر نہیں ہے کہ جس میں حضورؐ کا کوئی دوست نہ ہو۔

ابوذر : کیا آپ نے آنحضرتؐ کی زیارت کی ہے اور کہاں؟ وہ کس حال میں ہیں؟

رافع : میں اور یثرب کے پانچ آدمی منٰی میں تھے کہ حضورؐ تشریف لائے اور فرمایا : کیا تم لوگ یہودیوں کے ساتھ عہد و پیمان کئے ہو؟

رافع : میں نے عرض کیا جی ہاں۔

اسکے بعد حضرتؐ نے ہم لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ہم مسلمان ہو گئے۔

حضرت رسول خداؐ نے ہم سے فرمایا: "میری نصرت اور پیروی کرتے رہو۔ کہ ایک روز میرے پروردگار کا حکم آئے۔

رافع: میں نے عرض کیا! یارسول اللہؐ ہم راہ خدا اور رسول خداؐ میں کوشش کرتے رہینگے۔ مگر ہم آج آپسمیں ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور اگر حضورؐ اسوقت ہمارے شہر میں تشریف لائینگے تو ہم سب اپنی باہمی دشمنی کی وجہ سے آپکے ساتھ نہیں رہینگے۔ اجازت دیں کہ ہم لوگ اپنے قبیلوں کی طرف واپس جائیں شاید آپسمیں صلح و صفائی ہو جائے۔ اور آئندہ سال موسم حج میں ہم آپکی زیارت کرینگے۔

اس سال قبیلہ خزرج کے دس آدمی اور قبیلۂ اوس کا ایک شخص مکہ پہونچے اور وہاں حضور نبی کریمؐ کی زیارت کی اور ہم سب مسلمان ہو گئے۔ اور ہم نے عہد کیا کہ خدا کا کسی کو شریک نہیں گردانینگے۔ چوری نہیں کرینگے۔ ایک دوسرے پر تہمت و بہتان نہیں لگائینگے اور گناہ آلود زندگی سے دور رہینگے۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اگر اپنے عہد پر قایم رہے تو جنت کے مستحق ہو گے اور اگر کسی نے عہد شکنی کی تو اسکی قسمت کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ چاہے تو معاف کر دے اور وہ چاہے تو سزا دے۔

اسکے بعد ہم مدینہ واپس آگئے۔

ابوذر : اسکے بعد بھی حضور نبی کریمؐ کی زیارت کا شرف ملا؟

موسم حج آیا تو ہم نے حضرت رسول خداؐ کی زیارت اور مناسک حج کیلئے کچھ لوگوں کو مکہ بھیجا۔ قبیلہ خزرج کے پانچسو اور اوس کے سات آدمی مکہ پہونچے اور انہوں نے حضورؐ کا دیدار کیا۔

حضرتؐ نے فرمایا : "جب یہ شور و گل خاموش ہو جائے تو منٰی سے نیچے کی طرف پہاڑ کے پیچھے سیدھے ہاتھ کی سمت غار میں میرے پاس آنا، اسکے بعد حضرتؐ نے حکم دیا کہ اگر کوئی سو رہا ہے تو اسکو بیدار نہ کیا جائے اور اگر کوئی موجود نہیں ہے تو اسکا انتظار نہ کرنا اور آگے بڑھو، آہستہ آہستہ ایک دو آگے بڑھے اور حضرت رسول خداؐ ہم سے پہلے جناب عباس بن عبد المطلبؑ کے ساتھ وہاں پہونچ چکے تھے۔ جب ہم سب لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ تو جناب عباسؓ نے اسطرح خطاب کیا۔ اب گروہ اوس و خزرج! تم نے حضرت محمدؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دی ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارے قبیلے بنی ہاشم میں یہ سب سے زیادہ محترم اور عزیز ہیں اور جو لوگ انکے مخالف ہیں وہ بھی انکا احترام کرتے ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ انکا نسب اور شرف سب سے زیادہ ہے اور تمہارے سوائے ہر ایک نے انکی مخالفت کی ہے۔ اگر تمہارے پاس قدرت و طاقت ہے اور جنگی امور میں بصیرت اور مہارت رکھتے ہو اور ہر امر میں غور و فکر اور باہمی مشورہ سے کام کرتے ہو۔ تمام عرب تمہیں ایک تیر سے نشانہ بنائیگے۔ علم و آگاہی سے کسی کام کو کرنا اور ہمیشہ متحد اور پیوستہ رہنا میں

تمہارے سامنے ابھی سے یہ بات کہے دیتا ہوں کیونکہ بہترین بات، سچی بات ہوتی ہے۔ اسکے بعد اہل یثرب کا ایک شخص مغرور کہتا ہے۔

آپ نے جو کچھ کہا۔ ہم نے اسکو اچھی برح سنا خدا کی قسم۔ ہمارے دل میں اگر کوئی اور بات ہوتی تو ہم ضرور وہ کہہ دیتے۔ مگر دوستی اور وفاداری کے اعلان اور اقرار کے سوائے کچھ نہیں کہتے۔ ہم حضرت رسول خداؐ کی نصرت میں اپنے خون بہاڈالنگے۔

اسکے بعد حضرت رسول خداؐ نے ہمارے سامنے قرآن کی تلاوت کی اور خدا کی طرف ہمیں دعوت دی اور اسلام کے قبول کرنے کی ترغیب فرمائی۔ براء ین مغرور نے حضرت کی دعوت کو قبول کیا اور اسلام لائے۔ اور کہا: اے رسول خداؐ ہم آپکے دست حق پرست پر بیعت کرتے ہیں۔ ہم تلوار کے دھنی ہیں اور تلوار ہمکو میراث میں ملی ہے۔ ہمارے آباء و اجداد بھی بہادر اور وفادار رہے ہیں۔

ابوالھیثم نے کہا: اسلام کو قبول کرتے ہیں چاہے ہمارے، دولت و ثروت ختم ہو جائے اور ہمارے بزرگ بھی رخصت ہو جائیں۔ سب حاضرین نے حضرت رسول خداؐ کی دعوت کو قبول کیا اور لوگ آپسمیں محو گفتگو ہو گئے جناب عباس نے کہا: تم اپنے بزرگوں کو بھیجو تا کہ ہم انکے ساتھ صلاح و مشورہ کریں۔ کیونکہ ہم اپنی قوم کی دشمنی کی وجہ سے تم لوگو کی طرف سے تشویش رکھتے ہیں۔ اب تم بیعت کر چکے ہو اسلئے اپنے قیام کی جگہ واپس پلٹ جاؤ۔ جناب عباسؓ نے حضرت پیغمبر خداؐ سے عرض کیا اے

رسول اللہؐ اپنا دست مبارک بڑھائیں اسکے بعد ہم سب نے حضرتؐ کی بیعت کی۔

ابوذر : اسوقت حضرت رسول خداؐ کسطرح تھے ؟

رافع : بہت خوش تھے۔ اللہ تعالی نے انھیں یار وفادار، جاں نثار، بہادر، سورما اور محافظ عطا فرمائے تھے۔

ابوذر : کیا قریش کی دشمنی میں کچھ کمی ہوئی ؟ نہیں، ابھی مجھکو خبر ملی ہے کہ ہماری بیعت کے بعد مشرکین اور کفار نے دشمنی میں شدت کر دی ہے اور اصحاب رسول خداؐ کو ہر طرح سے ستاتے ہیں اور وہ ستم اور مظالم ڈھا رہے ہیں کہ جنکی ماضی میں کوئی نظیر اور مثال نہیں ملیگی۔

ابوذر : اسکا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بہت جلد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آجائینگے۔

رافع : حضرت رسول خداؐ بھی انکے ساتھ یہاں تشریف لائینگے۔

ابوذر : ہاں حضورؐ بہت جلد تشریف لائینگے۔

"اہلِ یثرب اور یثرب کی بھی کیا قسمت ہے۔"

اللہ اکبر۔

غفار

غفاری لوگ بہت خوش ہیں۔ انھیں خبر ملی ہے کہ حضرت پیغمبر خداؐ انکی طرف آرہے ہیں۔

ابوذر: محسوس کرتے ہیں کہ انکی آرزو کا شگوفہ کھلنے والا ہے اور وصال کی گھڑی نزدیک ہے لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ اور وہ حضور نبی کریمؐ کے دیدار کے منتظر تھے راہ میں آنکھیں بچھائے محبوب الٰہیؐ کا انتظار کر رہے ہیں اور ابوذر سے بار بار سوال کرتے کہ حضورؐ کب آئینگے؟

اور ابوذر کہتے۔ صبر کرو۔ تم ابھی سر تاج خلایق و سید المرسلینؐ کا دیدار کروگے۔ چرخ زمان دھیما چل رہا تھا۔ اور غفاری لوگ انتظار سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ابوذر نے دور سے آتے ہوئے ناقہ کو دیکھا اور غور سے دیکھا اور غور سے دیکھا اور اچھل کر کہا: خدا کی قسم پیغمبر خداؐ ہیں۔

تمام منتظر لوگ خوشی سے جھوم جھوم کر ہاں یہ ہمارے رسولؐ ہیں۔

اور غفار میں شور ہوا کہ حضرت پیغمبر خداؐ آگئے۔

ابوذر آگے دوڑتے ہوئے۔

سلام پیش کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ابو نملہ ؟ کہا نہیں، میں آپ کا غلام ابوذر ہوں۔

ابوذر حضرت پیغمبر خداؐ کے ناقہ کی مہار اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور لوگ چاروں طرف سے حضورؐ کو گھیر لیتے ہیں اور بلند آواز سے تکبیر اور درود و سلام پڑھتے ہیں۔

عورتیں، مرد، بچے بوڑھے اور سب اہلِ غفار شوق سے کہتے :

"اللہ اکبر"

حضرت رسول خداؐ ناقہ سے اترے اور مسلمان دست بوسی اور سلام کرنے کیلئے بڑھے۔ حضرت رسول خداؐ تشریف فرما ہوئے اور زید بن حارثہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت رسول خداؐ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور لوگ بیعت کرنے کیلئے آگے بڑھ رہے تھے اور ابوذرؓ سامنے کھڑے لوگوں کو مژدہ سنا رہے تھے لوگوں نے جیسے ہی جمال آرائے محمدؐ کو دیکھا بحال ہوگئے۔ اور بیک زبان کہتے حسن یوسف ید موسیٰ دم عیسیٰؑ داری۔ آنچہ خوبان ھمہ دارند تو تنہا داری۔ حضرت اخلاق الٰہی سے آراستہ ہیں چہرۂ نور خورشید کی طرح درخشان۔ شکل و شمائل سبحان اللہ، کشادہ رو، نہ لاغر نہ موٹے بلکہ سڈول، چست، آنکھیں سیاہ و جذاب، پیوستہ اور بر آمد بھویں، مضبوط اور دلکش آواز، کالے بال، گردن کشیدہ، دوش پر سیاہ بال اگر

خاموش ہیں تو وقار اور متانت ہویدا اور جب کلام کرتے تو عظمت کی بارش ہونے لگتی۔ حضورؐ کی گفتگو میٹھی اور دلکش جملے چھوٹے اور پُر معنی۔ متوسط قامت خفاف بن رخصہ غفاری نے حضرت پیغمبرؐ سے درخواست کی کہ انکے قبیلہ کے واسطہ ایک نوشتہ مرقوم فرمادیں۔

حضورؐ نے مرقوم فرمایا: "قبیلہ غفار ایک مسلمان قبیلہ ہے فتح و ظفر اور شکست میں سختی اور آسائش میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ انکی جان و مال کی حفاظت حضرت رسول خداؐ اور خدا کے ذمہ ہے۔ پیغمبرؐ عہد کرتے ہیں اگر انھیں کوئی ستائیگا یا دست ستم انکی طرف بڑھائیگا تو ہم انکی نصرت و حمایت کرینگے اور جب کبھی پیغمبرؐ انھیں اپنی نصرت اور مدد کے لئے طلب کرینگے۔ حضرت رسول خدا کی نصرت کرنا سب پر واجب ہے۔ اس عہد نامہ میں تبدیلی گناہ کبیرہ کا سبب ہو گی۔ (۱)

قبیلہ غفار سب مسلمان ہو گیا اور ابوذر اپنے قبیلے کے اسلام پر بیحد خوش اور شاد ہیں اور اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔

---

(۱) کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ زمیں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
اقبالؔ

یہ کون ہستی ہو سکتی ہے ؟ وہی کہ جو ابوذر وار زندگی گزار رہا ہو۔ ابوذر اس سر و سقامت ہستی کو کہتے ہیں کہ جس نے درسگاہ حضرت محمدؐ و آل محمدؐ سے علوم الھیہ کو حاصل کیا ہے۔ اور جو آستانہ محمدیؐ سے حاصل کیا اسکو راہ خدامیں خرچ کرڈالا۔

ابوذر وہ ہیں کہ جنہوں نے راہ خدامیں قیام کیا اور راہ خدامیں جان بھی دی۔

انہوں نے حضرت محمدؐ سے یہ درس سیکھا تھا کہ روئے زمین پر خدائی بستی بسائیں ویران زمین کو آباد کرنا ان کا کام ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے انبیاء اور رسولؑ بھیجے اور ان اولیاء الہی کا مقصد زمین کو خدائی شہر بنانا تھا۔

حضرت رسول خداؐ نے انبیاء الہی کے مشن کو مکمل کیا اور اپنے دست مبارک سے شہر مدینہ کو بنایا۔ انبیا الہی میں یہ پہلی ہستی ہے کہ جنہوں نے اپنے شہر کو اور اپنے سماج کو بنفس شریف بنایا ہے۔ اس شہر میں کسی بھی شہری کے دو گھر نہیں ہیں اور اگر جسن اتفاق سے کسی کے پاس ایک سے زیادہ گھر تھے تو اس نے وہ گھر اپنے بے گھر مسلمان بھائی کو رایگان ہبہ

یثرب کی طرف

زمانہ گزرتا رہا۔ ایک روز ابوذرؓ نماز ادا کرنے کیلئے مسجد میں آئے۔ اور نماز پڑھ کر مصلی پر بیٹھے رہے اور انکے چہرہ سے غم واندوہ اور رنج ملال کے آثار نمایاں تھے وہ قرآن کی سماعت کر رہے ہیں۔

قاری اس آیت کی تلاوت کرتا ہے "یا ایھا الذین آمنوا۔ ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم"؟

اے ایمان والو! کیا تمہیں ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں کہ جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارہ اور نجات دے۔

"تو منون باللہ و رسول و تجاھدون فی سبیل اللہ با موالکم و انفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون"

اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور راہ خدا میں جہاد کرو۔ اپنے مال سے اور جان سے اگر تم علم رکھتے ہوتے تو جان لیتے کہ اس میں تمہاری خیر د

خوبی اور بھلائی ہے۔

"یغفر لکم ذنوبکم وید خلکم جنات تجری من تحتھا الانھار و مساکن طیبۃ فی جنات عدن، ذلك الفوز العظیم"

اللہ تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمائیگا اور تمہیں جنت کے باغوں میں داخل کریگا ان باغوں میں نیچے نہریں جاری ہیں اور پاک و پاکیزہ ٹھکانے ہیں۔ جنت کے باغوں میں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ابوذر ان آیتوں کو سنکر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور صدق دل سے لبیک کہتے ہیں۔

ابوذر: میں کل "انشاء اللہ یثرب جاؤنگا"

انیس: واپس کب آؤ گے؟

ابوذر: واپس نہیں آؤنگا، بخدا اس مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں پہونچ گیا تو پھر کبھی حضرتؐ سے جدا نہیں ہونگا۔

انیس: کس کے گھر ٹھہرو گے؟

ابوذر: مسجد میں ان اصحاب کے ساتھ رہونگا کہ جو گھر ودر نہیں رکھتے۔

انیس: تم مسلمان ہو اور تم نے اللہ کے دین کو قبول کیا ہے اور یہی آپکے واسطے بس ہے اپنے قبیلہ میں رہو اور گھر و کاروبار اور زندگی کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ۔ تمہارے گھر اور تمہارے خاندان کو تمہاری شدید ضرورت ہے۔

ابوذر: حضرت پیغمبرؐ مومنین کیجان ومال سے اولیٰ تر ہیں۔ اے انیس میں نے

بہت کچھ گنوادیا ہے۔ بر سوں حضور نبی کریمؐ سے دور رہا ہوں۔ اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ حضرتؐ سے آخر دم تک جدا نہ ہونگا۔

میرے آقاؐ نے جنگ بدر میں شرکت کی اور میں غفار میں رہا۔ تم گھر اور زندگی کو سنبھالو میں تو چلا اور جب تمہیں بلایا جائے تو فوراً خدمت رسول خداؐ میں پہونچنا اور کسی طرح کا دریغ نہ کرنا۔

انیس یاد رکھ اللہ نے کسی بھی آدمی کے سینہ میں دو دل قرار نہیں دیئے ہیں۔

میں نے اپنی زندگی خدا کے سپرد کر دی ہے اور اب اس دنیا سے دلبستگی نہیں رکھتا سب سے زیادہ ضروری اللہ اور رسول اللہؐ کی خوشنودی ہے۔

یہاں مجھکو کون سی چیز روک سکتی ہے؟ خدا کی قسم میں کل یثرب جاؤنگا۔ اللہ تعالی میری ہدایت فرمائیگا۔

ابوذر: عازم سفر ہوتے ہیں اور کچھ زادِراہ ساتھ نہیں رکھتے۔

انیس: سفر طولانی ہے زادِراہ تو ساتھ سا لیں۔

ابوذر: بس ایک گردانان میرے واسطہ کافی ہے۔

ابوذر: یثرب جاتے ہیں اور اپنے محبوب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور علوم الٰہی سے خود کو آراستہ کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور حضورؐ کی گفتار و رفتار کو سر مشق قرار دیتے ہیں اور مکارم اخلاق پر عمل پیرا ہیں۔

ابوذر کا مسجد نبوئیؐ میں بستر ہے دن رات مسجد میں رہتے ہیں۔ ہمیشہ

دعاء ہے نماز ہے۔ قرآن ہے اور ذکر خدا اور رسول خداؐ زبان پر ہے۔
ابوذر کو دولت اور ثروت اندوزی کی حرص نہیں ہے وہ مادی دنیا کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں اور پارسائی انکا شعار زندگی ہے۔ وہ دوسرے اصحاب صفہ کی طرح مسجد میں رہتے اور وہیں خاک پر بستر کر کے سو جاتے۔

یہ لوگ حضرت پیغمبرؐ کے دن رات آمادہ رہنے والے خدمتگزار تھے۔ اسلام کو جب کبھی انکی نصرت اور مدد کی ضرورت ہوئی انہوں نے سر سے کفن باندھا اور اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت میں شہر سے باہر نکل پڑے۔

رات ہوتی تو حضرت پیغمبرؐ انھیں اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کر دیا کرتے اور کچھ کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے۔

ابوذرؓ حضرت رسول خداؐ کے مہمان ہوا کرتے۔

اللہ تعالی نے انھیں سعادت و خوشبختی عطاء فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنے دل کی گرہیں کھول ڈالیں۔ اور اسمیں عشق و عرفان و یقین کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ انکی زبان حقگو، ضمیر پاک اور اخلاق، خدائی اخلاق، انکے کان سننے والے آنکھیں بینا اور بصیر ہیں۔ وہ حضرت رسول خداؐ کی باتوں کو سنتے ہیں۔ انھیں یاد کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں تک پہونچاتے ہیں۔ میدان کارزار کے سورما۔ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے اور بھگوڑے دشمن کو امان دیکر چھوڑ دیا کرتے۔ وہ امن کے ہنگام معارف اور علوم الہی کو سیکھا کرتے اور اسقدر اس راہ میں کوشش کی بڑے اونچے مفسر درجہ کے اور محدث اور

معلم ہو گئے۔ انکی طہارت پاکیزگی اور پارسائی یہ کہ حضرت رسول خداؐ انکی تعریف کرتے ہیں۔

ایک روز صدقہ بن ابی عمران مسجد میں آیا اور اس نے ابوذر کو دیکھا کہ کالی کملی اوڑھے ہوئے تنہا ایک گوشہ میں بیٹھے ہیں۔ صدقہ نے ان سے کہا آپ تنہا بیٹھے ہیں؟

آؤ میرے پاس آجاؤ۔ نیک ہمنشین تنہائی سے بہتر ہے اور تنہائی، ہمنشین بد سے بہتر ہے۔

ابوذر اور صدقہ باہم گفتگو میں مشغول ہول گئے اور لوگ گروہ در گروہ نماز کیلئے مسجد میں آنے لگے۔

جناب بلالؓ نے مغرب کی اذان کہی اور حضرت رسول خداؐ مسجد میں تشریف لائے نماز کے تمام ہو جانے پر اصحاب حضور نبی کریمؐ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اور حضورؐ نے وحیٔ الٰہی اور معارف اسلام کا درس دینا شروع کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد لوگ اپنے گھر چلے گئے اور اہل صفہ مسجد میں رہ گئے۔ حضرت رسول خداؐ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی مسجد میں آتے تو سب سے پہلے حضرات اہلِ بیتؑ علی و فاطمہ و حسن و حسینؑ کا دیدار کرتے اور سلام کرتے اور جب مسجد سے اپنے گھر جاتے تو پہلے اہل بیتؑ کو سلام کرتے۔ حضورؐ اہل بیتؑ کو سلام کر کے اپنے گھر چلے گئے۔

رات کا ایک تہائی حصہ گزر چکا تھا کہ حضرت رسول خداؐ مسجد میں تشریف لائے اور ایک صحابی سے فرمایا اپنے دوستوں کو آواز دو اور انھیں

میرے پاس لیکر آؤ۔

سب لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ تعداد میں تیس افراد تھے۔ حضرت رسول خداؐ نے اپنے گھر میں انھیں کھانا کھلایا غذا میں چند نان جویں تھے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں محمدؐ کی زندگی ہے۔

"محمدؐ کے اہل بیتؑ کی یہی غذا ہے" اصحاب کھانا نوش کر کے مسجد میں واپس آگئے اور عبادت کے بعد سو گئے۔

ابوذرؓ نے اپنی آنکھیں موندی ہی تھیں کہ حضرت رسول خداؐ کے آنے کی آہٹ سنی۔ ابوذر نے آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ حضور مسجد میں آرہے ہیں۔ حضور محراب عبادت میں پہونچے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔

ابوذر نے اپنے کان تیز کئے اور سنا کی حضورؐ گریہ وزاری کی حالت میں بار بار اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں۔

"اِنْ عذبهُم فانهم عبادك وَاِن تغفرلَهُم فانك انتَ العزيزالحكيم"

اگر تو انھیں سزا دیگا تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر انکی مغفرت فرمادی۔ تو بیشک تو عزیز اور صاحب حکمت و دانائی ہے۔ ابوذرؓ بڑے غور سے حضورؐ کو دیکھ رہے ہیں کہ کبھی رکوع بجالاتے ہیں اور کبھی سجدہ میں جاتے ہیں اور اسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں اور صبح کی نماز تک حضرت رسول خداؐ رکوع و سجود بجالاتے رہے۔

ابوذر اس راز کو جاننا چاہتے ہیں۔ وہ اٹھے اور سیدھے حضورؐ کی خدمت میں پہونچے۔ اور عرض کیا: یارسول اللہؐ آپ تمام رات اسی ایک آیت کی تلاوت کرتے رہے اور رکوع اور سجدہ میں بھی اسی آیت کو پڑھتے رہے۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھکو شفاعت عطا فرمادی۔ اگر مشیت الٰہی کا اقتضاء ہو، تو ہر وہ شخص کہ جو مشرک نہیں ہے اور میرے اہل بیت کا دل سے دوست ہے وہ میری شفاعت پائیگا۔ (۱)

"ہمارا ایک مکان اور بھی ہے اور ہم اپنا اچھا مال یہاں سے وہاں بھیج رہے ہیں۔"

"جناب ابوذرؓ"

زمانہ تیزی سے گزر رہا ہے ابوذر بہادر ہیں۔ شجاعت انھیں گھٹی میں پلائی گئی ہے۔ میدانِ جنگ میں تھا اترا کرتے اور دشمن کو نشانہ بناتے۔ انہوں نے جنگ بنی لحیان اور ذی قرد میں اپنے آقاؐ کے ساتھ تلوار چلائی اور اپنی شجاعت کی داد حضرت امیر المومنین علیؑ سے لی۔ ہجرت کے چھٹے سال غزوہ بنی مصطلق کیلئے حضرت رسول جداؐ کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور

---

(۱) جو لوگ حکم خدا کے مقابلے میں اپنا فرمان نافذ کرتے ہیں وہ سب مشرک ہیں سورہ ناس میں ہے۔ انسانوں کا پروردگار اور انسانوں کا بادشاہ وہی ہے کہ جو انسانوں کا اللہ ہے۔ جو لوگ خود ساختہ رب الناس۔ ملک الناس اور الہ الناس ہیں وہ سب مشرک ہیں اور انکی مغفرت نہیں ہوگی۔ انشاءاللہ

حضرت علیؑ کو رسول خداؐ نے مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ راستے میں تین آدمی ساتھ چھوڑ کر واپس مدینہ آگئے۔ اصحاب نے انکی شکایت حضورؐ سے کی کہ فلاں فلاں اور فلاں ساتھ چھوڑ گئے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: انکا چلا جانا ہی بہتر ہے۔ اگر انمیں ذرا بھی خوبی ہے تو اللہ انھیں ہمارے پاس لوٹائیگا ورنہ انکا جانا ہی اچھا ہے۔ حضرت ابوذرؓ کا ناقہ خود اپنے مالک کی طرح دبلا پتلا تھا۔ ایک جگہ گرمی میں وہ بیٹھ گیا۔ ابوذر نے بڑی کوشش کی مگر ناقے نے اٹھ کر نہیں دیا۔ اصحاب نے حضرت رسول خداؐ سے ابوذر کی شکایت کی۔ حضورؐ ابوذر بھی رہ گئے اور حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اگر انمیں ذرا بھی نیکی ہے تو اللہ انھیں ہم سے ملائیگا ورنہ انکا چلا جانا ہی بہتر ہے۔ ابوذر نے ناقے کو وہیں چھوڑا۔ اپنی مشک اور تلوار کو لیا اور تیزی سے کارواں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ایک جگہ نشیب میں بارش کا ٹھنڈا پانی نظر آیا۔ پانی کے قریب پہونچے ایک چلو میں پانی لیا اور ہونٹوں کو لگایا۔ دل نے پکارا ابوذر خبردار مذہب عشق میں محبوب سے پہلے عاشق کیلئے کوئی چیز روا نہیں ہے اور تم اپنے محبوب سے پہلے یہ پانی ہرگز نوش نہیں کروگے۔

میٹھا پانی ہے ابوذر نے مشک میں پانی بھرا اور تیزی سے دوڑتے ہوئے کاروان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ادھر اصحاب نے دیکھا کہ کوئی دوڑا ہوا چلا آرہا ہے۔ حضورؐ کو خبر دی کہ کوئی شخص ہماری طرف دوڑا چلا آرہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا شاید ابوذر ہوں۔ غور سے دیکھا تو ابوذر ہی تھے۔ جب لشکر میں پہونچے تو گر پڑے حضورؐ نے فرمایا۔ انھیں پانی پلاؤ

پیاس سے انکا برا حال ہے۔

ابوذر نے عرض کیا۔ خدا کے رسولؐ میرے پاس پانی موجود ہے۔

حضور نے فرمایا: خدا کے بندہ پانی کے ہوتے ہوئے پیاسے مر رہے ہو؟

ابوذر: خدا کے رسولؐ جیسے ہی میں نے اس پانی کو دہن لگایا میرے ضمیر نے پکارا کہ خبردار تم اپنے محبوب سے پہلے اس پانی کو دہن نہ لگانا۔ پہلے آپ اس کو نوش فرمائیں تو پھر آپکے بعد ہی میں پانی پی سکونگا۔

حضورؐ نے تھوڑا پانی لیا اور نوش فرمایا اسکے بعد ابوذر نے اپنی پیاس بجھائی۔ حضرت رسول خداؐ کے نزدیک ابوذر کا ایک مقام و مرتبہ ہے۔ وہ جب بھی حضورؐ کی خدمت میں پہونچے۔ حضورؐ ان سے باتیں کیا کرتے۔ اور اگر وہ کسی وقت موجود نہ ہوتے تو حضرتؐ انکے بارے میں سوال کرتے۔

ایک روز حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں ابوذر حاضر ہوئے۔ حضرت رسول خداؐ اسوقت سفید چادر اوڑھے سو رہے تھے۔ ابوذر آئے اور حضرتؐ کو بیدار کر دیا۔ حضورؐ نے آنکھیں کھولیں۔ دیکھا ابوذر سامنے بیٹھے ہیں۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اگر کوئی بندہ "لا الہ الا اللہ" پڑھتا ہے اور "لا الہ الا اللہ" پر وہ مرتا ہے تو اللہ اسکو جنت میں جگہ دیگا۔

ابوذر: اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو؟

حضرت پیغمبرؐ: ہاں اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔

ابوذر: اگر زنا اور چوری بھی اس نے کی ہو؟

حضرت پیغمبرؐ: تاکید کے ساتھ، ہاں اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔

ابوذر : بڑے تعجب کے ساتھ زنا اور چوری بھی اس نے کیا ہو ؟

حضرت پیغمبرؐ : ہاں ابوذر اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔

ابوذر غور و فکر میں ڈوب گئے۔ اسکے بعد دو آدمی مسجد میں چلے گئے۔

اور حضرتؐ نے فرمایا : ابوذر ذرا سر تو اٹھاؤ ابوذر نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ ایک آدمی بہترین لباس پہنے کھڑا ہے۔ وہ تھوڑی دور آگے بڑھ گیا۔

حضرت رسول خداؐ نے پھر فرمایا : ابوذر ذرا سر اٹھاؤ۔ ابوذر نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک شخص پھٹے پرانے لباس میں کھڑا ہے۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا : ابوذر دیکھو ! اللہ کی بارگاہ میں یہ ایک تن تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے۔ ابوذر اپنی شادی کے وقت تک مسجد میں رہا کرتے۔ ابوذر کی ام ذر کے ساتھ شادی ہو جاتی ہے۔

ام ذر آنحضرتؐ کے بزرگ اور محترم اصحاب میں شمار کی جاتی ہیں۔ وہ تمام سختیوں اور دشواریوں میں اپنے شوہر نامدار کی شریک رہیں۔ اور اپنے شوہر کی بزرگی اور عظمت میں بھی انکا حصہ ہے۔

ابوذر شادی کے بعد اصحاب صفہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور مدینہ سے باہر ایک اونچائی پر اپنے رہنے کے واسطے خیمہ لگاتے ہیں اور یہاں سے انکی دوسری زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

ابوذر : صحرا میں رہنے کو پسند کرتے تھے انکی عظیم روح شہری حدود میں کہاں سما سکتی ہے انکی خواہش ہے کہ وہ رات میں چمکتے ہوئے ستاروں کے مشاہدہ سے خالق کائنات کی عظمت و کبریائی کی تسبیح پڑھتے رہیں۔ اور

کر دیا۔ اور اس کو صاحب مکان کر دیا۔ حضور نبی کریمؐ کی حیات طیبہ میں مدینہ اسی طرح آباد ہوتا رہا اور پھر حضور نبی کریمؐ کی طرف سے یہ اہتمام تھا کہ ہر مسلمان کا گھر ہو۔ اور حضرت امیر المومنین علیؑ کی حکومت کی روش بھی وہی رہی کہ جو حضرت رسول خداؐ کی حکومت کا منشور تھا۔

حضرت علیؑ نے اپنی محنت و مزدوری کے ذریعہ ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کیے اور انکے واسطے گھر بھی بنائے۔

حضرت امام علیؑ نے کبھی روز فردا کیلئے مسلمانوں کے بیت المال کو پس انداز نہیں کیا اور مغرب کی نماز سے پہلے ہی اسکو مسلمانوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کر دیا۔ اور کچھ بچا کر نہیں رکھا۔ اور حضرت امیر المومنینؑ کوشش فرماتے کہ ہر آدمی کو رہنے کیلئے گھر مہیہ کیا جائے اور حضرت امیرؑ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ اور وہ بقائے الٰہی کے ہنگام اپنی کامیابی کا اسطرح اعلان کرتے ہیں

"فغزت برب الكعبة"

پروردگار کعبہ کی قسم علی کامیاب رہا۔ اور ہمارے ہر امامؑ کا یہی شیوہ زندگی رہا کہ غریب و نادار اور۔ بے گھر افراد کو سامان معشیت فراہم کیا جاتا۔

چنانچہ آئمہ اہل بیتؑ کے آستانہ پر جو بھی سائل پہونچا اس نے اپنی مراد پائی۔

انکی آنکھوں کے سامنے صاف بیاباں نظر آتا رہے۔ انھیں تنہائی پسند ہے وہ اپنے خیمے کے سامنے بیٹھ جایا کرتے اور صحرا کو دیکھتے رہا کرتے۔ وہ غروب آفتاب اور طلوع فجر میں خدا کی نشانی کو پڑھا کرتے ہر روز سورج کا نکلنا اور ہر شب اسکا غروب ہونا۔ انکے واسطے خدا کی عظمت و کبریائی کا ایک خاموش درس ہوا کرتا۔ وہ کبھی سوشل اور سماجی مسائل میں غور و فکر کرتے اور کبھی تبلیغ دین کی فکر کیا کرتے اور اس بلندی سے کبھی مدینہ کی طرف دیکھا کرتے۔ انھیں کبھی مدینہ کی آواز سنائی دیتی اور کبھی وہ آواز خاموش ہو جایا کرتی انھیں بردگی اور غلامی کی زنجیروں کے کٹنے کی آواز سنائی دیا کرتی۔

وہ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام نے اعراب کو ایران و روم کی غلامی سے آزاد کر دیا ہے اور اب تمام عربستان میں آزادی کا نغمہ پڑھا جاتا ہے۔

"وہ نغمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ ہے"

ابوذر: خود کو اس نغمہ آزادی کا مبلغ سمجھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے گوشے گوشے میں یہ حیات بخش نغمہ پڑھا جائے۔

ادھر ہوائیں چلتی ہیں اور وہ ابوذر کے واسطے دور کی خبر لاتی ہیں۔

وہ سنتے ہیں کہ ایران کے بادشاہ نے اپنی قوم کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ وہ اپنے عیش و عشرت کی خاطر انسانیت کے شرف کو مٹا رہا ہے۔ اور دوسری طرف قیصر روم عربوں کا استحصال کر رہا ہے۔

ابوذر کو یقین ہے کہ اسلام عربستان ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کو آزاد کریگا۔ اور حضرت محمدؐ کی تدبیر سے فقر و ناداری غربت و افلاس کا دیو بھی ہمیشہ کیلیئے دم توڑ دیگا۔ اور اختلاف طبقاتی بھی مٹ جایگا۔ غلامی اور آقائی برادری اور برابری کے رواج سے ختم ہو گی۔ ابوذر باامید ہیں اور انھیں یقین ہے کہ انسان ضرور ایک روز انسان کا درد مند، ہمدرد اور دوست ہو گا اور اختلاف و افتراق اور نفاق کا خاتمہ ہو جایگا اور انسان۔ انسان کا خیر اندیش اور خیر خواہ ہو گا۔

ابوذر دیکھ رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر گدا و تہی دست لوگ ثروتمند اور امیر ہو گئے ہیں اور ہر شخص کی اپنی ایک زندگی ہے لیکن ابوذر تو اسلام کی زندگی کے متمنی ہیں انھیں کا مادیات کی دنیا میں رغبت نہیں ہے وہ خود ایک خیمہ میں رہتے ہیں۔ لیکن غریب و نادار اور تہی دست افراد کی مدد کرتے ہیں۔ ابوذر اس حکومت اسلامی میں ایک وزیر سے کم نہیں ہیں مگر اپنے واسطے صرف ایک چھوٹا سا خیمہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ اپنے امام علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور دنیا بھر کے غریبوں کا دکھ درد اپنے دل میں سمائے ہیں اور اس دکھ درد سے انھیں انس ہے۔ لگاؤ ہے۔ ایک روز جناب ابوذر کا ایک دوست ان کے خیمہ میں ملاقات کرنے آتا ہے اور خیمہ میں ادھر ادھر نظر گھماتا ہے اور اسکو کوئی چیز نظر نہیں آئی تو تعجب کے ساتھ سوال کرتا ہے۔ ابوذر تمہارے گھر کا سامان کہاں ہے؟

ابوذر جواب میں کہتے: ہمارا ایک اور گھر ہے اور اپنا اچھا سامان ہم وہاں بھیجدیا

کرتے ہیں۔

دوست : جبتک تم یہاں ہو۔ یہاں رہنے کیلئے بھی کچھ سامان کی ضرورت ہے۔

ابوذر : یہ گھر اس قابل کہاں ہے کہ اسمیں ٹھہرے رہیں۔

اسکے بعد ابوذر اپنے دوست سے کہتے ہیں۔ خدا کی قسم جس چیز سے میں آگاہ ہوں اگر تم اس بات سے باخبر ہوتے تو کبھی اپنے اہل کے ساتھ ہمبستر نہ ہوتے اور اپنے گھر میں پڑے قالینوں پر قدم نہ رکھتے۔ خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھکو ایک میوہ دار درخت کی صورت میں خلق کرتا۔ اور لوگ میوہ کھایا کرتے اور پھر اسکو کاٹ ڈالتے۔ اور میرا وجود ختم ہو جاتا۔

دوست : پھر اسی وجہ سے تم اس دنیا سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے ہو؟

ابوذر : حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے : "اس شخص کی حالت پر تعجب ہے کہ جو عالم ابدی پر ایمان رکھتا ہے اور فریب کار دنیا کا دھوکہ کھا رہا ہے اور اسکے واسطے کوشش میں لگا ہے۔

وہ شخص اپنے گھر کے لئے روانہ ہوا اور ابوذر مسجد کی طرف چلے گئے۔ حضرت رسول خداؐ کو ابوذر نے مسجد میں تنہا پایا اور حضورؐ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے ابوذر کی طرف رخ کیا! اور فرمایا! ابوذر مسجد کی بھی دو رکعت تحیات ہیں۔ کھڑے ہو جاؤ اور نماز تحیات پڑھو۔ ابوذر نے دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد پھر حضورؐ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ حضورؐ

یہ نماز ہے کیا چیز ؟
حضوؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور اسکی راہ میں جہاد ہے۔
ابوذر: کس مومن کا ایمان سب سے کامل ہے ؟
حضورؐ: جس کا اخلاق سب سے بہتر ہو۔
ابوذر: اے رسول اللہ! کون مومن سب سے زیادہ مسلمان ہے ؟
حضورؐ: وہ کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔
ابوذر: یہ بتائیں کہ نماز بہترین کونسی ہے ؟
حضورؐ: وہ نماز کہ جسمیں قنوت طولانی ہو۔
ابوذر: ہجرت کون سی بہتر ہے ؟
حضورؐ: ہجرت گناہوں ہے۔
ابوذر: اے رسول خدا روزہ کیا ہے ؟
حضورؐ: یہ وہ فرض ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں جس کا اجر کئی گنا زیادہ ہے۔
ابوذر: حضورؐ بہترین جہاد کون سا ہے ؟
حضورؐ: وہ جہاد کہ جسمیں گھوڑا مار دیا گیا ہو اور خون بہا دیا گیا ہو۔
ابوذر: بندہ کونسا آزاد کرنا بہتر ہے ؟
حضورؐ: وہ بندہ کہ جو اپنے آقا کے نزدیک محبوب اور گران قیمت ہو۔
ابوذر: حضورؐ! بخشش کونسی بہتر ہے ؟
حضورؐ: وہ بخشش کہ جو ایک غریب آدمی اپنی محنت اور مزدوری سے کسی فقیر کی مدد کرتا ہے۔

ابوذر: آپکے اوپر سب سے بڑی آیت کونسی نازل ہوئی؟

حضورؐ: آیت الکرسی، اے ابوذر! کرسی کے سامنے ساتوں آسمان ایک زنجیر ہیں۔

ابوذر: اللہ نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں؟

حضورؐ: سب ایک سو چار کتابیں ہیں۔ حضرت شیث پر پچاس صحیفے۔ اخنوخ پر تیس صحیفے۔ حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے اور توراۃ سے پہلے حضرت موسیٰؑ پر بھی دس صحیفے اور پھر توراۃ و زبور و انجیل اور قرآن نازل ہوئے۔

ابوذر: حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے کیا تھے؟

حضورؐ: سب نصیحت، موعظہ اور حکمت سے بھرے تھے۔ جیسے: "اے مغرور بادشاہ ہوش میں آجا تو اپنی ذات کے زندان میں قیدی ہے اور لوگوں کے دوش پر سوار ہے!

میں نے تجھکو بھیجا ہے کہ میری طرف سے مظلوم کا حق اسکو دلائے۔ اسکو انصاف دلائے۔ اور اسطرح کی مثالیں انمیں تھیں۔ "عقلمند انسان کیلئے چند گھڑیاں ہیں۔ ایک وہ گھڑی ہے کہ جسمیں اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہے۔ ایک گھڑی وہ ہے کہ جسمیں اپنے حساب کی خاطر اللہ کے حضور میں پیش ہوگا۔ ایک گھڑی وہ ہے کہ جسمیں روزی روٹی کی تلاش اور جستجو کریگا۔ اور عقلمند آدمی کو چاہیے کہ ان تین کاموں کے علاوہ نہ اٹھے۔

۱۔ آخرت کے لئے زادراہ اور توشہ جمع کرنا۔

۲۔ زندگی کیلیے کوشش کرنا۔

۳۔ حلال لذتوں سے لطف اندوز ہونا۔ اور عقلمند کو چاہیے کہ وہ وقت شناس ہو اپنا کام خود کرے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرے اور یہ کہ اسکی گفتار...... اسکی رفتار کی مانند ہو۔ بس ضرورت کے وقت ہی گفتگو کرے۔

ابوذر: اے رسول خداؐ حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں کیا ہے؟

حضورؐ: انمیں عبرت کی باتیں ہیں۔ جیسے: مجھکو تعجب ہے۔ اس شخص سے کہ جو اپنی موت کو یقینی سمجھتا ہے اور پھر بھی خوشی مناتا ہے۔ مجھکو تعجب ہے اس شخص پر کہ جو آگ کا یقین رکھتا ہے اور ہنستا ہے۔

مجھکو تعجب ہے اس شخص پر کہ جو سرنوشت پر ایمان رکھتا ہے اور رنج وغم کھاتا ہے۔ مجھکو تعجب ہے اس شخص پر کہ جو دنیا کو دیکھتا ہے اور اسکے دھوکے اور فریب کاری کو اسی کے پجاریوں کے ساتھ دیکھتا ہے اور پھر بھی وہ اس پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے۔ مجھکو تعجب ہے اس شخص پر کہ جو فردا کے حساب پر ایمان رکھتا ہے اور اسکے لئے عمل نہیں کرتا۔

ابوذر: اے رسول اللہؐ آپ میرے حق میں کوئی وصیت فرمائیں۔

حضورؐ: میں تمہیں تقوی کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تقوے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔

ابوذر: حضور! میرے علم ودانش میں اضافہ فرمائیں۔

حضورؐ: قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ جب قرآن کی تلاوت کروگے تو زمین پر

تمہارے واسطے ایک نور ہوگا اور آسمان میں تمہارا ذکر ہوگا۔ زیادہ مت ہنسا کرو۔ کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مر جاتا ہے اور چہرہ کا نور ختم ہو جاتا ہے خیر و خوبی کی باتوں کے علاوہ خاموش رہا کرو۔ کیونکہ تمہاری خاموشی سے شیطان تم سے دور رہیگا اور تمہارا سکوت تمہارے دین میں تمہارا مددگار ہوگا۔

غریبوں تہی دست و نادار اور محروم افراد سے محبت کیا کرو۔ انکے ساتھ نشست و برخاست کیا کرو۔

جو تمہارے زیر دست ہے اسکو دیکھا کرو اور زبردست لوگوں کی طرف مت دیکھا کرو کیونکہ اللہ نے جو نعمت تمہیں بخشی ہے اسکو حقیر مت جانو۔ اپنے عزیزوں کے ساتھ صلۂ رحم کرو چاہے انہوں نے تم سے قطع رحم کیا ہو۔

اللہ کی راہ میں کسی کی سرزنش سے مت ڈرو۔ حق کہو چاہے تلخ ہو۔ جو بات تمہارے اندر ہو۔ اسی کے لئے دوسروں کی برائی مت کرو۔ اور جو کام تم خود کرتے ہو۔ اسی کام پر دوسروں کی سرزنش مت کرو۔

تمہارے واسطے یہی عیب بڑا ہوگا کہ جو عیب تمہارے اندر ہے اور تم اسکو نہیں دیکھتے اور اسی عیب کو دوسرے لوگوں میں ڈھونڈتے ہو۔ یا جو کچھ تم خود کر چکے ہو۔ اسی کو دوسروں کی ذات میں تلاش کرو۔

یہ فرما کر حضرت رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک ابوذر کے سینہ پر مارا اور فرمایا: "اے ابوذر تدبیر سے بڑھکر ہوشیاری و عقلمندی و نفس کی

حفاظت سے بڑھکر پارسائی اور مکارم اخلاق سے بڑھ کر کوئی خوبی نہیں ہے۔

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

حق آیا باطل نابود ہوا اور بیشک جو بھی باطل ہے وہ نابود ہونے کیلئے ہے۔

حضرت رسول خداؐ اصحاب کے حلقہ میں مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت خاموش بیٹھے ہیں اصحاب سمجھ رہے ہیں حضورؐ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ اصحاب بھی ساکت اور خاموش ہیں مجمع پر سکوت چھایا ہوا تھا کہ ابوذرؓ مسجد میں آگئے۔ بلند آواز سے سلام کیا اور حضورؐ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔

حضورؐ نے فرمایا: ابوذر! آج تم نے نماز پڑھی؟

ابوذر: ابھی تو نہیں پڑھی۔ رسول خداؐ

حضرت رسول خداؐ: ابوذر اٹھو اور نماز پڑھو۔ ابوذر کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔

ابوذر نماز پڑھ چکے تو حضورؐ نے فرمایا: ابوذر! شیاطیں جن اور انسان سے اللہ کی بارگاہ میں پناہ لو۔

ابوذر: اے رسول خدا کیا انسان میں بھی شیطان ہے؟

حضرت پیغمبرؐ: ہاں شیاطین جن وانس ایک دوسرے کے کان میں میٹھی میٹھی دھوکے دھڑی کی باتیں کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں۔

حضرت رسول خداؐ: خاموش ہیں۔ ابوذر بھی ساکت ہیں اور حضرت رسول خداؐ کے اس جملہ نے خوابیدہ ذہنوں کو بیدار کر دیا۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: ابوذر نہیں چاہتے کہ میں تمہیں بہشتی خزانہ کے کلمات سیکھاؤں؟

ابوذر: کیوں نہیں یارسول خداؐ!

حضورؐ: کہو! "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" لوگ خاموش بیٹھے ہیں۔

ایک مرتبہ عمرو بن سالم مسجد میں آتے ہیں اور حضورؐ کی خدمت میں پہونچتے ہیں۔

حضورؐ: قریش نے حدیبیہ کے عہد کو توڑ دیا ہے اصحاب نے بلند آواز سے دریافت کیا۔ یہ کیسے ہوا؟

میرا قبیلہ (خزاعہ) تمہارے عہد سے وابستہ ہو گیا اور قبیلہ بکر قریش کے ساتھ ہم پیان ہو گیا اور جیسا کہ آپکو علم ہے کہ ہمارے قبیلہ اور بنی بکر میں پرانی دشمنی ہے۔ اور آپسمیں لڑائیاں بھی ہوتی رہی ہیں صلح حدیبیہ کے بعد لڑائی ختم ہو گئی تھی۔ مگر جنگ موتہ کے بعد آپ نے رومیوں سے انتقام نہیں لیا۔ قریش نے سمجھا کہ اب آپ کے پاس قدرت و طاقت نہیں ہے اور اسی خیال سے انہوں نے بنو بکر کو ہمارے خلاف بھڑکایا ہے۔ ہم ایک روز اپنے پانی پر تھے کہ بنو بکر چاروں طرف سے ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمارے کچھ آدمیوں کو انہوں نے قتل کر دیا۔ اے رسول خداؐ میں آپکی نصرت اور مدد کا طالب ہوں۔ آپ ہماری مدد فرمائیں۔

حضرت رسول خداؐ نے اطمینان بخش انداز میں فرمایا: عمرو بن سالم تمہاری مدد کی جائیگی۔

حضرت رسول خداؐ نے لوگوں کو آمادہ کیا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ قصد کہاں کا ہے اور کیا ارادہ ہے اصحاب جنگ کیلئے آمادہ ہو گئے۔ لشکر مدینہ سے روانہ ہوا اور حضرت رسول خداؐ حضرت علی مرتضیٰ مشکلکشاء و سلمان فارسی اور ابوذر کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکلے ار اب فرمایا کہ ہم مکہ کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت راستے میں ایک درخت کی طرف گئے اور اسکی دو شاخوں کو پکڑ کر ہلایا تو اسکے پتے زمین پر گر گئے اور فرمایا: ابوذر! اللہ کا بندہ اللہ کی خوشنودی کیلئے نماز پڑھتا ہے اور اسکے گناہ اسی طرح جھڑتے ہیں کہ جسطرح اس درخت کے، لشکر اسلام مکہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ابوذر حضرت پیغمبرؐ کے ہمراہ ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰؑ علمدارِ لشکر اسلام ہیں۔ لشکر اسلام مکہ کے قریب پہونچ چکا ہے۔ ابوسفیان نے بدیل اور حکیم کو لشکرِ اسلام کی خبر لانے کیلئے بھیجا۔

حضرت علیؑ اپنے دلدل پر سوار ہیں ایک مرتبہ سنتے ہیں کہ بدیل، حکیم سے کہہ رہا ہے کہ ہم نے ایسا لشکر عظیم اپنی زندگی میں کہیں نہیں دیکھا۔ بدیل نے کہا کہ خزاعہ کے آدمی ہیں کہ جو جنگ کیلئے جمع ہوتے ہیں۔

حکیم: خزاعہ اتنا بڑا لشکر فراہم نہیں کر سکتے۔

حضرت علیؑ نے بلند آواز سے فرمایا: دیکھو یہ حضرت رسول خداؐ ہیں۔ اگر حضرتؐ کو مکہ میں آنے کیلئے لشکر کا سہارا لینا پڑا تو پھر قریش کی موت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر امامؑ کا یہ منصبی فرض تھا کہ وہ بھوکوں کو پیٹ بھر خوراک اور بے گھر افراد کو گھر مہیا کریں۔ اور آج بھی امام زمانؑ کا اللہ کی زمین کو شہر خدا بنانے کا مشن ہے۔

جب امام ظہور فرمائینگے تو زمین کو آباد کرینگے اور اسکو عدل و داد سے بھر دینگے کہ جسطرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔

اور آج ہر نائب امام کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر تہی دست کی سر پرستی کرے اور ہر بے گھر کو گھر فراہم کرے۔ اور خدا گواہ ہے کہ نیابت عامہ کا ادعاء تو سیکڑوں نے کیا، مگر حقیقی رہبر انقلاب کے سوائے نادار و بیچارہ افراد اور بے گھر خانہ خراب لوگوں کو گھر کسی نے فراہم نہیں کیا۔ ہر نائب امام کا فرض ہے کہ وہ بے گھر افراد کو گھر بنا کر دے۔

مگر آج تک کسی بھی مجتہد اور مرجع تقلید نے اس وادی پر خطر کی طرف قدم نہیں بڑھائے۔ ہاں انہوں نے اپنے واسطے ضرور محل بنائے اپنے بیٹوں کے واسطے قصر کھڑے کئے اور اپنے دامادوں کے واسطے عیش و عشرت کے ساز و سامان فراہم کئے اور اللہ تعالیٰ کی دولت کو بیہودہ کاموں میں صرف کیا۔ یہ ایک مجتہد کا فرض ہے کہ ابرِ باران کی طرح اٹھے اور سوکھی زمین پر برس جائے اور جہاں بھی کوئی بے گھر نظر آئے اسکے واسطے گھر بنائے۔

ماشاءاللہ حضرت امام زمانؑ کی غیبت کے زمانہ میں مجتہدین کی کمی نہیں

ابوسفیان لشکر اسلام کی آمد کی خبر سے لرزہ براندام ہو گیا اور خود عباس عموئے پیغمبر اکرمؐ کے پاس پہونچتا ہے اور جناب عباس اسکو حضورؐ کی خدمت میں پیش کرتے۔

حضورؐ نے فرمایا: چچا جان اسکو رات بھر اپنے پاس رکھو اور صبح سویرے میرے سامنے حاضر کرو۔

دوسرے روز عباس، ابوسفیان کو حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں لائے۔

حضورؐ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر اے ابوسفیان تیری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی خدا نہیں ہے۔

ابوسفیان: میرے ماں باپ آپکے قدموں پر نثار ہو جائیں۔ آپ کس قدر مہربان، کریم ہیں اور اپنی قوم کے حق میں رحیم ہیں۔ کہ ہمارے حق میں آپ رحمان بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں خدا کی قسم، میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو وہ ضرور کچھ کر گزرتا۔

حضور اکرمؐ: وائے ہو تجھ پر ابوسفیان کیا وقت نہیں آیا کہ تو اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو۔ ابوسفیان، اسکی زوجہ، ھندہ، عکرمہ بن ابی جہل اور بہت سے کفار قریش اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔

حضورؐ: اے قریش مجھ سے کیسی امید رکھتے ہو؟

ابوسفیان: ہم اپنے کریم بھائی کے کریم بیٹے سے کرم کی امید کرتے ہیں۔

حضورؐ: بلند آواز سے فرماتے ہیں "انتم طلقاء" تم سبکی جان بخشی کی گئی۔

ابو سفیان : میرے ماں باپ آپکے قدموں پر قربان ہو جائیں آپ کریم بن کریم ہیں۔ آپ اپنی قوم کے حق میں مہربان ہیں۔ خدا کی قسم میں سمجھ رہا تھا کہ آج قریش کا ایک بھی فرد زندہ نہیں بچیگا یہ صرف آپکا کرم، عفو اور بخشش ہے کہ ہماری جان بخشی گئی۔

عباسؓ نے ابو سفیان سے کہا : اسلام قبول کر لے۔ ابو سفیان نے فوراً بلند آواز سے کہا : ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اور ابو سفیان مسلمان ہو گیا۔

لشکر اسلام مکہ کی طرف بڑھا اور حضورؐ ایک بلندی پر تشریف لے گئے۔ یہاں سے تمام مکہ نظر آرہا تھا۔ مگر اس شہر میں انھیں ابو طالب اور خدیجہ نظر نہیں آرہے۔ یہ دو اسلام کے محسن آج زیر خاک سو رہے ہیں۔ اگر یہ دو عظیم ہستیاں اسلام اور بانیٔ اسلام کی سرپرستی نہ کرتیں تو اسلام کہاں ہوتا؟

ابو سفیانی نسل کے مسلمانو نے ۶۱ ہجری تک اسلام کو مٹا ڈالا تھا کہ خدیجہ کے نواسے اور ابو طالب کے فرزند حسین بن علیؑ اپنے اب و جد کا عزم لیکر اٹھے اور قسم کھا کر کہا : میرے جد کے دین میں تجھکو دم توڑتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ میں اپنا خون دیکر قیامت تلک تجھکو زندہ کروں گا اور امام حسینؑ حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالبؑ کی اولاد کو لیکر کربلا پہونچے اور وہ کام کیا کہ اسلام ہمیشہ کیلئے زندہ ہو گیا۔

”واللہ کے اے حسین کاری کردی“ حضورؐ مکہ میں داخل ہونا چاہتے

ہیں اور ہجرت سے پہلے کی زندگی کو یاد کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضورؐ کے رخساروں پر آنسو گرتے ہوئے نظر آئے اور وہ زبان بے زبانی سے ہائے خدیجہ اور ہائے چچا جان کہہ رہے تھے۔ حضورؐ سجدہ میں گر گئے۔ حضرت ابو طالب اور خدیجہ کبریٰ کے مزارِ مقدس پر حضرت رسول خداؐ کے واسطے ایک مخصوص جگہ بنائی گئی ہے۔

اصحاب نے سوال کیا: حضورؐ آرام کرنے کیلئے آپ اپنے گھر تشریف لے جائیگے؟

حضورؐ نے فرمایا: مجھکو آرام میرے چچا جان ابو طالبؑ اور شریک زندگی بی بی خدیجہؓ کے مرقد پر ملیگا۔ حضرتؐ مزار سید العرب اور ام المومنینؓ پر گئے زیارت پڑھی اور دعائیں کیں۔ ان دو محسن اسلام کی زیارت کے بعد حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور پہاڑ کی بلندی کی طرف گئے۔

ابوذرؓ ایک مشکیزہ میں پانی لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے وضوء کیا اور کعبہ کی طرف گئے اور ناقہ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کے سات طواف کئے اور اسکے بعد اسکے دروازہ کو کھولا۔ اور اب تاریخ کا نیا باب شروع ہوتا ہے، یہ بت پرستی کا خاتمہ اور توحید کا آغاز ہو رہا ہے۔ بتوں کی خدائی کی آخری گھڑی آپہونچی۔ حضرت رسول خداؐ خانۂ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ اور مکہ والوں سے خطاب کر کے فرماتے ہیں: ”یا ایھاالناس، انا خلقنا کم من ذکر وانثی و جعلنا کم شعوبا و قبایل لتعارفوا ان أکرمکم عندالله اتقیکم“

اے لوگو! تمہیں عورت اور مرد سے خلق کیا اور تمہیں قوموں اور ملتوں میں قرار دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو جانو اور پہچانو، یاد رکھو کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ وہ محترم ہے کہ جو سب سے بڑھکر پرہیزگار ہے۔ قریش کو پہلے ہی عام معافی دی جا چکی تھی۔ اب حضورؐ خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت علیؑ اپنی ولادت کے روز ہی سے حضوریؐ کی آغوش میں رہے۔ کبھی آغوش تربیت میں اور کبھی حضورؐ کی حفاظت میں۔ اب کعبہ میں حضور ہی ہیں اور علیؑ دوشِ رسولؐ پر سوار ہیں اور لات وھبل عزیٰ وغیرہ سومناتی ہیکلوں کو توڑ رہے ہیں۔ تمام بت حضرت علیؑ کے دستِ یداللہ سے توڑے گئے۔ شاید یہی وجہ ہو کہ جو قریش علیؑ اور اولاد کے دشمن ہوئے۔ یا وہ وجہ ہو کہ بچپن میں قریش کے بچے جب حضرت رسول خداؐ کے پتھر مارا کرتے تھے اور حضرت علیؑ نے ان سے رسول خداؐ کا قصاص لیا اور سب بچوں کی ہڈی پسلی توڑ دی تھی۔ حضرت علیؑ کا رسول خداؐ کے دشمنوں سے قصاص لینا اس بات کو آشکار کرتا ہے کہ آنحضرتؐ کے حقیقی وارث اور جانشین حضرت علیؑ تھے۔

غرض نبیؐ اور وصیؑ نے خانۂ کعبہ کی طہارت کی بتوں کو باہر نکال کر توڑا اور خانہ کعبہ کو بیت اللہ بنا دیا۔ اور حضرت رسول خداؐ نے فرمایا:

”جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا“

ابوذر بتوں کو اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ انکے آقا علیؑ بت گرا رہے تھے اور ابوذر انھیں باہر پھینک رہے تھے۔ دوسرے اصحاب تماشا دیکھ رہے

تھے اور وہ بڑے فخر سے کہہ رہے تھے ہم نے پچاس سال تک انکی پوجا کی ہے۔ انھیں خدا کہا ہے اور انکے سامنے سر جھکائے اور ماتھے ٹیکے ہیں۔ اب کس دل سے ان پر ہاتھ اٹھائیں۔

اسی لئے کہتے ہیں کہ تاریخ میں تین ہی بت شکن گزرے ہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ، محمد حبیب اللہ، علی ولی اللہ۔

حضرت رسول خداؐ

اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھکو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے ابوذر زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ محترم اور گرامی ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ

حضرت جبرئیلؑ نے حضرت رسول خداؐ سے کہا : کہ ابوذرؓ زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ محترم اور گرامی ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جو بھی حضرت ابوذرؓ کا دشمن ہوگا وہ آسمان والوں کا بھی دشمن ہے۔

عرب قبیلوں میں اسلام جڑ پکڑنے لگا۔ اور گروہ در گروہ لوگ مسلمان ہونے لگے۔ جزیرۃ العرب میں پرچم اسلام لہرانے لگا۔ حضرت رسول خداؐ اپنی طرف سے زکات اور خراج وصول کرنے کیلئے اپنے آدمی چاروں طرف بھیجتے اور اب مسلمان ثروتمند ہونے لگے۔ بھوک مٹی دولت جمع ہونے لگی۔ فقر و تنگدستی ختم ہونے لگی۔

اور ابوذر؟ ابوذر ہی رہے۔ انہوں نے پارسائی کے شعار کو نہ چھوڑا۔ انکے آقا علیؑ کے گھر میں بھی فاقہ اور ابوذر بھی فاقہ سے رہا کرتے۔ دوسرے اصحاب کو بھی مالِ غنیمت ہی ملا کرتا اور ابوذر کو بھی انکا

حصہ ملتا۔ دوسرے اصحاب کی دولت کا ٹھکانا نہیں تھا اور ابوذر اپنے حصہ کو راہِ خدا میں نیاز مند افراد پر خرچ کر دیا کرتے۔

ابوذر اپنے اولیاء حضرت محمدؐ اور علی مرتضیٰؑ کی پیروی کرتے اور دن رات میں ایک وقت نانِ جویں سے بھوک مٹاتے اور کبھی سیر ہو کر تناول نہیں کرتے۔

ابوذر ایک روز ربذہ یعنی اپنے وطن گئے اور چند روز وہاں قیام کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے اور سیدھے اپنے محبوب کی خدمت میں پہونچے اور حضورؐ کے پہلو میں خاموش بیٹھ گئے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: ابوذر! خاموش ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا: ابوذر خاموش کیوں ہو؟

ابوذر: مجھکو آدابِ طہارت بجالانا ہیں۔ اور پانی میسر نہیں ہے۔

حضورؐ نے فرمایا: اگر بیس سال تک بھی پانی میسر نہ ہو تو خاک کفایت کریگی۔ اور جب پانی مل جائے تو غسل کر لو۔

ابوذر حضورؐ کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو رہے تھے کہ ابن لیتیہ آ گئے۔ ابن لیتیہ حضورؐ کی طرف سے زکات اور خراج وصول کرنے گئے تھے اور جو کچھ لائے تھے اسکے انہوں نے از خود دو حصے کر لئے اور حضورؐ سے کہا کہ نصف آپکے واسطے ہے اور نصف حصہ میرے لئے ہے۔ یہ سنکر حضرت رسول خداؐ غضبناک ہو گئے۔ ابوذر نے ابن لیتیہ سے دریافت کیا۔ نصف مال تمہارا اسطرح ہو گیا؟ حضرت رسول خداؐ نے لوگوں سے خطاب فرمایا: اللہ

تعالی نے میرے سپرد جو منصب وعہدہ کیا ہے۔ میں اسی کے لحاظ سے تم میں سے کچھ کو زکوت وخراج وصول کرنے کیلئے مامور کرتا ہوں اور کوئی آتا ہے وہ اسطرح کہتا ہے کہ مال کے دو حصے ہوتے ایک آپ کا ہے اور ایک حصہ میرے واسطے ہے۔

اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری زندگی ہے۔ اگر کوئی آدمی لوگوں کی دولت سے کچھ لے لیتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالی اسی اونٹ، بھینس، بکری اور گائے کو اس کے اوپر سوار کردیگا کہ اس نے غصب کی تھی۔

ابن لیتیہ نے جو اپنے واسطے ذخیرہ کیا تھا۔ اسکو حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کردیا اور اب کچھ بچا کر نہیں رکھا۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا: تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ ابن لیتیہ نے کہا: میں نے مسئلہ کو نہیں سمجھا اور مجھ سے اجتہادی غلطی ہوگئی۔

وہ اپنی غلطی پر شرمسار ہوا اور اصحاب نے بھی اسکی رعایت نہیں کی اور خوب سرزنش کی۔ ابن لیتیہ بیحد مغموم اور پریشان تھا۔

ابوذرؓ: ابن الیتیہ! دکھ مت کھاؤ یاد رکھو یہ دنیا اس شخص کا گھر ہے کہ جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اسکی ثروت بھی اس کے واسطے ہے کہ جس کے پاس کوئی ثروت نہ ہو۔ اور اس کے لئے وہی کوشش کرتا ہے کہ جو یقین نہ رکھتا ہو۔ جاؤ اور حضورؐ سے معافی اور عذر خواہی کرو۔ ابن لیتیہ حضرت پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی کی درخواست کی۔ حضرت رسول خداؐ

نے فرمایا: اللہ نے ارشاد فرمایا: اے بندو! تم سب گناہگار ہو۔ مگر وہ کہ جسکو ہم نے کامیاب کیا۔ پس مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ تاکہ تمہیں بخشدوں۔ جو شخص میری بخشش کو جانتا ہے اور وہ مجھ سے مغفرت چاہتا ہے۔ میں اپنی رحمت سے اسکی مغفرت کرونگا۔ تم سب گمراہ تھے مگر، وہ کہ میں نے جسکی ہدایت کی ہے۔ تم سب نادار اور فقیر ہو مگر وہ کہ جسکو میں نے غنی کیا ہے۔ پس مجھ سے چاہتے رہو کہ تمہیں غنی کر دوں۔ حضرت رسول خداؐ اٹھے اور بیت شریف میں داخل ہو گئے اور لوگ آپس میں باتیں کرتے رہے۔ حضرت ابوذر اپنے خدا سے راز و نیاز کرتے ہیں اور تقوے و پارسائی کی تعریف کرتے ہیں اور وہ دنیا کی وابستگی کو حقیر جانتے ہیں اور جو لوگ فقراء اور محروم افراد کی مدد اور مواسات کرتے ہیں اور اپنے روپیہ پیسے کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جو سرمائداری وزراندوزی سے بچکر رہتے ہیں وہ بہشت میں جگہ پائینگے مسلمان مسجد رسولؐ سے رخصت ہو گئے۔ اور ابوذرؓ بھی اپنے گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں حضرت پیغمبر اکرمؐ سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت جبرئیلؑ خادم کی صورت میں حضرت رسول خداؐ کے ہمراہ چل رہے ہیں ابوذر حضرت رسول خداؐ کو سلام کئے بغیر تیزی سے بڑھ جاتے ہیں اور اس مرتبہ حضورؐ کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش نہیں کرتے۔ جبرئیلؑ! حضورؐ یہ ابوذر ہیں۔ اگر سلام کرتے تو ہم انکے سلام کا جواب دیتے۔

حضرت رسول خداؐ: اے جبرئیل تم ابوذر کو پہچانتے ہو؟

جبرئیلؑ: اس ذات کی قسم کہ جس نے آپکو مبعوث کیا ہے۔ ابوذر آسمانوں میں زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہیں۔

حضرت رسول خداؐ: وہ کس طرح اس بلندی پر پہونچے۔ حضرت جبرئیلؑ اپنی پرہیزگاری اور زہد و ورع کے وسیلہ سے وہ اس جہان فانی سے دلبستگی قطعی نہیں رکھتے۔

ہے ہر دور میں سیکڑوں کی تعداد میں رہے ہیں۔ اور آج بھی ایران اور عراق میں بے شمار صاحبان رسالہ موجود ہیں۔ انکا کام وہی ہے کہ جو حضرت امام صاحب العصرؑ کا ہے۔ اور ہر اس شخص کا یہ فرض ہے کہ جو اپنے کو امام کا ماننے والا کہتا ہے۔ کہ بے گھر لوگوں کی آبادکاری کیلئے کام کرے۔

اگر ہر زمانہ کا مجتہد مومنین کی آبادکاری کیلئے کوئی کام کرتا تو آج کوئی شخص بے گھر نہ رہتا اور ہر مومن کے سر چھپانے کیلئے سائبان ہوتا۔ آشیانہ ہوتا کاشانہ ہوتا۔ خدا کا لاکھ احسان اور کرم کہ رہبر شیعیان جہان جناب اصغر علی المعروف ملا اصغر حفظہ اللہ تعالی نے پندرہویں صدی ہجری کے لوائیل میں اس طرف ابتکار فرمایا اور وہ ہر بے گھر و بے دیار دوازدہ امامیؑ کے واسطے اسکا سر چھپانے کیلئے ایک گھر فراہم کرنے کے عزم سے اٹھے اور قریہ قریہ، گاؤں بنفس شریف پھر کر غربا و مساکین اور بے گھر لوگوں کی حالت کا مشاہدہ کیا۔ اور مخلص افراد کی ایک فعال ٹیم کے ساتھ میدانِ عمل میں اتر پڑے۔ اور چند ہی سال کے قلیل عرصہ میں تمام عالم میں ہزاروں گھر بناڈالے تنہا ہندوستان میں ایک ہزار سے زیادہ فلیٹ بنا کر غریبوں کو وقف کردئے۔

اگر جملہ مراجع اسلام اور نائبان امامؑ اسی طرح میدان عمل میں قدم رکھیں اور اپنے امام کے کام کو انجام دیں تو زمین پر خدائی بستی ضرور آباد ہوگی اور ہر غریب کے لئے ایک سائبان ہوگا۔ جناب ملا اصغر صاحب قبلہ

ابوذر معلوم ہوتے ہیں

مدینہ میں یہ خبر عام ہے کہ شام میں رولی سپاہ نے پڑاؤ ڈالا ہے۔ بادشاہ ہرکلوس نے اپنے مسلح لشکر کو جمع کیا ہے اور عرب کے لخم و حذام و عاملہ اور غسان قبیلوں نے رومی لشکر کے ساتھ سازش کی ہے اور ہرکلوس خود اس لشکر کی باگ ڈور سنبھالے ہے اور وہ جنگ موتہ میں مسلمانوں کے ہاتھ کھائی شکست کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔

حضرت رسول خدا خود بہ نفس شریف ہرکلوس کے مقابلہ کیلئے لشکر آمادہ کرتے ہیں یہ زمانہ عربستان میں شدید گرمی کا زمانہ ہوتا ہے۔

اور اسی قیامت کی دھوپ میں مدینہ سے باہر نکلتا ہے۔ آسمان سے آگ برس رہی ہے اور دھوپ میں عرب کا ریگستان تپ رہا ہے اور مسلمانوں کو لشکر روم سے جنگ کرنے کیلئے شام جانا ہے اور گرمی قیامت کی ہے۔ راستہ جل رہا ہے اور مسلمانوں کو اسی راستے سے گزر کر جانا ہے۔

شدت تمازت سے سر میں بھیجہ بھن رہا ہے اور خون رگوں میں سوکھ رہا تھا۔ اس گرمی کی حالت میں بڑے بڑے جیالے اصحاب ست پڑ گئے تھے اور وہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے سے روک رہے تھے اور کہتے کہ اس بار حضرت رسول خداؐ کا حکم ماننے سے صاف انکار کردو۔ اور اس کام میں انہوں نے کسی طرح کی مکاری اور حیلہ گری اور حیلہ سازی میں کوتاہی نہیں کی اور اس وقت اسطرح کے لوگوں کا خطرہ بہت زیادہ بڑھ چکا تھا۔ یہ لوگ ایک جگہ جمع تھے اور حضرت رسول خداؐ کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ ایک صحابی نے بڑھکر ایک جگہ آگ روشن کردی آگ کو دیکھکر منافق گروہ پراگندہ ہو گیا۔ حضرتؐ کا یہ دستور تھا کہ جب کبھی جہاد پر گئے تو عام راستے سے بچکر جایا کرتے کہ دشمن کو لشکر اسلام کی خبر نہ ہو سکے۔ مگر اس مرتبہ پہلا قدم رکھتے ہی واقعہ جہاد کو بیان کر رہے ہیں کیونکہ مہم بیحد سخت تھی اور حضور چاہتے تھے کہ مسلمان خود اپنی مرضی اور خوشی سے جہاد میں شرکت کریں اور سخت مہم میں جرٔت و ہمت دکھائیں۔ بدو عرب بھی مدینہ آگئے اور مالدار لوگوں نے بھی جنگی سامان کے فراہم کرنے میں بڑھ چڑھکر حصہ لیا۔

جناب ابوذر جانتے ہیں کہ حضورؐ بادشاہ روم کے مقابلے کیلئے کارزار بتوک کا قصد فرمارہے ہیں۔ لھذا دل و جان سے لشکر جرار کے سپاہی بنتے ہیں اور آلات حرب اور ضروری سامان اپنے ساتھ لیتے ہیں اور اپنے ناقے پر سوار ہو کر روانہ ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اس لشکر میں شرکت کرنے سے

اپنی مجبوری دکھا کر مدینہ میں رہ گئے۔ اور کچھ لوگ حضور کے ساتھ جانا چاہتے ہیں مگر اونٹ یا گھوڑا وغیرہ نہیں رکھتے حضورؐ کی خدمت میں گریہ کناں فریاد کرتے ہیں کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ لے چلیں کہ اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ حضرت رسول خداؐ نے بھی حتی الامکان ان مجاہدوں کے لئے سواریاں فراہم کیں۔ اور جن لوگوں کے واسطے سواری مہیانہ کرسکے ان سے معذرت چاہی لشکر اسلام مدینہ سے باہر نکلا اور نماز جماعت ادا کی اور عازم سفر جہاد ہوگیا۔ اور اہل مدینہ سپاہ خدا کو اللہ کی امان میں دیکر اپنے گھر واپس آگئے۔ تیس ہزار کا لشکر شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ ایک اونٹ پر دو سے تین آدمی سوار تھے اور مجاہدین ایمانی جوش اور ولولے کے ساتھ تیزی سے بڑھ رہے تھے اور منافقین شہر مدینہ میں اپنے عیش و آسائش کی فکر میں مست تھے۔

حضرت رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ اور جانشین قرار دیا اور فرمایا:

"یا علی اَنتَ منی بمنزلَۃِلِلّٰہ ھارون من موسیٰؑ الا لا نبی بعدی و اَنت اَخی"

علی تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی مگر تم نبی نہیں ہو بلکہ میرے خلیفہ اور جانشین اور بھائی ہو۔ حضرت علیؑ کو اس مرتبہ مدینہ میں اپنا جانشین بنانے کا مطلب یہ تھا کہ جو مومنین تھے وہ حضورؐ کی خدمت میں تھے اور جو منافقین تھے وہ وہ مدینہ میں رہ گئے تھے۔ اور

حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد حضرت علیؑ کو اسی قسم کے منافقوں سے سابقہ پڑا۔

مجاہدوں کا کارواں صحرا کے پیٹ کو چیر کر بڑھ رہا ہے اور سورج بیچ آسمان میں انکے سروں پر چمک رہا ہے۔

جن لوگوں کا ایمان راسخ نہیں تھا وہ اس گرمی میں اپنے ماتھے کا پسینہ پونچھ رہے تھے اور سستی کا اظہار کر رہے تھے۔ وہ آگے بڑھ رہے تھے مگر پیچھے پلٹ جانے کا ارادہ زیادہ قوی تھا۔ ایک مرتبہ کعب بن مالک نے اپنے ناقے کا رخ مدینہ کی طرف کیا اور اسے تیزی سے مھمیز کیا۔

اصحاب نے حضورؐ کو اطلاع دی کہ کعب بن مالک واپس پلٹ گیا۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ جانے دو۔ اگر اسمیں ذرا بھی نیکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو تمہارے پاس بھجدیگا ورنہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسکے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔

لشکر کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ اصحاب نے حضورؐ کو خبر دی کہ مراراہ بن وسیع بھی فرار کر گیا۔

حضورؐ نے فرمایا: اسکو بھی جانے دو اگر اسمیں ذرا بھی کوئی خوبی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو تم سے ملا دیگا اور اگر خیر و خوبی نہیں ہے تو اللہ نے تمہیں اسکے شر سے بچالیا۔ کچھ دور اور آگے بڑھے کہ اصحاب نے شور مچایا۔ حضورؐ ہلال بن امیہ بھی رفوچکر ہو گیا اور حضرتؐ نے اسکے بارے میں بھی وہی ارشاد فرمایا۔ اب کسی نے خبر دی کہ حضورؐ ابوذر بھی آگے نہیں بڑھ

رہے اور پیچھے ہوتے جا رہے ہیں اور حضورؐ نے فرمایا: اگر ان میں خیر و خوبی ہو گی اللہ تعالی انھیں تم سے ملحق کر دیگا۔ ورنہ انکا پلٹ جانا بہتر ہے۔

کیا ابوذر حضرت رسول خدا کو چھوڑ کر جنگ سے فرار کر سکتے ہیں؟ حضرت کو صحرا میں چھوڑ کر ابوذر مدینہ پلٹ جائیں گے؟ اور منافقین کے ساتھ مدینہ میں رہینگے؟

ابوذر کا ناقہ ابوذر ہی کی طرح لاغر اور دبلا پتلا ناقہ ہے وہ ایک جگہ پر زمین گیر ہو گیا اور ابوذر اسکو اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ناقہ نے اٹھ کر نہیں دیا۔ ابوذر مجبور ہو گئے ناقہ کو وہیں چھوڑ دیا اپنا ضروری سامان لیا اور پیادہ پا صحراء کو چیرتے ہوئے بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ قیامت کی دھوپ اور گرمی ہے ریت بھبک رہا ہے۔ کچھ ہی دور چلے تھے کہ پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ قدم آگے بڑھاتے ہیں اور ہر قدم پر موت سے ٹکر لیتے ہیں اور خدا کی ذات پر بھروسہ کیے ہیں اور انکا ضمیر ان سے کہہ رہا ہے کہ رات تمام ہو گی تو سحر ہو گی اجالا پھیلے گا۔ روشنی ہو گی اور تاریکی چھٹ جائیگی اور سختی کے بعد آسانی ہے۔ دشواری کے بعد آسائش ہے اور تکلیف و پریشانی کے بعد فرج اور گشادگی کا دور ہوتا ہے۔

ابوذر کا ارادہ استوار اور مستحکم ہو گیا اور وہ تیزی سے قدم بڑھاتے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ نشیب میں بارش کا پانی نظر آیا اور ابوذر نے اس پانی سے اپنی مشک بھری۔ انکا جگر پیاس کی شدت سے کباب ہو رہا تھا۔ تھوڑا پانی چلو میں بھرا اور دہن سے لگایا محسوس کیا پانی ٹھنڈا میٹھا اور گوارا ہے اور

انہوں نے عین اسی وقت اپنے دل کی پکار سنی۔ ابوذر! مذہب عشق میں کوئی بھی چیز محبوب کے بغیر دہن سے لگانا روا نہیں ہے۔ لھذا اس پانی کو پھینک دو ابوذر نے چلو کا پانی زمین پر چھوڑ دیا اور مشک کو دوش پر رکھا اور اپنے عزم و ارادہ اور ثبات کے ساتھ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔

لشکر اسلام بھی سخت دھوپ اور گرمی میں بڑھ رہا ہے اور پانی ختم ہوا اور پیاس سے دم لبوں پر ہے کہ ایک جگہ چند لحظہ آرام لینے کی خاطر مجاہدین ٹھر گئے اور پانی کی تلاش میں بیابان میں ادھر ادھر گھوم رہے ہیں مگر پانی کہیں نظر نہ آیا۔ مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اب موت کے سوائے کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ پیاس انھیں زندہ نہیں چھوڑیگی عین اسی حالت میں ایک ابر کرم نے سایہ کیا اور حضورؐ کی دعاء سے بارش ہوئی اور مسلمانو نے اپنی پیاس بجھائی۔ اور ابوذر کی نظر لشکر اسلام پر پڑی اور انکی پژمردہ کلی کھل اٹھی اور دل اچھلنے لگا کہ اب اپنے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو جائینگے۔

ادھر ایک سپاہی کی نظر ابوذر پر پڑ گئی اور حضورؐ سے عرض کیا اے رسولِ خداؐ وہ دیکھیں کوئی ہے کہ جو بڑی تیزی سے ہماری طرف دوڑا چلا آرہا ہے۔

حضرت رسول خداؐ: یہ ابوذر ہیں۔ لشکر والے بڑے غور سے آنے والے کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک سپاہی کہتا ہے۔

ہاں خدا کی قسم یہ ابوذر ہی ہیں۔ حضرت رسولِ خداؐ: خدا ابوذر کی مغفرت کرے۔ یہ تنہائی میں زندگی بسر کرتے ہیں اور تنہائی ہی میں انکی

رحلت ہو گی اور یہ تھا مبعوث ہونگے اور یہ فرما کر حضرتؐ بہ نفس شریف
ابوذر کی طرف بڑھے اور فرمایا: ابوذر تم نے میری طرف آنے میں زمین
پر جو قدم رکھے ہیں۔ ہر قدم پر تمہارے گناہ جھڑ رہے تھے اسکے بعد
حضرت رسول خداؐ نے ابوذرؓ کی کمر سے بندھے سامان کو کھولکر زمین پر رکھا
اور ابوذر پیاس کی شدت اور گرمی سے تنگ آکر زمین پر لیٹ گئے۔ حضرت
پیغمبرؐ: ابوذر کو پانی پلاؤ۔

ابوذر: حضورؐ میرے پاس پانی موفود اہے حضرت رسولِ خداؐ: ابوذر پانی
کے ہوتے ہوئے پیاسے ہو؟

ابوذر: ہاں آقا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ یہ بارش کا میٹھا اور
گوارا پانی ہے۔ میں نے جیسے ہی اسکو چکھا میرے دل نے مجھ سے کہا: ابوذر
خبردار اپنے محبوب سے پہلے اس پانی کو دہن نہ لگانا۔ اور میں نے اپنے دل
کی بات کو قبول کیا اور پانی کو دہن تک نہیں لگایا اے رسولِ خداؐ۔

حضرت پیغمبرؐ: ابوذر خدا تمہیں بخشے تم تنہا زندہ رہوگے اور تنہائی میں
تمہارا انتقال ہوگا اور تم تنہا اپنی قبر سے اٹھوگے۔

مژدۂ نجات بخش

حضرت رسولِ خداؐ کی زندگی مبارک کا آخری حج ہے اور ابوذر اس حج وداع میں اپنے محبوب کے ہمراہ ہیں۔

حضرت رسولِ خداؐ نے مناسک حج ادا کیے اور ایک خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں جو باتیں بیان کیں وہ تازہ دم اور یکسرہ نئی فرمائیشات رسولِ خداؐ تھیں۔ ابوذر اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ ایک عام سفر نہیں ہے۔ وہ غور و فکر کے سمندر میں غواصی کر رہے ہیں۔

کاروان حج مدینہ کے قصد سے روانہ ہو جاتا ہے اٹھارہ ذی الحجہ کی مبارک تاریخ ہے۔ کاروان حج میدانِ غدیر تک پہونچا۔ امسال حاجیوں کی کثرت ہے ایک لاکھ چالیس ہزار اصحاب خدمت میں حاضر ہیں۔ ظہر کا وقت ہے اور گرمی! قیامت کی پڑ رہی ہے۔ تمازتِ آفتاب ہے۔ ریت جل رہی ہے۔ کاروان اس میدان سے تیزی کے ساتھ گزر جانا چاہتا ہے کہ

کاروان کے وسط میں بلالؓ اپنے آقاؐ کے حکم سے آذان کہتے ہیں۔

بلالؓ نے بلند آواز سے کہا: "حی علی خیرالعمل، حی علی خیر العمل"

آگے بڑھ جانے والے پیچھے اور پیچھے رہ جانے والے آگے بڑھے۔

ایک مرکز میں مسلمان جمع ہوئے اور حضرت رسولِ خداؐ کے واسطے ایک منبر بنایا گیا۔ یہ انوکھا منبر ہے اسکو اونٹوں کی سیٹ سے بنایا ہے اور یہ بہت اونچا منبر ہے۔

حضرت رسولِ خداؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حضورؐ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور اپنی رحلت کی خبر سنائی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ کیلئے طلب فرمایا ہے اور میں نے اللہ کی دعوت کو قبول کیا ہے اور بہت جلد تم لوگو سے رخصت ہو جاؤنگا۔ میری زندگی کا سورج بہت جلد غروب کر جائیگا۔ میں تمہارے درمیان دو گراں چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی عترت و اہل بیتؑ اگر تم ان دونوں سے وابستہ رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور یہ آپس میں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔

حضرتؐ نے بلند آواز سے: "اَلستُ اَولی بِکم و مِن انفسکم"

کیا میں تمہاری جان اور مال دولت پر تمہاری نسبت زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا۔ سب مجمع نے ایک آواز ہو کر کہا: خدا کی قسم جو آپ نے فرمایا: وہ حق ہے بر حق ہے اور آپ ہمارے مولا ہیں۔ آپ ہم سے

بڑھکر ہماری جان اور مال کے مالک ہیں۔

اسوقت حضرت رسولِ خداؐ نے امام علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور فرمایا:

"من کُنتُ مولاہُ فھذا علی مولاہ"

جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ اسکے مولا ہیں۔ یعنی میں جن معنی میں مولا ہوں انھیں میں علیؑ تمہارے مولا ہیں۔

اور اگر کسی نے علیؑ کو اپنا مولا نہیں مانا تو میں اسکا مولا نہیں ہوں۔ اور جس کا میں مولا نہ ہوں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور وہ میری شفاعت نہیں پا سکتا۔

حضورؐ نے فرمایا: "اللھم وال مَن و الاہ و انصر من نصرہ وعاد مَن عادہُ و اخذل من خذلہ"

پروردگارا جو علیؑ کو اپنا مولا گردانے تو اس سے محبت کرنا اور جو علیؑ کی نصرت، حمایت اور طرفداری کرے تو اسکی مدد کرنا۔ اور جو علیؑ کا دشمن ہو تو اسکو روسیاہ کرنا اس سے دشمنی رکھنا۔ اور جو علیؑ کی نصرت نہ کرے تو اسکو ذلیل وخوار کرنا۔ حضرت رسولِ خداؐ کی اس دعاء کا یہ اثر ہوا کہ دشمنانِ علیؑ آجتک رسوا اور ملعون ہیں اللہ اور اللہ کے ماننے والے ان پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور شیعہ اور سنی اہلِ بیتؑ کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

حضورؐ نے حکم دیا کہ ایک خیمہ نصب کریں اور اسکے مقابل ایک دوسرا خیمہ لگائیں۔ دو خیمے لگائے گئے۔ اور اسمیں ایک مسند بچھائی۔ اپنے

شیعہ بچوں کی تعلیم اور صحیح تربیت کی راہ میں بھی کوشاں اور فعال ہیں۔

انہوں نے مختلف جگہ پر اسکول اور مدارس کھولے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں طالب علموں کو وظائف دے رہے ہیں۔

حیدر آباد کی بیشمار دردناک داستانوں میں ایک یہ واقعی داستان ہے کہ تہی دست والدین نے معمولی رقم لیکر اپنے بچوں کو ساہوکاروں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ جناب ملا صاحب قبلہ نے ان بچوں کو ساہوکاروں کے چنگل سے نجات دی اور انھیں اپنے قایم کردہ اسکول "صاحب الزمان مشن" میں تعلیم دی اور انھیں بچوں میں سے تین لڑکیاں گولڈ میڈل کے ساتھ ایم۔بی۔بی۔ایس۔ کی ڈگری لیکر اپنے خواب کی تعبیر پارہی ہیں اور کتنی اس راہ کو طے کرنے میں مصروف ہیں۔

دنیا کے گوشہ گوشہ میں حسینیہ امام باڑے، عاشور خانے اور مساجد تعمیر کر ڈالے۔

جہاں ضرورت ہوئی وہاں اسپتال قائم کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا۔

دستِ مبارک سے علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے امیر کو سلام کریں اور مبارکباد پیش کریں۔ (١)

مردوں کے بعد عورتیں بھی حضرت علیؑ کے خیمے میں گئیں اور سلام ومبارکباد پیش کیا۔ اور عمر بن الخطاب نے مبارکباد اور سلام سے بڑھکر کہا:

بَخ، بخ لك يَا علىؑ أصبحتَ مولاىَ و مولى كل مومِن و مؤمِنة۔

مبارک ہو یا علیؑ آپ آج سے میرے مولا ہو گئے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہو گئے حسان بن ثابت نے حضرت علیؑ کی امامت کے بارے میں قصیدہ کہا: اسکی ایک بیت اسطرح ہے۔

"فَقَال لَه قُم يا على و اَنّنى رَضيتكَ مِن بعدى امامًا و هاديا"

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ اٹھو۔ میں نے تمہیں اپنے بعد لوگوں کا امام اور ہادی قرار دیا ہے۔ حضرت رسولِ خداؐ نے جب حضرت علیؑ کی امامت اور خلافت کا اعلان کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی یہ آیت نازل فرمایا:

"اليومَ اكملتُ لكُم دِينَكُم و أتممتُ عليكم نعمتى و رَضِيتُ لكم الا سلامَ دينًا" (٢)

آج تمہارا دین میں نے کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمہارے حق میں

---

(١) فرمایا: سَلِموُ اعلَيه با مِرة المومنين۔ بحار ج ٣٧ صفحہ ١١٩
یعنی حضرت علیؑ کی خدمت میں جاکر کہو: السلام علیک یاامیر المومنینؑ۔

(٢) سورہ مائدہ آیت (٣)

تمام کر دیا اور تمہارے واسطے اسلام کو منتخب کیا۔(۱)

اور حضرت رسولِ خداؐ نے کہا: "الحمدللّٰه علی اکمال الدین و اتمام النعمة وَرَضِیَ الرب برسالتی وَولایة علیٍ بن أبیطالب بعدی"

ابوذر حضرت رسولِ خداؐ کی مفارقت کی خبر سے زار و قطار رونا شروع کر دیتے ہیں حضرت رسول خداؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا اے ابوذر! تم پاکدامن مرد ہو اور بہت جلد سخت بلاؤں میں گھرنے والے ہو۔

ابوذر: وہ بلائیں اللہ کی راہ میں ہونگی؟

حضرت رسولِ خدا: ہاں ابوذر وہ بلائیں اللہ کی راہ میں ہونگی۔

ابوذر اس خبر کو اپنے واسطے مژدہ حیات سمجھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں وہ بلاؤں میں گرفتار ہونگے اور اس پر فخر کا اظہار کرتے ہیں اور حضرت رسول خداؐ سے عرض کیا آقا اللہ تعالیٰ میرے حق میں جو پسند کرتا ہے میں اس سے خوش اور خوشنود ہوں۔

---

(۱) شواہد التنزیل جلد صفحہ ۱۹۳۔ اعلام الوریٰ مترجم صفحہ ۲۰۰

فراقِ محبوب

حضرت رسولِ خداؐ سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت رسولِ خداؐ نے ام المومنین ام سلمہؓ سے فرمایا کہ مسلمانوں کو مسجد سے یہاں بلانے کیلئے کہو۔ حضرت ام سلمہؓ نے اپنے ملازم کو حکم دیا کہ جاؤ اصحاب سے کہو کہ حضورؐ نے طلب فرمایا ہے :

اصحاب رسولِ خداؐ حاضر ہو گئے۔ ابوذر بھی انہیں موجود ہیں۔ سلام کر کے حضورؐ کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت رسولِ خداؐ نے اسلام کے مجاہد اور راہِ خدا میں جانفروشی کرنے والے سوداگروں کو دیکھا اور فرمایا ؛ مرجبا آفرین۔ اللہ کا درود و سلام ہو تم پر خدا تمہاری مغفرت کرے۔ خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اللہ تمہیں رزق و روزی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں فائدہ پہونچائے۔ اللہ تمہیں قدرت و طاقت عطا کرے۔ خدا تمہیں حفظ کرے میں تمہیں تقوے اور پرہیزگاری کی دعوت کرتا ہوں۔ اللہ تعالی بھی

تمہارے حق میں وصیت کرتا ہے۔ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہیں اس کا خوف دلاتا ہوں۔ اسکے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اللہ کے بندوں کے حق میں ہرگز خیانت نہ کرنا اور اللہ کے ملک کے قلمرو میں اللہ کے بندوں کے سامنے کسی بھی بات پر فخر و مباہات نہ کرنا۔

اللہ تعالی نے مجھ سے فرمایا ہے:

تلك الدار الاخرة تجعلها لِلَّذِيْن

لايُرِيدُونَ علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبَةُ للمتقين

یہ آخرت والا گھر۔ ان لوگوں کے واسطہ ہم نے برقرار کیا ہے کہ جو زمین پر برتری نہیں چاہتے اور تکبر نہیں کرتے اور بہترین انجام، خداترس اور پارسا لوگوں کے واسطہ ہے''

دوزخ خودسر اور متکبر لوگوں کا ٹھکانا ہے فرمایا: مجھکو تمہاری طرف سے گمراہی کا ڈر ہے۔ قلم کاغذ لے آؤ کہ میں تمہارے واسطہ ایک نوشتہ لکھدوں اگر تم اس نوشتہ پر عمل کروگے تو پھر میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

یہ سن کر عمر بن الخطاب پریشان ہو گئے کیونکہ وہ حضرت رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد کا پروگرام مرتب کر چکے تھے۔ پولس اور پولیس کمشنر۔ فوج اور سردار سب کچھ معین کر چکے تھے۔ انھیں حضرت پیغمبر ﷺ کی آنکھیں بند ہونے کا انتظار ہے۔ انھیں یقین ہے کہ حضرت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انھیں آسانی سے کامیاب نہ ہونے دینگے اور اب وہ نوشتہ کی صورت میں اپنا خلیفہ اور جانشین نامزد کرینگے۔ اسلئے انہوں نے نوشتہ کی حیثیت ساقط کرنے کی غرض سے تاریخ سوز ایک جملہ کہا کہ جس کو سنکر سلمان رشدی جیسا خبیث النفس اور پلید فرزند ابلیس بھی پریشان ہو گیا"

عمر بلند آواز سے کہتے ہیں

"انّ ھذا الرجل لیھجر"

معاذاللہ یہ آدمی ہذیان کہہ رہا ہے" اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضرت رسول خدا اس کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کافر کہا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جسطرح تم ایک دوسرے کو پکارتے اور بلاتے ہو۔ ہر گز تمہاری آواز ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند تر نہ ہو۔ اور بدُ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہے کہیں پر ہوں تم بھول کر بھی انکے آگے سے مت نکلنا۔ اگر تم نماز میں بھی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے نکل گئے۔ بازار میں بھی رسول کے آگے سے نکل گئے تو تمہارا ایمان۔ تمہارا اسلام اور تمہارے اعمال سب ملیامیٹ ہو جائینگے۔ اور تمہیں احساس تک نہیں ہو گا تم کھرے کافر یا منافق یا مشرک رہجاؤ گے" عمر نے یہ جملہ کہا اور اسکے آگے کہا: ہمارے واسطہ ہدایت کے لئے بس اللہ کیکتاب ہے اور وہ کافی ہے عمر اصل میں پورے مجتھد نہیں بن سکے تھے کیونکہ وہ پچاس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور قرآن کی آیتیں اور سورے انھیں یاد نہیں ہو سکے تھے مشہور ہے کہ بوڑھے طوطے نہیں پڑھا کرتے۔

ورنہ قرآن کہہ رہا ہے :

اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور صاحب امرؑ کی اطاعت کرو۔

اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ کاغذ اور قلم لا دو کہ مین تمہارے واسطہ نوشتہ لکھدوں اور عمر کہہ رہے ہیں کہ معاذاللہ یہ شخص ہذیان کہہ رہا ہے اور ہمارے واسطہ ہدایت کے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے"

اللہ فرما رہا ہے کہ ہمارا رسول ﷺ وہ ہے کہ جسکی اطاعت ہماری اطاعت ہے۔ اور عمر حضرت رسول خدا کی اطاعت سے سر پیچی بلکہ مقام رسالت کی توہین اور مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت رسول خدا ﷺ رحمت للعالمین اور صاحب خلق عظیم ہیں ۱۔وہ عمر کی زبانی انکی حماقت بیانی پر غضبناک ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں

قوموا عنی لاینبغی عندی التنازع"

یہاں سے دفعان ہو جاؤ

ا۔ تفصیل کیلئے صحاح صحیح بخاری۔ مسلم۔ ترمذی مشکات۔ ابن ماجہ ابی داوود مستدرک کا مطالعہ کریں۔

یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں بلند آواز سے گفتگو کرنے پر قدغن لگا ہے اور تمہارے شور وغل کی وجہ سے عالم ملکوت سے تمہارے اوپر نفرین کی پھٹکار برس رہی ہے۔ عمر اکپنی ٹولی کو لیکر حضرت رسول حذا ﷺ کے گھر سے تو نکل گئے مگر اللہ کے گھر میں جا بیٹھے۔ اور ظہر کے وقت عایشہ نے اپنے ابا

میاں سے کہا کہ ظہر کی نماز مسجد میں پڑھا دیں۔ ۱

ابو بکر تو اس بات کا انتظار کر ہی رہے تھے۔ کہ ایمر جنسی میں کچھ آگے بڑھنے کا موقع ملے نمازی مسجد میں موجود تھے یہ جناب آگے ہو گئے۔

۱۔ عایشہ کے اس جملہ سے یہ بات کر شکار ہو گئی کہ رسول خدا ﷺ کی زندگی کے بعد کا جو پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ اسمیں یہ محترمہ بھی شریک کار اور فعال تھیں۔

حضرت رسول خدا ﷺ کو بھی خبر مل گئی کہ مسجد میں ڈرامہ ہو رہا ہے۔ حضور ﷺ اپنے چچا عباس اور بھائی علی مرتضیٰؑ کے سہارے اپنی مسجد میں پہونچے اور بڑے میاں کو محراب سے پیچھے دھکیل دیا۔ اور خود بنفس شریف نماز ظہر و عصر پڑھائی اور سب مسلمان خوش ہو گئے"(۱)

حضرت رسول خدا ﷺ جناب عباس و علی مرتضیٰؑ کے سہارے بیت الشرف واپس آگئے۔ حضرت سلمان فارسی و جناب ابوذر و مقداد اسود۔ و عمار حذیفہ و خذیمہ اور بلال جیسے جلیل القدر اصحاب حضور ﷺ کے پیچھے

---

(۱) یہاں حافظین صاحبان ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ یہ ثابت کر دیں کہ ابو بکر نے حضرت رسول خدا ﷺ کو بھی نماز پڑھادی جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں مسلمانوں پر قدغن لگادی ہے کہ بد اللہؐ اور رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھیں۔ کسی بھی جگہ بد اللہؐ ہوں اور کسی بھی جگہ رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اگر کوئی مسلمان نادانستہ طور پر بھی ان دونوں حضرات ﷺ کے آگے سے نکل بھی گیا تو وہ کافر ہو جائیگا۔

پیچھے آ رہے ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فراق نزدیک ہے۔ اللہ کی طرف بازگشت کی گھڑی قریب ہے۔ جنت الماویٰ کی طرف۔ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور رفیق اعلیٰ کی طرف۔ جام لبریز ہے۔ عیش و نوش کا وقت ہے۔

ابوذر نے سوال کیا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپکو غسل کون دیگا"

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم: وہ کہ جو میرے اہل بیتؑ میں مجھ سے زیادہ قریب ہے۔

حذیفہ نے دریافت کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپکو کتنے پارچوں مین کفن دیا جائے؟

اگر چاہو تو میرا لباس ہی میرا کفن رہے۔ ورنہ پارچہ مصری یا پھر حلہ یمانی میں کفن دینا۔ عباس بن عبد المطلب: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر نماز کون پڑھیگا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم: میرا وصی، خلیفہ بھائی اور جانشین مجھ پر نماز پڑھیگا۔

ابوذر یہ بیان سنکر رقت سے روتے رہے اور اصحاب خاص نے بھی رونا شروع کیا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رونا آگیا۔ حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے بابا جان کے بالین سر بیٹھی ہیں اور عرض کرتی ہیں۔ بابا

جان یہ آپکے فرزند حسن اور حسین آئے ہیں انھیں کچھ عطا فرمائیں:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن کیلئے میرا حلم اور سرداری ہے۔ اور حسینؑ کیلئے میری جرات اور سخاوت ہے

ایک مرتبہ کوئی زنجیر در کو حرکت میں لاکر اذن حضور چاہتا ہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ پھر اذن طلب کیا فاطمہ زہرا زار و قطار روتی ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولیں۔ دیکھا نور نظر بیقراری کے ساتھ رو رہی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پارۂ جگر کیوں روتی ہو۔

فاطمہ زہراؑ: بابا جان دروازہ پر کوئی شخص ہے کہ جو اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ مگر اسکی آواز سنکر میرا دل لرز گیا اور آنکھوں سے اشک گرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی یہ تمہارے گھر کا شرف ہے کہ جس نے کسی سے کبھی اذن دخول طلب نہیں کیا وہ تم سے اجازت مانگتا ہے نور نظر یہ وہ ہے کہ جو بچوں کو یتیم عورتوں کو بیوہ بنادیتا ہے۔ بیٹی یہ حضرت ملک الموتؑ ہیں۔ انھیں اجازت دیدو۔ اور ہم اپنے رفیق اعلیٰ سے ملاقات کیلئے روانہ ہوں۔ حضرت عزرائیلؑ آئے اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت علیؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر کو محسوس کیا اور اپنے چہرہ پر اپنے ہاتھوں کو پھیرا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ اہل بیتؑ نے رونا شروع کیا۔

حضرت فاطمہ زہرا کے گریہ کی آواز بلند ہوئی

''ابتاہ یا ابتاہ۔۔۔۔۔۔۔ ابتاہ

اجاب ربا دعاہ۔۔۔۔۔۔ یا ابتاہ

الی جبریل ننعاہ یا ابتاہ

جنۃ الفردوس ننعاہ یا ابتاہ من ربہ ما ادناہ۔۔۔۔۔ یا ابتاہ

اہل بیتؑ کے گھر سے رونے کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ حسن و حسین بیقراری سے گریہ کرتے ہیں۔ زینب وام کلثوم رو رہی ہیں۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کو قرار نہیں ہے وامحمداہ۔ حضرت علیؑ اپنے بھائی۔ مربی حبیب۔ شفیق۔ پدر۔ استاد۔ محافظ اور حامی ومددگار کی جدائی پر اشک فشانی کرتے ہیں۔

سلمان وابوذر ومقداد وعمار حذیفہ۔ وخزیمہ اور عباس دروازہ اہل بیتؑ پر کھڑے رو رہے ہیں۔ گویا انھیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کا انتظار ہو۔ ابوذر بھی دوسرے اصحاب باوفا کی طرح ٹوٹ کر رو رہے ہیں۔ مدینہ کے عورت مرد رو رہے تھے۔ یہود ونصاریٰ رو رہے تھے۔

مدینہ کا یہ حال تھا۔

کچھ ابن الوقت اور فرصت پرست نام نہاد مسلمان مدینہ چھوڑ کر چھ میل کے فاصلہ پر ایک چوپال میں جمع تھے۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت لکھنے کے مخالف تھے اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر مدینہ سے دور ایک چوپال میں سمادی لگائے ہیں۔ اور قوم کا لیڈر بن

اگر آپ کسی نادار وتہی دست مسمان کے واسطہ گھر بنانا چاہتے ہیں تو صرف رہبر شیعیان جہان جناب علامہ ملا اصغر علی مدظلہ کے ذریعہ امی کام کو انجام دیں۔

سہم سادات اور سہم امام (ع) اور شرعی رقومات صرف شیعہ ورلڈ فیڈریشن کے ایکاونٹ میں جمع کریں۔

مطمئن رہئے کہ پائی پائی کا حساب دیا جائیگا اور صرف مستحق افراد کی ہی خیر خواہی کی جائیگی۔

اور پیٹ کے پجاریوں کی تجوریوں کو ہرگز نہ بھریں۔ وہ لوگ تو مسجد سے قرآن چرا کر بھی بیچ دیتے ہیں۔

جناب ملا صاحب مدظلہ کی تعریف میں صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور سپاسگواری کرتا ہوں کہ اس نے اس نفسا نفسی کے عالم میں ہمیں ایسا رہبر عطا فرمایا کہ جو حضرت ابوذر کی طرح زمین کو شہر خدائی بنانے کی دیرینہ خواہش انسانی کو جامہ عمل پہنانے میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں تہہ دل سے التجا اور دعا کرتا ہوں کہ ہمارے رہبر کو حضرت قائیم آلِ محمدؐ کے لشکر کا سپاہی قرار دے اور صحت وعافیت کے ساتھ انکا سایہ ہمارے سروں پر برقرار رکھے۔

آمین۔

اور آنجناب کی تحریک میں ہماری قوم کو شریک فرمادے اور ہمارے دلوں کو انکی حمایت کی طرف مائل کردے۔ تو دلوں کو بدل دیتا ہے اور انھیں بصیرت عطا فرما دے۔

آمین ثم آمین

سید علی بن الحسین باقری

۱۳ رجب ۱۴۱۷ھ

جانے کی تمنا میں اپنے دن و رات ایک کر رہے ہیں۔

ادھر ابوذر نے عمامہ اتار دیا اور گریبان چاک کیا۔ واخلیلا! اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آپ رخصت ہو گئے۔ آپ ہمکو چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس پہونچ گئے۔ اصحاب باوفا دروازہ پر عزادار کھڑے ہیں۔ اور کسی نے خبر دی کہ سقیفہ نبی ساعدہ میں لوگ جمع ہوئے ہیں۔ اور وہ امت کا حاکم بنا رہے ہیں۔ یہ خبر سنکر ابوذر کو تعجب ہوا: حضرت علیؑ کو چھوڑ کر وہ لوگ کس طرح حاکم بن سکتے ہیں۔ وہ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر ہر میدان کے فراری ہیں اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کو چھوڑ کر مغرور ہو گئے۔

وہ کون مسلمان ہے کہ جس نے غدیر خم میں حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی ہے اور جو شخص بیعت شکنی کا مرتکب ہو گا وہ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل نہیں ہو سکتا۔

ابوذر نے بلند آواز سے کہا!

حضرت علیؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق خلیفہ ہیں۔

علی میدان کارزار کے شہسوار ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی۔ وصی۔ وزیر اور خلیفہ ہیں۔ قرآن کے عالم معلم۔ مفسر اور ترجمان ہیں۔ علیؑ شہر علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ ہیں۔ علیؑ فاتح بدر و حنین خیبر و خندق۔ سلاسل اور احد ہیں۔ علیؑ لشکر اسلام کے علمدار ہیں۔ اور علوم الہی کے وارث ہیں اور علم لدنی کے حامل ہیں۔ علی منصوص من اللہ

امیر المومنین ہیں علم و فضل۔ جود و سخا۔ شجاعت و عبادت صبر و قناعت میں کوئی ان جیسا نہیں ہے۔ پھر رسول کی خلافت کا کوئی وارث کسطرح ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ مردوں میں کسی کے پدر نہیں ہیں۔

ابوذر نے بلند آواز سے کہا: مسلمانوں اپنے الٹے پیروں مت پلٹو اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بات کو قبول کرو۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے غدیر خم میں حضرت علیؑ کو خلیفہ منصوب کیا ہے۔ علیؑ جنت اور دوزخ کے مالک ہیں۔ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں جگہ دینگے اور دشمنوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔

حضرت عباس بن عبد المطلبؓ نے حضرت علیؑ سے کہا: برادر زادہ سازش ہو رہی ہے۔ تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے ہاتھ بڑھایا اور عباسؓ و ابوذر و سلمان فارسی۔ مقداد کندی۔ خذیمہ بن ثابت۔ حذیفہ یمانی اور عمار یاسر اور نبی ہاشم نے حضرت علیؑ کی بیعت کی۔ حضرت علیؑ! چچا جان کیا کوئی ہے کہ جو خلیفہ رسول بن جانے کی لیاقت رکھتا ہے؟ جناب عباسؓ: لیاقت تو بیشک کوئی نہیں رکھتا۔

ہوس بہت سے رکھتے ہیں۔ اور وہ بہت جلد آشکار ہو جائیں گے۔

ابوذر: آئے اور زنجیر در کو ہلایا۔

حضرت علیؑ: دروازہ پر آئے دیکھا کہ ابوذر کھڑے ہیں۔

ابوذر: آقا غضب ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی ہے۔

حضرت علیؑ: یہ کسطرح ممکن ہے؟

ابو بکر نہ تو میدان جہاد کا آدمی ہے اور نہ ہی قرآن کے کام کا۔ وہ تو سورہ بقرہ کو بھی یاد نہ کر سکا اور حضرت رسول خدا ﷺ نے سورہ برأت کی تبلیغ کے لئے اسکو نااہل قرار دیا ہے تو وہ کل قرآن کی تبلیغ کسطرح کر سکتا ہے۔

العجب بوالھوسی العجب!

ابوذر: سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سعد بن عبادہ کی بیعت کرنے کیلیئے جمع ہوئے تھے۔ ابو بکر و عمر اور ابو عبیدہ بھی اسی روز سے وہاں تھے کہ جس روز رحمت للعالمین ﷺ نے انھیں بیت الشرف سے باہر نکال دیا تھا اور وہ لوگ آج تک مدینہ میں نہیں آئے تھے۔ وہاں جاکر ابو بکر نے ایک زوردار تقریر کردی اس تقریر کے جواب میں انصار نے کہا: ایک امیر ہماری طرف سے اور ایک امیر تمہاری طرف سے۔

ابو بکر نے کہا: عرب قوم اس بات کو قبول نہیں کریگی۔ امیر کو صرف قریش سے ہونا چاہیے۔ پس امیر ہماری طرف سے اور وزیر تمہاری طرف سے ہو۔

عمر نے کہا: خدا کی قسم قوم عرب تمہارے امیر کو قبول نہیں کریگی۔ کیونکہ انکا پیغمبر ﷺ بھی تم سے نہیں ہے۔ تم پھر کسطرح انکے حاکم ہو سکتے ہو؟ ہم قریش لوگ دلیل بھی رکھتے ہیں اور حجت بھی تمام ہے۔ ہم محمد ﷺ کے قبیلہ سے ہیں اگر کوئی امر خلافت میں ہم سے نزاع کریگا وہ گمراہ ہے اور گناہ کا مرتکب ہوگا اور وہ ہلاکت میں گریگا۔

اور عمر نے چیخ کر کہا: ابو بکر ہاتھ بڑھا عمر نے ابو بکر کے ہاتھ کو دبایا اور کہا:

مگر پیغمبر خداﷺ نے تمہیں مسلمانوں کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بس تم خلیفہ رسول خداﷺ ہو۔ کیا ہوا انکو؟ حضرت رسول خداؐ کی خلافت صرف آنحضرتؐ کی عترت طاہرہ اور اہل بیتؑ سے مخصوص ہے۔ اور اہل بیتؑ اہل بیتؑ ہیں...... حتی کہ ام سلمہؓ...... جیسی جلیل القدر اور محترمہ بی بی کو بھی اجازت نہیں تھی۔

ایک روز ام سلمہؓ نے درخواست بھی کی کہ انھیں داخل ہونے کی اجازت دیدی جائے تو حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: ام سلمہؓ تم خیر پر ہو۔ اپنی جگہ ہی ٹھہری رہو۔ اور اہل بیتؑ میں شامل ہونے کی خواہش مت کرو"

حضرت رسول خدا کی رحلت کے بعد اپنے باپ کی حکومت کے دور میں عایشہ نے اس حجرہ پر اپنا قبضہ جمالیا۔ "باپ قاضی تو بیٹی مالک والی غیر اسلامی بات۔"

عمار یاسر نے کہا: یہ کسطرح ہوا؟

ابو ذر: انہوں نے کہا کہ حضرت پیغمبرﷺ ہم سے ہیں انصار خاموش ہو گئے اور قریش نے اس بہانہ سے حکومت پر قبضہ جمالیا۔ مہاجرین کے سامنے ہماری بھی یہی دلیل ہے کہ حضرت پیغمبرﷺ ہم سے ہیں۔ اور اولیٰ فالاولیٰ کا قانون نافذ ہے۔

حضرت علیؑ زندگی پیغمبرﷺ میں بھی حضورﷺ سے قریب تھے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی سب سے زیادہ قریب ہیں۔ قریش مین تو ابو سفیان بھی ہے۔ پھر کیا وہ بھی خلافت رسول کا مدعی ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شبنہ کے روز رحلت فرمائی اور رحلت کے تیسرے روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد زمین کیا۔ اور دنیا پرست سقیفہ میں ڈٹے رہے اور تیسرے روز دفن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینہ میں آئے ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام علیؑ نے اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ کفن پہنایا، نماز پڑھی۔ اور قبر میں اتارا۔ نبی ہاشم میں جناب عباس عبداللہ عباس۔ قثم بن عباس۔ عبیداللہ بن عباس عقیل بن ابی طالب و عبداللہ بن جعفر طیار محمد بن جعفر طیار وغیرہ شریک تھے۔

اور انصار و مہاجرین میں۔ سلمان فارسی۔ ابوذر، و مقداد۔ عمار یاسر۔ حذیفہ یمانی۔ بلال و خذیمہ اور ابوایوب انصاری نے شرکت کی۔ ان باوفا اصحاب کے سوائے اور کوئی مسلمان دفن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک نہیں ہوا۔

خلیفہ بن جانے کے بعد خلیفہ اپنے جتھے کو لیکر قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے ہیں کہ قبر سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالیں اور نماز میت پڑھکر دوبارہ دفن کریں۔ کیونکہ علیؑ نے بغیر انکی شرکت کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا ہے۔ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر نماز ضرور پڑھیںگے۔ حضرت علیؑ نے آستیوں کو چڑھایا ذوالفقار کو نیام سے باہر نکالا اور

تعویز قبر رسول ﷺ پر دونوں پیروں کو رکھا اور فرمایا: اگر قبر رسول ﷺ کے قریب تک کوئی آیا تو اسکی نسلوں کو بھی مٹا دونگا۔ اس وقت امام علیؑ کے دہن مبارک سے کف جاری تھا۔ عایشہ نے اپنے ابا سے کہا۔ بابا جان حضرت رسول خدا ﷺ کی نماز جنازہ پڑھنے کا خیال آپ اپنے دل سے نکال دیں میں نے خود حضرت رسول خدا ﷺ کی زبانی سنا ہے: حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب علیؑ مٹی کے گھوڑے پر سوار ہوں اور انکے دست ید اللہی میں ذوالفقار برھنہ ہو اور انکے دہن سے کف جاری ہو۔ اس وقت لوگوں کو علیؑ کے قریب آنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ علیؑ اس روز انکی نسلوں کو ختم کر دینگے اور قیامت کا سماں ہوگا۔

بابا جان آپ خلیفہ بن گئے یہی کافی ہے اب نماز پڑھنے کا خیال دل سے نکال دو۔ عمر اس سے پہلے بڑا جوش کھا رہے تھے۔ مگر عایشہ کی زبانی حدیث رسول ﷺ کو سنکر فرار کرنے میں تیزی دکھانے لگے۔ یہ ہمیشہ ہی مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے رہے ہیں۔

دفن رسول خدا ﷺ کے دوسرے روز ابوذر صبح سویرے اٹھے اور مدینہ رسول پر نظر ڈالی مسجد نبی ﷺ کو دیکھا۔ اہل بیتؑ کے کاشانہ کو دیکھا حضرت رسول خدا ﷺ کے گھر کو دیکھا۔ اور آستانہ فاطمی پر پہونچے۔ سلام کیا۔ اور حضرت علیؑ کی خدمت میں پہونچے یہاں سلمان۔ عمار و مقداد اور زبیر سے ملاقات ہوتی ہے۔

تھوڑی دیر بعد خالد بن سعید آتے ہیں اور حضرت علیؑ سے عرض

کرتے ہیں۔ خدا کی قسم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ آپکے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ابو بکر اور عمر کو یہ خبر ہو گی کہ حضرت فاطمہ زہرا ؑ کے گھر کچھ لوگ جمع ہیں۔ عمر اپنی ٹولی کو لیکر حضرت علی ؑ کے دروازہ پر پہونچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس گھر میں جو لوگ جمع ہیں وہ سب باہر نکل آئیں اور تمام مسلمانوں کی طرح ابو بکر کی بیعت کریں۔ کوئی جواب نہ ملا۔ عین اسی وقت ابو سفیان وہاں آجاتا ہے اور کہتا ہے۔ خدا کی قسم میں انقلاب دیکھ رہا ہوں اور یہ انقلاب صرف خون سے ہی ٹھنڈا پڑیگا۔

اور حضرت علی ؑ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپکی بیعت کروں۔ اگر تم چاہو تو مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دونگا۔

حضرت علی ؑ نے ابو سفیان کے جواب میں فرمایا: شیخ جی تم اسلام کے اور میرے حامی کب سے ہو گئے۔

وَلاَ یُقیم علی ضیمٍ براد به

الا الاذلان غیر الحی والوتد

هذا علی الخسف مربوط برمته

ویشج فلا یرثی له احد

ظلم وستم کو کوئی قبول نہیں کرتا۔ مگر وہ ذلیل اور پست آدمی ایک قبیلہ کا گدھا ہے اور دوسرا کونٹھا، گدھا ذلت کے ساتھ اپنی کونٹھے سے اپنے

رسی سے بندھ جاتا ہے۔

اور کھونٹے کو زمین میں ٹھونکا جاتا ہے اور اسکے سر پر چوٹ لگائی جاتی ہے اور کوئی اس پر نوحہ نہیں پڑھتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ابو سفیان تو اسلام سے اس قدر دشمنی اور کینہ اب تک اپنے دل میں رکھتا ہے۔

ابو سفیان مجھکو تیرے سواروں اور پیادوں کی ضرورت نہیں ہے۔

لشکر اسامہ

حضرت رسول خداﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اسامہ بن زید بن حارثہ کی زیر قیادت لشکر اسلام کو دشمنان اسلام کا سر کچلنے کیلئے بھیجنا چاہتے تھے اور حضورﷺ نے اپنے تمام اصحاب کو حکم دیا تھا کہ وہ لشکر اسامہ میں شریک ہوں۔ اسامہ کی عمر ۱۸ سال سے زیادہ نہیں تھی۔ اور بوڑھے مسلمان لوگ زیادہ جوش دکھا رہے تھے۔

ابوذر بھی مسجد کے گوشہ میں بیٹھے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ اصحاب رسولﷺ اسامہ بن زید حارثہ کی قیادت کو قبول نہ کر کے حضرت رسول خداﷺ کی اطاعت سے فرار کر رہے ہیں۔

حضرت رسول خداﷺ نے اپنے تمام اصحاب کو حکم دیا تھا کہ وہ اسامہ کی قیادت میں ہی اپنی شجاعت کے جوہر دکھائیں۔ لشکر مدینہ سے باہر تو نکلا مگر آگے نہیں بڑھا۔ کچھ تجارت منش بزرگ اور بوڑھے گویا مدینہ

کی دیواروں سے چپک کر رہ گئے ہوں۔ اور حضرت رسول خدا ﷺ بار بار اس لشکر کے بارے میں سوال کرتے تو اصحاب کہتے حضور ﷺ آپ نے ایک نوجوان کو بوڑھے اصحاب کا قائد اور رہبر نامزد کیا ہے۔ اسلئے ہماری غیرت اور حمیت اسکی قیادت کی راہ میں حائل ہے۔

حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"پروردگار! جو لوگ اسامہ کے لشکر کا سپاہی ہونے پر اعتراض کرتے ہیں اور وہ اسکی قیادت اور سرداری کے مخالف ہیں۔ تو قیامت تلک ان پر اپنی لعنت کی پھٹکار برسانا اس لشکر میں جانے سے صرف بنو ہاشم کو مثنیٰ کیا گیا تھا اسلئے کہ حضور ﷺ علم غیب سے اس امر سے آگاہ تھے۔ کہ یہ زندگی کے آخری ایام ہیں اور ان دنوں میں عزیز و اقارب اور خاندان والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اغیار آئیں تو کیا اور نہ آئیں تو کیا۔ مگر عزیز و اقارب کو مدینہ ہی میں رہنا چاہئے اور اصحاب کو مدینہ چھوڑ کر اسامہ کے لشکر میں جانا چاہیے۔

حضور ﷺ کی رحلت کے بعد ابو بکر بن خلیفہ جب گئے تو اسامہ کے لشکر کو بھیجا مگر خود نہیں گئے۔ جبکہ وہ حضرت رسول خدا ﷺ کی طرف سے اس لشکر کے نامزد سپاہی تھے۔ اور انہوں نے کبھی اپنے عہدہ سے استعفاء نہیں دیا اور استعفاء دیا بھی ہو تو اسکو قبول نہیں کیا گیا۔ جو لوگ فوجی نظام سے آگاہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ مفرور سپاہی کو کیا سزا دی جاتی ہے۔ ابوذر حضرت رسول خدا ﷺ کی فرمائش کو یاد کر رہے ہیں۔

وہ یاد کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ شدید بخار کی حالت میں مسجد میں تشریف لائے تھے اور لوگوں سے فرمایا: لوگو! تمہیں اسامہ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ آج تم اسکی قیادت پر اعتراض کرتے ہو اور کل اسکے پدر کی قیادت پر تمہیں یہی اعتراض تھا۔ اور وہ بھی تم سے بہتر تھا اور یہ اسکا فرزند بھی تم سے بہتر ہے۔

حضرت رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق افضل کا مفضول کو رہبر نہیں بنایا جاسکتا۔ ورنہ حضور ﷺ اسامہ کو سردار لشکر اسلام بنا کر نہ بھیجتے اور اپنے بوڑھے اصحاب کو یہ شرف بخش دیتے۔

حضورؐ کی حیات مبارکہ میں کوئی بھی صحابی اسامہ بن زید سے افضل نہیں تھا۔ پھر حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد اموی دور میں بوڑھے اصحاب کو بزرگی کسطرح مل گئی۔ جبکہ قرآن مجید ان لوگوں کی میدانِ جہاد سے بھاگنے کی وجہ سے مذمت کر رہا ہے اور اللہ نے کہا: کہ جو لوگ میدانِ کارزار سے فرار کرتے ہیں وہ اچھے قسم کے مسلمان نہیں ہیں اور جو لوگ اچھے قسم کے مسلمان نہ ہوں وہ اچھے قسم کے مسلمانوں کے حاکم کیونکر بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: جو لوگ عالم ہیں اور وہ لوگ کہ جو جاہل ہیں یکساں نہیں ہو سکتے۔

پھر تم کیسے کیسے جاہل اور فراری لوگوں کو اپنا حاکم بناتے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ ابوذر کو یہ فکر ہے کہ لشکر اسامہ کو اسلام کے دشمنوں کا سر

سنبھلنے کیلئے ضرور جانا چاہیے۔ وہ ایک روز مسجد میں ابو بکر سے خطاب کرتے ہیں۔ لشکر اسامہ کے بارے میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اور اسامہ کی سرداری کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابو بکر: مجھکو چاہے کتے اور جنگلی جانور کھا جائیں میں اسامہ کو لشکر کی سرداری سے نہیں ہٹاؤنگا اور میں جنگ قضاعہ کے لئے انھیں روانہ کرتا ہوں۔ ابوذر خوش ہو گئے۔

عمر نے کہا: نہیں لشکر اب جنگ قضاعہ پر روانہ نہیں ہو گا۔

ابو بکر: اگر مجھکو کتے اور بھیڑئے بھی کھا جائینگے تب بھی یہ لشکر ضرور جائیگا۔

عمر نے کہا: خلیفہ صاحب آپ اسامہ کو معزول کر دیں۔ کیونکہ ایک نوجوان کو ہمارا سردار بناؤ گے تو یہ اچھی بات نہیں ہو گی اور کوئی مسلمان اسکی سرداری اور قیادت کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔

ابو بکر: عمر پر برس پڑے اور ناراض ہو کر کہتے ہیں تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے اور تو نابود ہو جائے اے خطاب کے بیٹے حضرت رسول اللہؐ نے اسامہ کو منصوب کیا ہے اور تو مجھ سے کہتا ہے کہ میں اسکو معزول کر دوں؟

عمر کو اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ ٹھنڈے مزاج کا آدمی جوش میں کس طرح آگیا۔ وہ پریشانی کے عالم میں لوگوں کے پاس پہونچے تو انہوں نے سوال کیا: کہ اسامہ کو لشکر سے ہٹا دیا یا نہیں؟ عمر نے انھیں ڈانٹا اور کہا: تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے تمہاری وجہ سے مجھکو خلیفہ کی ڈانٹ

کھانا پڑی ہے۔

ابوذر یہ دیکھکر خوش ہو گئے اور مسجد میں گئے نمازِ شکر ادا کی۔ اور اسامہ کے لشکر میں جان و دل سے شریک ہوئے

ابوذر میدانِ کارزار کے بہادر آزمودہ سپاہی ہیں۔ انھیں مال غنیمت میں وہی سب کچھ ملتا ہے کہ جو دوسرے سپاہی پاتے ہیں مگر انکی زندگی میں وہی فقر و فاقہ اور تنگدستی ہے۔ جو لوگ دوسروں کے دکھ درد بانٹ کر اپنے واسطے ذخیرہ کرتے ہیں انکے پاس مالِ دنیا کہاں؟ انکے آقا علیؑ ہیں اور ابوذر علیؑ وار زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔ ابوبکر بیمار ہوئے اور بیہوش بھی ہو گئے۔ عثمان نے اپنے قلم سے خلیفہ کی طرف سے وصیت نامہ لکھا اور اسمیں عمر کی خلافت پکی کر دی گئی۔ خلیفہ کو کہ ہوش ہی نہیں آیا اور اسی بیہوشی میں چل بسے اور مسلمانوں کے سامنے عثمان نے خلیفہ کا وصیت نامہ پڑھکر سنایا کہ میں اپنے بعد عمر کو حضرت رسولِ خداؐ کا جانشین اور خلیفہ نامزد کرتا ہوں۔ یہ وصیت نامہ بخط عثمان لکھا گیا تھا اور ہرگز بقلمِ خود نہیں تھا۔ اور اس پر خلیفہ کے دستخط بھی نہیں تھے۔ جبکہ خلیفہ پڑھے لکھے آدمی تھے۔ اب یہاں ہر مسلمان کو قاضی سمجھکر اپنا فیصلہ کرنا ہے۔

حضرت رسولِ خداؐ اپنے ہوش و حواس میں فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں مجھ کو کاغذ اور قلم لادو کہ میں تمہارے واسطے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں کہ جس سے وابستگی کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے اور کبھی گمراہ نہیں ہو گے اسوقت عمر ہی مخالفت کرنے والے تھے اور انہوں نے حضرت

رسولِ خداؐ پر بیماری کی وجہ سے ہذیان گوئی کی تہمت لگائی تھی تاکہ حضورؐ کے نوشتے کو بے اثر ثابت کر سکیں۔ ہم وہی بات دہراتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابو بکر کو تین روز تک ہوش ہی نہیں آیا اور وہ چل بسے۔ پھر انہوں نے جو کچھ وصیت کی وہ سب ہذیان تھا اور ہذیانی آدمی کی بات کو قبول نہیں کرتے۔ اسطرح جو مسلمان عمر کو خلیفہ نہیں مانتے وہ حق بجانب ہیں۔ کیونکہ ہذیانی کیفیت کی وصیت ہذیانی ہوتی ہے پھر چودہ سو سال کی پرانی تاریخی حکومت کے ماننے یا نہ ماننے سے آج پندرہویں صدی کے مسلمانوں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ عمر نہ کسی کو جنت میں بھیج سکتے ہیں اور کسی نہ ماننے والے کو وہ دوزخ میں بھی نہیں بھیج سکتے۔ اگر انکی آج حکومت برقرار ہوتی تو وہ اپنے دوستوں کو زر و جواہرات درہم و دینار ضرور بخشتے مگر آج کے موڈرن مسلمان کو وہ کیا دے سکتے ہیں۔ انکی حیثیت تاریخی ہے اور تاریخ میں ایک عمر تو نہیں بلکہ سیکڑوں خلیفہ ہیں اور سیکڑوں عمر ہیں۔

ابوذر نے بھی ابو بکر کی رحلت اور عمر کی ہذیانی خلافت کے بارے میں سنا۔ اور عمر نے جس روز حضرت رسولِ خداؐ کی شان میں گستاخی کی تھی اسی روز سے عمر سے انہوں نے کبھی بات نہیں کی۔ اور وہ اسی وقت اپنے اہل و عیال کو لیکر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابوذر: شام کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ انکے چاروں طرف بیٹھ جاتے ہیں اور مختلف قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

ایک شخص: اے ابوذر آپ کوئی عہدہ، منصب اور مقام کیوں نہیں لے

لیتے۔ آپ دیکھو آپکا دوست ابو ھریرہ بحرین کا گورنر بن گیا۔

ابوذر : حاکم یا والی یا گورنر بنکر کیا کرونگا؟ مجھکو پانی اور ایک دھڑی گیہوں ہفتہ بھر کیلیۓ کافی ہیں اسکے علاوہ مجھے کچھ درکار نہیں ہے۔

دوسرا شخص : آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ عمر نے ابوہریرہ کے ساتھ کیا کیا؟

ابوذر : کیا ہوا؟

یہی کہ عمر نے اسکی دولت اور ثروت کا حساب کیا تو کہا : اے ابوہریرہ میں نے تجھکو بحرین کا حاکم نامزد کیا تو تیرے پیروں میں جوتے تک نہیں تھے اور تو ننگے پاؤں یہاں سے گیا تھا اور اب مجھکو خبر ملی ہے کہ تو نے ایک ہزار اور چھ سو دینار کے گھوڑے خریدے ہیں۔

ابوہریرہ نے جواب دیا : میرے پاس جو گھوڑیاں تھیں ان سے بچے پیدا ہوئے اور میرے شوق کو دیکھتے ہوئے لوگوں نے مجھکو ہدیہ میں عطاء کیۓ ہیں۔

عمر نے لکھا کہ میں نے تیرے مصارف و مخارج کا حساب لگالیا ہے۔ اب جو کچھ بھی تیرے پاس خرچ سے زیادہ ہے وہ میرے پاس بھیجدے۔

ابوہریرہ نے جواب دیا : یہ ممکن نہیں ہے۔

عمر : خدا کی قسم میں تیری کمر توڑ دونگا۔ اور اسقدر تازیا لگائے کہ ابوہریرہ کی کمر سے خون بہنے لگا۔

اسکے بعد کہا : کہ جا۔ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے وہ سب یہاں لیکر آجا۔

ابوہریرہ نے کہا : میں نے وہ سب کچھ راہِ خدا میں بخشدیا ہے۔

عمر نے کہا : اگر وہ کسب حلال سے تھا اور تو نے اپنے ہاتھ سے کسی کو بخشا

ہے تو صحیح ہے۔ اور تو بحرین سے یہاں آیا ہے اور مالیات کو اپنے واسطے وصول کرتا ہے اور مسلمانوں کو محروم کرتا ہے۔ اور تیری ماں کو بھی زندگی بسر کرنے بھر درکار ہے تو پھر یہ حصول زر و جواہر کس لئے ؟

ابوذر: حاکم کو لوگوں کے واسطے کام کرنا چاہیے اور اپنے فائدہ کی فکر میں نہ رہے۔ اور عمر تو ہمیشہ ہی اپنی ذات کے پجاری رہے ہیں۔ وہ حب نفس اور حب جاہ کے قید خانہ سے کبھی باہر نہیں نکلے اور انہوں نے کبھی اپنا محاسبہ نہیں کیا۔ حضرت فاطمہ زہرا کا باغِ فدک ہضم کر گئے۔، یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ابوذر کی تلاش میں حبیبہ بن مسلمہ حاکم شام کا قاصد مسجد میں آیا اور کہا: میرے آقا نے آپکی خدمت میں یہ تین سو ۳۰۰ دینار بھیجے ہیں۔ ان سے آپ اپنی ضرورتوں کو پورا کریں۔

ابوذر: یہ رقم تم اپنے آقا کو واپس لوٹا دو۔ کیا انھیں مجھ سے بڑھکر کوئی دوسرا ضرورتمند نہیں ملا۔

ہم کو صرف سر چھپانے کیلئے سائبان اور چند عدد گوسفند اور ایک خدمت گزار سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

ابوذر اپنی تنخواہ لیکر عبداللہ بن صامت اور ایک کنیز کے ساتھ بازار گئے۔ کنیز نے جناب ابوذرؓ کے واسطہ ضروری چیزیں خریدیں اور آخر میں کچھ درہم بچ گئے۔ وہ اس نے جناب ابوذر کو واپس لوٹا دئے اور ابوذر نے وہ فقیروں میں تقسیم کر دئے۔

عبداللہ بن صامت نے کہا: گھر کے خرچ کیلئے بھی کچھ تمہارے

پاس ہے۔ تمہارے گھر مہمان آنے والا ہے۔ اچھا تھا کہ وہ درہم بچا کر رکھتے۔

ابوذر نے جواب دیا۔ میرے آقاؐ نے فرمادیا ہے کہ سونا اور چاندی جمع کرنے والے کیلیئے بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ ہاں اللہ کی راہ میں اسکو خرچ کر دیا جائے۔ ابوذر عمر کو ابو بکر کا خلیفہ کہا کرتے تھے کیونکہ وہ ابو بکر سے منسوب وصیت کے تحت ہی خلیفہ بنے تھے اور ابو بکر کو عمر کا خلیفہ کہا کرتے کیونکہ وہ عمر کی کوشش سے سقیفہ میں خلیفہ بنے تھے۔

ابوذر کہا کرتے کہ نہ ہی ابو بکر کو یہ حق تھا کہ وہ حضرت رسولِ خداؐ کا خلیفہ بنیں اور بنائیں اور نہ ہی یہ حق عمر کا تھا بلکہ یہ حق اللہ اور اسکے رسول کا تھا اور اللہ اور اسکے رسولؐ نے حضرت علیؑ کو خلیفہ منصوب کر دیا تھا اور ایک لاکھ چالیس ہزار اصحاب رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ کی میدانِ غدیر میں بیعت کی ہے اور نقض بیعت کرنے والوں کیلیئے دوزح کی آگ بھڑک رہی ہے۔

عمر شام آئے اور انہوں نے مسجد میں ابوذر کو دیکھا اور بڑھکر ان سے مصافحہ کیا اور انکے ہاتھ کو محکم پکڑ لیا۔

ابوذر نے کہا: اے فتنہ پرور میرے ہاتھ کو چھوڑ دے۔

عمر: ابوذر یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

ابوذر: ایک روز کی بات ہے حضور سرورِ دو عالمؐ مسجد میں تشریف فرما تھے اور حضرت کے چاروں طرف اصحاب حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ تم آئے اور

دور بیٹھ گئے۔ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا: اس شخص کو دیکھ رہے ہو۔ یہ جہاں بھی جائیگا فتنہ برپا کریگا۔ اور حضرت نے تمہاری طرف اشارہ کیا تھا۔ ابوذر ہمیشہ حضرت رسولِ خداؐ کے ساتھ تھے اور جب حضرتؐ کاغذ اور قلم کے لئے فرمارہے تھے اسوقت بھی ابوذر حضرتؐ کی خدمت میں تھے اور عمر نے حضور نبی کریمؐ کی شان میں جو گستاخی کی اسوقت بھی ابوذر موجود تھے یہاں شام میں عمر کو دیکھتے ہی ابوذر کی نگاہ میں وہی حضورؐ کے کاغذ اور قلم طلب کرنے کا سما آگیا۔

ابوذر: عمر تو نے حضرت رسولِ خداؐ کو وصیت نامہ نہ لکھنے دیا اور عثمان کو ابوبکر کے پاس کاغذ اور قلم لیکر وصیت لکھنے کے لئے بھجدیا۔ یہ تیری دوغلی رفتار فتنہ پروری کے سوائے اور کیا ہے؟

ابوذر: عمر یاد رکھ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: اگر کوئی شخص مسلمانوں کے امور کو قبول کرتا ہے۔ قیامت کے روز اس کو دوزخ کے پل پر روک دیا جائیگا اگر وہ خادم تھا تو نجات پائیگا اور اگر خائن تھا تو پل میں سوراخ ہو جائیگا اور وہ دوزخ کا ایندھن بن جائیگا۔ اور وہ ستر سال تک دوزخ میں جلتا رہیگا۔

ابوذر: عمر کیا تو نے حضرت رسولِ خداؐ کی اس حدیث کو سنا ہے؟

عمر: نہیں ابوذر میں نے اس حدیث کو حضرتؐ کی زبانی نہیں سنا۔

ابوذر: ہاں تبھی تو تو نے عثمان کو بھجدیا کہ وہ ابوبکر سے تیرے واسطے خلافت کا طوق لے آئیں اور تیرے گلے میں اسکو ڈالدیں۔ وہ اپنے کام

میں کامیاب ہو گئے مگر تم کامیاب نہ ہو سکے۔ اب تم اپنی فکر کرو اور خود کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ ورنہ میں تمہیں آج سے ''ام الفساد'' کہا کرونگا۔

عمر: اس حدیث کو سنکر میرے دل میں درد ہونے لگا۔ کوئی ہے کہ جو اس خلافت کو مجھ سے لے لے۔

ابوذر: ہاں اس کا اصلی حقدار کہ جس کو خدا اور رسولِ خداؐ نے منصوب کیا ہے وہ اس کے بوجھ کو اٹھائیگے اور تم اگر حضرت علیؑ کو اپنا حاکم اور امیرؑ قبول کروگے تو فضاؤں میں اڑتے ہوئے پرندے اور سمندروں میں تیرتی ہوئی مچھلیاں تمہاری آواز پر لبیک کہتی ہوئی تمہاری خدمت میں حاضر ہونگے۔

عمر: ابوذر تم جانتے ہو کہ قریش حضرت علیؑ کو اپنا امیر قبول نہیں کرینگے۔ کیونکہ کوئی نہیں کہ جس کے باپ یا بھائی یا کسی عزیز کو علیؑ نے قتل نہ کیا ہو؟

ابوذر: عمر یہ بتاؤ کیا حضرت علیؑ نے قریش کو انکے گھروں میں قتل کیا ہے یا وہ لوگ حضرت علیؑ کے آقا محمد مصطفٰیؐ کو قتل کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور حضرت علیؑ نے حضرت رسولِ خداؐ کی حفاظت میں کفار و مشرک اور منافق لوگوں کو قتل کیا ہے۔

اسلئے تمہارا فرض ہے کہ جو شخص بھی حضرت علیؑ کی خلافت کو قبول نہ کرے اسکو تم سزا دو کہ جسطرح تم اپنی خلافت کے قبول نہ کرنے والوں کو قتل کر رہے ہو۔

عمر: ابوذر تم سچ کہتے ہو اگر حضرت علیؑ کو خلیفہ بنایا ہوتا تو آسمانی برکتوں کا نزول ہوتا اور ہم کبھی راہ کج اختیار نہ کرتے۔

حدیثِ رسولؐ

غریب ونادار لوگ ابوذر کے گرد جمع ہوا کرتے اور دن ورات انکی مجلس میں رہا کرتے۔ ابوذر کا زہد و عرفان مقام و مرتبہ انھیں زندگی کے معنی سے آشنا کرتا اور وہ ابوذر سے درخواست کرتے کہ حضرت پیغمبرؐ کی احادیث سے آگاہ اور آشنا کریں۔

ابوذر ایک نامور محدث ہیں انکی فصاحت اور بلاغت یہ کہ حضرت رسول اللہؐ کے شاگرد ہیں اور اب وہ مسلمانوں کے محبوب بن چکے ہیں۔ وہ ہر خاص وعام کے لئے محبوب اور ہر دل عزیز ہیں۔ ایک روز ہمیشہ ہی کی طرح مسجد میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک شخص نے آہ بھر کر کہا: اے کاش مجھکو حضرت رسولِ خداؐ کی زیارت کا شرف ملتا اور میں حضرتؐ کا دیدار کرتا۔

ابوذر: حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: میرے نزدیک وہ لوگ عزیز ہیں کہ

اگر آپ اپنے والدین کیلئے صدقہ جاریہ کا
باب کھولنا چاہتے ہیں تو شیعہ ورلڈ
فیڈریشن کے ذریعہ ہندوستان میں غریب
اور مسکین مسلمانوں کے سر چھپانے کیلئے
ایک فلیٹ یا زیادہ اسپونسر کریں۔

جن کی ایک فرد اپنے گھر اور دولت و ثروت کو راہِ خدا میں دیدیتا ہے کہ اسکو میرا دیدار ہو جائے۔

ابوذر : حضرت رسولِ خداؐ کی زبانی معراج کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اجنبی اور غیر مانوس آدمی آتا ہے۔

ابوذر : تم کون ہو ؟

شخص : میں نافع طاھی ہوں۔

ابوذر : تمہارے قبیلہ اور طائفہ کا نام کیا ہے۔

شخص : میں اہلِ عراق سے ہوں۔

ابوذر : تم عبداللہ عامر کو پہچانتے ہو ؟

شخص : جی ہاں۔

جب تم اس سے ملاقات کرو تو میرا سلام پہونچانا اور کہنا کہ کھانے کیلئے کھجوریں اور پینے کے لئے پانی ہمارے واسطے کافی ہوتا ہے۔ یہی ہماری زندگی ہے اور تم بھی زندگی گزار رہے ہو ؟ خدا کی قسم جو لوگ دنیا کے پجاری بن رہے ہیں۔ مجھے انکی روش پر حیرت ہوتی ہے۔ وہ لوگ سونے اور چاندی کے جمع کرنے میں لگے ہیں جبکہ وہ حضرت رسولِ خداؐ کی زبانی سن چکے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"میں اور دنیا۔ میری اور دنیا کی وہی داستان ہے کہ جو ایک گھوڑا سوار مسافر کی ہے کہ جو موسم گرما میں سفر کر رہا ہو اور راستے میں ایک درخت کے زیرِ سایہ آرام کرنے کی خاطر بیٹھ گیا ہو۔ اور بعد میں اس کو

انقلاب

یہ خبر شام پہونچی ہے کہ ابولؤلؤ فیروز نے عمر کو قتل کر دیا اور عمر نے خلافتی شوریٰ معین کی ہے۔ اس شوریٰ کا انتخاب انوکھا انتخاب ہے اس شوریٰ میں حضرت امیر المومنین علیؑ و عثمان عبد الرحمٰن عوف و سعد بن ابی و قاص، وزبیر اور طلحہ ہیں۔

ابوذر: حضرت علیؑ خلیفہ بلا فصل رسول اللہؐ و منصوص من اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں منتخب فرمایا ہے۔ عمر کے انتخاب سے حضرت بلند و برتر ہیں۔

ابوذر نے حضرت علیؑ کی خدمت میں مدینہ پہونچنے کا قصد کیا۔ اور بی بی بچوں کو لیکر ایک قافلے میں مدینہ کیلئے روانہ ہوگئے۔ انھیں امید ہے کہ اب مسلمان ہوش میں آگئے ہونگے اور وہ حضرت رسولِ خداؐ کے خلیفۂ برحق کو اپنا حاکم قبول کرینگے اور اللہ تعالیٰ آسمانی برکتوں سے مسلمانوں کو سر

بلند اور سر فراز فرمایگا اور مسلمانوں کو عزت و شرف نصیب ہو گا۔ ابوذر اپنی تمناؤں کو مجسم کر رہے تھے۔ کہ مدینہ سے آتا ہوا ایک کاروان ملتا ہے اور ابوذر اس قافلہ سے مدینہ کے حالات دریافت کرتے ہیں اور یہاں معلوم ہوا کہ عثمان بن عفان کو خلیفہ بنا دیا گیا۔ ابوذر اس خبر کو سنکر افسوس کرتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حالتِ زار پر افسوس کرتے ہیں۔

ابوذر : مدینے پہونچے اور سیدھے اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عثمان کے خلیفہ بن جانے کی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ ابوذر مدینۂ رسول میں ہیں اور ہر روز حضرت رسولِ خداؐ کے روضہ کی زیارت کو جایا کرتے اور مدینہ رسول میں بنی امیہ کو بر سر اقتدار دیکھتے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ عثمان خلیفہ ہے اور مروان وزیر اعظم ہے اور حضرت رسولِ خداؐ بنی امیہ پر مسلمانوں کی حکومت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور حضورؐ نے مروان کو جلاء وطن کیا ہے اور عثمان نے مروان کو مدینے بلا لیا اور پانچ لاکھ دینار دیکر اسکو روسا کی جماعت میں شامل کر دیا۔ اور خلافت کو بادشاہت میں بدل دیا گیا ہے اور شہوت پرستی۔ دنیا طلبی کو زہد و پارسائی پر ترجیح دی جا رہی ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ نام نہاد اصحاب دینوی نعمتوں میں راغب ہو رہے ہیں۔ عبد الرحمٰن عوف اور طلحہ و زبیر بر لاٹاٹا بن گئے ہیں۔

سعد بن وقاص نے عقیق میں اپنے واسطے محل بنایا ہے۔ ابوذر یہ سب دیکھکر نصرتِ اسلام کے ارادہ سے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ لوگوں کو زہد و پارسائی کی طرف دعوت دیتے ہیں اور عثمانی حکومت پر اعتراض

کرتے ہیں۔

ایک روز مدینہ میں یہ خبر عام ہوئی کہ عثمان نے اپنے داماد مروان کو پانچ لاکھ دینار اور حرث بن ابی العاص کو تین لاکھ درہم اور زید بن ثابت کو ایک لاکھ درہم بخشے ہیں۔

ابوذر مسجدِ نبوی میں بیٹھکر قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

"والذین یکنزون الذهب و الفضه ولا ینفقو نها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم"(۱)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں اسکو خرچ نہیں کرتے۔ انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو۔

مروان کو معلوم ہوا کہ ابوذر، عثمان کے طرزِ حکومت پر سخت اعتراض کرتے ہیں اور اس بات سے اپنے سُسَر کو آگاہ کرتے ہیں۔ عثمان نے اپنے غلام نائل کو جناب ابوذرؓ کے پاس بھیجا کہ انھیں بلا کر لائے۔

ابوذر آئے اور عثمان نے کہا: ابوذر! میں نے جو کچھ تمہارے بارے میں سنا ہے بس تم اس کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ دو۔

ابوذر: میرے بارے میں تجھے کیا بتایا گیا ہے یہ تیرا کام ہے۔ تو جانے اور تجھے بتانے والا۔

عثمان: میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں کو میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔

---

(۱) سورہ توبہ آیت ۳۴

ابوذر: کسطرح؟

عثمان: میں نے سنا ہے کہ تم قرآن مجید کی یہ آیت پڑھا کرتے ہو۔

"والذین یکنزون الذھب والفضہ"

ابوذر: اے عثمان یہ بتا تو مسلمانوں کا حاکم کہلاتا ہے اور مجھکو قرآن کی آیت کی تلاوت کرنے سے روکتا ہے۔ جو لوگ اللہ اور رسول اللہؐ کی باتوں پر عمل نہیں کرتے میں انھیں اعمالِ صالحہ اور زہد و تقویٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اور خدا کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں اللہ کی خوشنودی کو عثمان کے غضب پر انتخاب کرتا ہوں۔ اور میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی خوشنودی پر عثمان کو غضبناک کرتا رہوں۔ عثمان غصے کے مارے لال پیلا ہونے لگے۔ مگر کچھ بول نہ سکے اور ابوذر انکے دربار سے باہر نکل رہے تھے۔ ابوذر زیادہ تر حضرت علیؑ کے ساتھ رہا کرتے اور عثمانی نظام پر ہر روز اعتراض کیا کرتے۔

عثمان بہانہ ڈھونڈ رہے تھے کہ کسی طرح ابوذر کو مدینے سے باہر نکال دیا جائے ایک روز ابوذر دربار میں آئے۔ دیکھا کہ کعب احبار پہلو میں بیٹھا ہے۔ یہ ابھی مسلمان نہیں ہوا ہے اور عثمان کا وزیر مشاور ہے۔

ابوذر کو دربار میں دیکھکر عثمان کعب سے کہتے ہیں کہ حاکم کیلئے جائز ہے کہ وہ جسقدر چاہے مال جمع کرے۔

ابوذر: نہیں جائز نہیں ہے۔

کعب احبار: اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

ابوذر : یہودی بچہ تو ہمکو ہمارا دین سیکھائیگا؟

کعب : شکایت بھرے انداز سے عثمان کی طرف دیکھتا ہے۔

عثمان : ابوذر تم نے مجھکو بیحد دکھ دیا ہے اور میرے دوستوں کو بھی آزار پہونچا رہے ہو۔ اور اب میں تمہیں شام کو روانہ کر رہا ہوں۔ وہاں میرا بھانجہ معاویہ تمہیں ٹھیک کریگا۔ ابوذر کو شام بھیجدیا جاتا ہے۔

جناب ابوذرؓ شام پہونچ گئے

جناب ابوذرؓ شام پہونچ گئے اور دیکھا کہ معاویہ قصر سبز تعمیر کر رہا ہے اور ابوذر کا وہاں سے گزر ہو رہا ہے وہ ایک مرتبہ ٹھہر جاتے ہیں۔
ابوذر : معاویہ! اگر یہ قصر تو لوگوں کے مال سے بنا رہا ہے تو خیانت کر رہا ہے اور تو خائن ہے۔ اور اگر اپنے پسینے سے تعمیر کر رہا ہے۔ تو اسراف اور فضول خرچی ہے۔ معاویہ کے چہرہ کا رنگ شرم سے سرخ ہو گیا اور کوئی جواب نہ بن پڑا۔

ابوذر مسجدِ دمشق میں پہونچے اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت انکی خدمت میں پہونچی اور معاویہ کے بارے میں اس نے شکایت کی۔ کہ ایک عرصہ سے انھیں تنخواہ نہیں ملی ہے۔ ابوذرؓ کھڑے ہوئے اور کہا : خدا کی قسم میں یہاں وہ باتیں دیکھ رہا ہوں کہ جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں اور حضرت رسول اللہؐ کی سیرت اور سنت میں بھی وہ

نظر نہیں آتیں۔ خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ حق کو پامال کیا جارہا ہے
اور باطل پرستی کے گوسالہ کو زندہ رکھا جارہا ہے اور حقگو کو جھوٹا ثابت
کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور نظام اسلام کو مٹایا جارہا ہے۔

اے ثروتمند لوگو! غریبوں کے حق کو ادا کرو۔ انکے ساتھ مواسات
کرو۔

"وَبشرالذین یکنزون الذھبَ و الفضه ولا ینفقونھا فِی سبیل اللہ
فبشرھُم بَعذِابِ اَلِیھِمؔ"
یومَ یحُمٰی علیھا فی نارجھنم فتکوٰی بَھِا جباھُھُم وَجنوُبھم و
ظھورُھُم ھذَا مَاکنتُم تکنزون

۳۵ توبہ

جو لوگ سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور راہِ خدا میں اسکو
خرچ نہیں کرتے۔ انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو۔
جس روز وہ سونا اور چاندی دوزخ کی آگ میں پگھلایا جائیگا اور انکی
پیشانی و پشت اور پہلو کو داغا جائیگا۔
عذاب دینے والے فرشتے ان سے کہینگے۔ جو چیز تم جمع کرتے رہے
تھے یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ اے ثروتمند! اچھی طرح سمجھ لے کہ ہر دولت میں
تین شریک ہوتے ہیں۔ ایک سرنوشت ہے اور یہ تیرے مال کی نابودی
کیلئے تجھ سے اجازت طلب نہیں کریگی۔ دوسرا شریک تیرا وارث ہے اور
اس کو انتظار یہ ہے کہ تم جلدی سے اپنی قبر میں پہونچ جاؤ۔ اور تم اللہ کی

بارگاہ میں قرضدار رہو اور تم خود تیسرے نمبر پر ہو۔ اگر تم کر سکتے ہو تو یہ کرو کہ تم اپنے شریکوں سے کمزور مت رہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون"(۱)

تمہیں اسوقت تک نیکی نصیب نہیں ہوگی کہ جبتک تم اس اپنی پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر دیتے۔

اے سرمایہ دار! کیا تم نہیں جانتے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو وہ کسی بھی کام کو نہیں کر سکتا اور اسکا صرف وہی کام اسکو فائدہ پہونچاتا ہے کہ جو اس نے اللہ کی خوشنودی کیلئے انجام دیا ہو۔ اس نے کوئی کام کیا ہو کہ جس سے دوسرے لوگ بہرہ مند ہو رہے ہیں یا کوئی علم ودانش کا سلسلہ چھوڑا ہو کہ جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں۔ یا دیندار پارسا اور خدا ترس فرزند چھوڑا ہو کہ جس سے نیک اعمال انجام پائیں اور وہ والدین کے حق میں دعائے مغفرت کرے حضرت رسول خداؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ اگر میں چاہوں تو وہ میرے واسطے بطحا کے پہاڑوں کو سونا بنادے۔ میں نے عرض کیا نہیں پروردگار۔ میں چاہتا ہوں ایک روز بھوکا رہوں اور ایک روز شکم سیر رہوں ایک روز بھوک میں تیری عبادت کروں او ایک روز شکم سیر ہو کر عبادت کروں اور تیری بارگاہ میں سپاسگزاری اور تشکر کروں اور اے لوگو! تم اپنے واسطے ریشم وحریر اور دیبا کے کپڑوں کو پسند کرتے ہو اور اپنے نازنین بچوں کے واسطے سخت اور موٹے کپڑوں کو نہ پسند

---

(۱) آل عمران آیہ ۹۲

کرتے ہو۔ جبکہ حضرت رسولِ خداؐ بوریہ پر سویا کرتے تھے۔ تم لوگ رنگین اور مرغن غذائیں کھاتے ہو اور حضرت رسولِ خداؐ سوکھے نانِ جوین بھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا کرتے تھے۔

اے دولتمندوں! کیا تم نہیں جانتے یہ ہر روز زمین پر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ انمیں سے ایک کہتا ہے اللہ تعالی ان لوگوں کو جزاء دیتا ہے کہ جو اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے: "پروردگارا! جو لوگ سرمایہ جمع کرتے ہیں انھیں تو ہلاک کر ڈال"

حضرت ابوذر کی باتوں کی سماعت کیلئے لوگ چاروں طرف سے اژدہام کرتے ہیں اور مسجد میں تعلیم قرآن کا درس ہے۔ محروم و نادار، فقیر اور بیچارہ لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور ثروتمند لوگ غریبوں کے اجتماع سے پریشان ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ مسلمان انقلابی صحابی کے محضر میں حاضر ہوں۔ وہ یہ دیکھ دیکھکر لرزہ براندام ہو رہے ہیں کہ ابوذر کے درس میں ہزاروں مسلمان حاضر ہوتے ہیں۔ جندب بن مسلمہ فہری نے دیکھا کہ ابوذر کے سامنے ہزاروں آدمیوں کا اژدہام ہے اور چیخ کر کہتا ہے یہ ایک بہت ہی خطرناک کام ہے لور سیدھا معاویہ کے دربار میں جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ابوذر تمام شامیوں کو تیرے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ اور تو آرام سے بیٹھا ہے۔ اگر تو شام کو چاہتا ہے تو پھر لوگوں کو ابوذر سے دور کر دے۔ اور کسی کو انکے درس میں حاضر نہ ہونے دے۔

معاویہ نے سر نیچے لٹکایا اور ابوذر کو خاموش کرنے کی کوئی راہ تلاش

دین پیارا ہو جسے آئے ابوذرؓ کی طرح
زر پرستوں کو جو ٹھکرائے ابوذرؓ کی طرح
آمرِ وقت سے ٹکرائے ابوذر کی طرح
سختیاں جھیلے نہ گھبرائے ابوذر کی طرح
ورنہ پھر دین سے الفت نہیں عیاری ہے
کفر کی چال ہے اسلام سے غداری ہے۔

کرتا ہے۔ اگر ابوذر پر سختی کرتا ہوں تو تمام ملک میں آگ بھڑک جائیگی۔ عثمان سے ابوذر کی شکایت کردی جائے۔ عثمان کیا کرسکتا ہے ؟ وہ یہی کہیگا کہ ایک آدمی پر تو کنٹرول نہیں کرسکتا۔ تو پھر کیا کرسکتا ہے ؟ یہی اچھا ہوگا کہ ابوذر کو کہ شہر بدر کردیا جائے یا پھر محاذ جنگ پر بھیجدیا جائے۔ کیونکہ وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے کا دھنی ہے اور راہِ خدا میں شہادت کا متمنی ہے۔ یہی سوچ کر اس نے کسی کو بھیجکر ابوذر کو دربار میں طلب کیا۔

ابوذر دربار میں آئے دیکھا ابودرداء و شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت معاویہ کے نزدیک بیٹھے ہیں اور ابوذر بھی انکے پہلو میں بیٹھ گئے معاویہ نے اسطرح بات شروع کی۔

"میں نے عمر صاحب کو قبرس کی فتح کے بارے میں لکھا تھا کہ ہمارے شہر حمص کے ایک شہری نے قبرس میں بھونکنے والے کتوں کی آواز اور مرغوں کی آذان کو سنا ہے اور اسطرح میں نے عمر خطاب کو قبرس کو فتح کرنے کا مشورہ دیا تو خلیفہ صاحب نے عمرو بن عاص کہ لکھا کہ سمندر اور کشتی کے بارے میں تفصیل سے بتائے کہ کیسے ہوتے ہیں۔ عمرو عاص نے جواب میں لکھا : "سمندر بہت بڑی مخلوق ہے اور اسمیں بہت ہی چھوٹی مخلوق اپنا سفر طے کرتی ہے آسمان اور پانی کے سوائے کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی۔ جب وہ خاموش ہوتا ہے تو دلوں کو خطرہ ہوتا ہے اور جب وہ طوفانی ہوتا ہے تو عقل پریشان ہوتی ہے۔ اسمیں جان کی امید بہت کم ہوتی ہے اور خطرہ بڑا ہوتا ہے۔ جو آدمی سم۔ کے ذریعہ سفر کرتا ہے وہ ایک

کیڑے کی طرح ہوتا ہے کہ جو لکڑی پر رینگتا ہو۔ اگر لکڑی ٹیڑھی ہو جائے
تو وہ ڈوب جائے اور اگر طوفان سے نجات پا جائے تو حیران ہو جائے عمر
نے اسکو لکھا: اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے میں کسی
بھی وقت کسی بھی مسلمان کو ایسی جگہ نہیں بھیجونگا۔ مگر اس مرتبہ پھر میں
نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ قبرس کو فتح کیا جائے اور عثمان سے اس کی
اجازت طلب کی ہے اب تم لوگ اس بارے میں فکر کرو۔ اور مجھکو اپنے
فیصلے سے آگاہ کرو۔

ابوذر: اللہ کی راہ میں ایک روز سفر کرنا گھر میں بیٹھکر ہزار روز بسر
کرنے سے بہتر ہے اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور ہم اللہ
کی راہ میں جہاد کرینگے۔

دوسرے اصحاب بھی ابوذرؓ کی موافقت کرتے ہیں۔ معاویہ نے
عبداللہ بن قیس کو لشکر کا سردار بنایا۔ کشتیاں تیار ہو گئیں اور لشکر روانہ
ہوا۔ مسلمان چلتے رہے اور وسط سمندر میں پہونچ گئے۔ آسمان اور پانی کے
سوائے کچھ نظر نہیں آتا۔ سمندر خاموش ہے اور مسلمان پریشان ہیں کہ
طوفان پیدا ہوتا ہے اور مجاہدین اسلام کی کشتیاں منجدھار میں پڑی ہیں اور
موجوں میں تلاطم برپا ہو رہا ہے اور موت سامنے نظر آرہی تھی۔ طوفان
آہستہ آہستہ گزرا اور ابوذر نے اس آیتِ شریفہ کی تلاوت کی:

"و اذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ"(۱)

---

(۱) سورۂ اسراء آیت ۶۷

جسوقت سمندروں میں تمہیں کوئی نقصان پہونچتا ہے تو خدا کے علاوہ جس کو بھی تم پکاروگے۔ تمہاری آواز کو کوئی نہیں سنیگا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سلامتی کے ساتھ قبرس کے ساحل پر پہونچادیا۔ اور قبرسی لوگوں کے ساتھ جنگ چھڑ گئی اور مسلمانوں نے راہ خدا میں جم کر جہاد کیا اور قبرستان فتح ہو گیا اور فتح کے بعد ابوذر شام واپس پلٹ آئے۔ ابوذر اپنا مبارزہ شروع کرتے ہیں۔ اور دربار میں جاتے ہیں اور معاویہ ان کا استقبال کرتا ہے۔

اور ابوذر کہتے ہیں: معاویہ میں نے سنا ہے کہ تو لوگوں کا مال و دولت کو خدا کا مال کہتا ہے اس بات سے تیرا مقصد کیا ہے؟

معاویہ: اللہ کی رحمت ہو تم پر اے ابوذر کیا ہم اللہ کے بندے نہیں ہیں؟ اور ہمارا مال کیا خدا کا مال نہیں ہے؟

ابوذر نے کہا: تم اس کی جگہ کہو: "مال مسلمانوں کا ہے"

معاویہ: ٹھیک ہے آج کے بعد سے میں یہی کہونگا کہ مال مسلمانوں کا مال ہے۔

ابوذر: رخصت ہونا چاہتے ہیں۔

معاویہ دریافت کرتا ہے ابوذر یہ بتاؤ کہ تم ہمارے خلاف آخر کیوں ہوتے ہو؟

ابوذر: دیکھ معاویہ، مالِ غنیمت صرف مسلمانوں کے لئے ہے اور تمہیں یہ حق نہیں ہے کہ اسکو اپنے واسطے مخصوص کرو۔ اور تم حضرت رسولِ خداؐ

کے بر خلاف اور ابو بکر و عمر کی سنت کے بر خلاف مالِ غنیمت اور بیت المال کو اپنے واسطے اور بنی امیہ کے واسطے مخصوص کرتے ہو۔

معاویہ: تمہارا یہ صرف خیال ہے اے ابوذر اور میں نے کوئی مال و دولت جمع نہیں کیا ہے۔ بلکہ میں نے خزانہ بنایا ہے تاکہ اسکو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ کر سکوں اور میں نے لوگوں کو مال سے محروم نہیں کیا ہے اور خرچ کرنے کی جگہ اسکو خرچ کرتا ہوں۔

ابوذر: تم اپنی اس بخشش میں خدا کی خوشنودی نہیں چاہتے ہو۔ بلکہ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہیں سخی کہنے لگیں اور تم مسلمانوں کے درمیان اس نام سے مشہور ہو جاؤ۔ بس یہی تمہارا مقصد ہے۔ اے معاویہ تم نے ثروتمند کو ثروتمند اور اور غریب کو فقیر بنادیا ہے۔

معاویہ کہتا ہے کہ وہ خدا کا نمائندہ ہے۔ اور مال و دولت اور حکومت خدا کی ہے اور خدا کی جگہ وہ خود ہے اسلئے تمام مال اس کا مال ہے۔

اور ابوذر کہتے ہیں: اللہ کے نمائندے اسکے بندے ہیں اور مال و دولت اللہ کے بندوں کی خدمت کے لئے ہیں۔ قرآن ایسے مقامات پر اللہ کی جگہ لوگوں کو بیان کرتا ہے۔

ارشاد ہوا: "ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً" (۱)

معاویہ: ابوذر تم اسطرح کی باتوں کو چھوڑ دو تم لوگوں کو انقلاب کی باتیں سیکھاتے ہو اور اس انقلاب کے انجام کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

ابوذر: اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں ابوذر کی جان ہے۔

میں اسوقت تک اپنے جہاد کو جاری رکھونگا کہ جبتک لوگوں کو انکا حق نہیں مل جاتا اور ثروتمند لوگ بیت المال کا مال لوگوں میں تقسیم نہیں کر دیتے اور یہ کہکر اسکے دربار سے باہر نکل آئے۔

معاویہ: اس فکر میں پڑ گیا کہ ابوذر سے کسطرح اپنا پیچھا چھڑائے؟

ابوذر کے دربار اموی سے چلے جانے کے بعد معاویہ تخت سے نیچے آیا اور اپنے خادم کو آواز دی کہ فلاں دینار سے بھری تھیلی لیکر آئے اور اسکو ابوذر کی خدمت میں پیش کر آئے۔ خادم تھیلی لیکر ابوذر کے پیچھے پیچھے دوڑا ہوا گیا اور کہتا ہے کہ معاویہ نے یہ رقم آپکی خدمت میں بھیجی ہے۔ آپ اسکو قبول فرمائیں۔

ابوذر: اگر یہ رقم اس سال کی میری تنخواہ ہے کہ جس سے مجھکو محروم کیا گیا تھا تو میں اسکو قبول کر سکتا ہوں اور اگر یہ بخشش ہے تو مجھکو اسکی ضرورت نہیں ہے۔

خادم خاموش کھڑا رہا۔ اور ابوذر نے اسکو ڈانٹ کر کہا: جاواپس لوٹا دے اسکو۔ مجھے قطعی اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اور ابوذر مسجد میں آتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں۔ اے سرمائیدارو! اللہ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اسکو خرچ کرو۔ یہ دینوی زندگی اور اسکی آرائیش کا دھوکا مت کھاؤ۔ اپنے مال و دولت میں محرومم افراد کے حق کو قبول کرو۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے: "فرزند آدمؑ ادعاء کرتا ہے۔ کہ مال میرا ہے اور مال میرا ہے۔ اور تم جو کچھ کھا جاتے ہو وہ نابود ہو جاتا ہے

اور تم لباسِ فاخرہ زیبِ تن کرتے ہو اور وہ لباس پرانا پڑ جاتا ہے اور پھٹ جاتا ہے اور جو راہِ خدا میں بخش دیتے ہو وہ باقی اور برقرار رہتا ہے۔ اے ثروتمند لوگو! اللہ نے سرمائیداری سے روکا ہے۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: سونا نابود ہو جائے اور چاندی مٹ جائے۔ یہ بات تمہارے واسطے گرچہ سخت ہو گی لیکن حضرت رسولِ خداؐ کے دوستوں کے واسطے یہ گوارا بات ہے وہ اسکو اپنے واسطے مژدہ سمجھتے ہیں۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے آراستہ ہو اور اسکی شکر گزار رہے اور تمہارا دل سپاسگزارِ حق ہو اور تمہاری زوجہ تمہارے ایمان کے کاموں میں مددگار رہے۔

مالِ غنیمت اور بیت المال لوگوں کا حق ہے مگر معاویہ اسکو اپنا سمجھتا ہے اور اپنے مکان اور کاروبار پر اسکو خرچ کرتا ہے۔ اپنے واسطے ٹھاٹ باٹ مہیا کرتا ہے اور اپنی آسایش کی راہ میں اسکو خرچ کرتا ہے۔ وہ اس بات کو بھول گیا وہ صرف اپنے واسطے دو جامے ایک ٹھنڈا اور ایک گرم اور حج بیت اللہ پر جانے بھر زادِ راہ اور سال بھر کے خرچ سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ اسکو اپنی زندگی بس اسی طریقے سے بسر کرنا ہو گی کہ جسطرح قریش اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ سب سے بڑھکر ثروتمند نہیں ہو سکتا اور فقیر و نادار بھی نہیں رہیگا۔ اللہ کے اس حکم پر ہر مسلمان کو عمل کرنا ہے۔ اور معاویہ کو بھی اس حکم کو ماننا چاہیے اسکو بیت المال مسلمانوں کے درمیان

مساوی طور پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر مسلمان کو اسکا حق ملے۔ اور تو زمین و آراضی اور درہم و دینار پر اپنا قبضہ جمارہا ہے اور اپنی شان و شوکت کو بڑھا رہا ہے اور مسلمانوں کو انکے حقوق سے محروم کررہا ہے۔ تو عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا ہے اور مسلمان فاقہ پر فاقہ کرتے ہیں۔ ابوذر یہ تقریر کررہے تھے کہ ایک آدمی انکے کان میں کہتا ہے تم نے معاویہ کے خلاف بہت کچھ کہدیا۔ ہوشیار رہنا۔

ابوذر اس شامی سے خطاب کر کے فرماتے ہیں۔ میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں اور چاہے کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔ اور کسی ملامت گر کی سرزنش کی پروانہ کروں۔

حضرت رسولِ خداؐ جو دعاء کیا کرتے تھے میں ہمیشہ وہی دعاء پڑھتا ہوں۔

"پروردگارا میں تیری بارگاہ میں بزدلی سے پناہ کا طالب ہوں۔ میں تیری بارگاہ میں بخل و کنجوسی سے پناہ چاہتا ہوں۔ ذلت اور پستی سے پناہ مانگتا ہوں۔ پروردگار۔ زندگی فریب اور غرور سے اور موت کی تکلیف سے تیری بارگاہ میں پناہ کا طالب ہوں۔

وہ شامی جناب ابوذر سے ناراض ہو جاتا ہے اور ابوذر اسطرح کے انیت پسند مسلمانوں سے بیزار ہیں۔

ابوذر مسلمانوں سے کہتے ہیں: یہ لوگ خود تو طرح طرح کے مرغن کھانے کھاتے ہیں اور غریب مسلمان کے ہاتھ میں روٹی کا ایک گردا

بھی انہیں بھاتا نہیں، یہ لوگ اپنے شکم کو قبر بنارہے ہیں اور غذا کے ہضم کرنے کیلیئے دوا کھاتے ہیں۔ جبکہ حضرت رسولِ خداؐ نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا تناول نہیں کیا اور کبھی دو قسم کا کھانا پسند نہیں فرمایا۔ اگر حضرتؐ نے کبھی کھجوریں سیر ہو کر کھائیں تو پھر کوئی دوسری غذا کی طرف رغبت نہیں فرمائی۔

حضرات اہلِ بیتؑ ہر تین روز میں ایک مرتبہ جو کی روٹی سے افطار کرتے ہیں۔ اور کتنے ہی دن گزر جاتے کہ گھر میں آگ روشن نہ ہوتی۔

ایک شخص سوال کرتا ہے کہ وہ حضرات کسطرح زندہ رہتے ہیں۔

ابوذر : کھجوریں اور پانی انکی غذا ہے۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا : آدمؑ کے بیٹوں میں کسی نے پیٹ سے بدتر کسی ظرف کو نہیں بھرا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا : انسان کو صرف زندہ رہنے بھر غذا کھانا چاہیے۔

حضورؐ نے فرمایا : کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ شکم سیری سے آدمی عبادتِ الٰہی کی نسبت سست ہو جاتا ہے۔ اور جسم خراب ہو جاتا ہے اور بیحد خطرناک بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ پس تمہارے واسطے واجب ہے کہ کھانے میں معتدل اور میانہ رور ہو۔ کیونکہ زیادہ کھانا اسراف ہے اور بدن کے لئے نقصان رساں ہے اور عبادتِ الٰہی میں مخل ہے۔ یہ ہرگز تصور نہ کرنا کہ حضرت رسولِ خداؐ کے پاس کچھ تھا نہیں۔ اسلیئے وہ پارسائی کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اللہ نے ان سے جو وعدہ کیا تھا وہ اسی

کی خاطر زہد وورع کی جستجو میں رہا کرتے تھے۔

حضرت رسولِ خداؐ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ لیا کرتے۔ مگر اپنے واسطے نہیں بلکہ فقراء و نادار افراد کی سرپرستی کیلئے حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: خدا کی قسم اگر میں اللہ سے چاہوں تو وہ میرے واسطے دنیا بھر کے پہاڑوں کو سونا بنادے اور میں جہاں بھی ہوتا وہ میری اطاعت میں رواں ہو جاتے مگر میں نے سیری پر بھوک کو بے نیازی پر فقر کو اور دکھ کو خوشی پر اختیار کیا ہے۔ یہ دنیا محمد و آلِ محمدؐ کے لئے کوئی قیمت اور حیثیت نہیں رکھتی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے سختیوں اور دشواریوں پر انکے صبر کو پسند کرتا ہے۔ جنکے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے۔ خدا کی قسم، مجھکو اسکا فرمان قبول کرنا ہے اور اللہ کے تمام پیغمبرانؑ اسکے فرمانبردار تھے میں بھی اسکا فرمانبردار پیغمبرؐ ہوں۔

"ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی الیظیم"

ایک روز جلام بن جندب حاکم قنسرین معاویہ کے پاس آیا اور معاویہ کے قصر کے سامنے ایک بلند قامت شخص کو دیکھتا ہے کہ غصہ کی حالت میں بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔

"کتنی ہی مرتبہ تمہارے لئے آگ آچکی ہے پروردگارا جن لوگوں نے نہی از منکر کو چھوڑ دیا ہے۔ ان پر تیری طرف سے لعنت ہو۔ پروردگارا! جن لوگوں نے امر بہ معروف کو ترک کیا ہے۔ ان پر تیری

لعنت ہو۔ یہ دیکھکر معاویہ کا رنگ فق پڑ گیا اور خوف سے لرزنے لگا۔ اور جلام سے کہتا ہے اس شخص کو پہچانتا ہے؟ جلام نے کہا نہیں۔ معاویہ۔ وہ کون ہے کہ جو مجھکو جندب بن جنادہ کے ہاتھ سے چھٹائے؟ ہر روز اسی وقت یہاں آتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے اسکو یہاں بلند آواز سے دہرادیتا ہے۔ اسکے بعد اپنے لوگوں سے کہا: انھیں میرے پاس لیکر آو۔ معاویہ کے سپاہی ابوذر کو کھینچتے ہوئے دربار اموی میں لے گئے اور معاویہ کے سامنے انھیں پیش کیا۔

معاویہ: اے اللہ اور رسولؐ کے دشمن یہاں ہر روز آکر میرے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا ہے۔ اگر عثمان کی اجازت کے بغیر کسی صحابی کو قتل کرتا تو وہ تم ہوتے۔ مگر تمہارے قتل کے حکم پر عثمان کے دستخط ضروری ہیں۔

ابوذر: میں خدا اور رسولِ خدا کا دشمن نہیں ہوں۔ تو اور تیرا باپ دونوں ہی حضرت رسولِ خدا کے دشمن تھے۔ تم لوگ ظاہر میں مسلمان ہوگئے اور باطن میں ابھی تک کافر ہو۔[1]

---

(۱) طبقات ابن سعد

حقیقت بیانی تصویروں کی زبانی

علی پور ضلع بنگلور میں ۳۶ فلیٹ بنا کر غربا کو دیئے گئے۔

کریم پور میں ۲۴ فلیٹ بنا کر غریب سادات کو دیئے گئے۔

گجرات میں ۵۰۰ فلیٹ بنا کر سادات و مومنین کو دیئے گئے۔

خانہ بدوش افراد کو ۴۰ فلیٹ بنا کر دیئے گئے اور اب انھیں خانہ بدوش کہا جائیگا۔ جناب رہبر شیعان جہان نے یہ نام دیا ہے۔

رول کنڈہ میں والدین نے اپنے ۵ سالہ بچوں کو ساہوکاروں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ پچاس سے زیادہ بچے بیڑی فیکٹری میں ایک روپیہ روز کام کرتے تھے۔ جناب علامہ صاحب قبلہ نے ان بچوں پر لی گئی رقم ادا کر کے بچوں کو آزاد کرایا اور ان کے واسطے ہائی اسکول تعمیر کیا اور آج دو سو ستر بچے اس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

گلستان ۴۰ فلیٹ	ورتیج ۱۲ فلیٹ
شیور میں ۷ افلیٹ	پالی تنا میں ۳۰ فلیٹ
تلاجہ میں ۳۶ فلیٹ	

گجرات اونا UNA میں ۲۴ فلیٹ تعمیر کیئے گئے اور سادات و مومنین کو دیئے گئے۔

کوڈی نار میں ۶۲ فلیٹ تعمیر کیئے گئے اور مستحق افراد کو دیئے گئے

بھاؤ نگر میں ۲۷ فلیٹ	بھج میں ۲۴ فلیٹ
کیرا میں ۶ فلیٹ	ناگل پور میں ۳ فلیٹ
احمد آباد میں ۱۲ فلیٹ	راجولا میں ۲۱ فلیٹ

ونوا میں ۲۴ فلیٹ تعمیر کیئے گئے

شیعہ ورلڈ فیڈریشن کی طرف سے دنیا بھی میں دس ہزار پانچ سو طالب علموں کو کافی مقدار میں وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اور ہندوستان میں ۷۰۰۰ طالب علموں کی سرپرستی کی جاتی ہے۔

شہر بدر

"اس نیلگوں آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین پر کسی نے قدم نہیں رکھے کہ جو ابوذر سے بڑھکر سچا ہو"

حضرت رسولِ خداؐ

ابوذر اپنا مبارزہ کرتے رہے اور سرمائیداروں کے خلاف جہاد کرتے رہے وہ سرمائیداری کو محکوم کرتے ہیں اور ثروتمند طبقہ سے چاہتے ہیں کہ وہ بے نواء اور غریب ونادار افراد کے حال پر مہربان ہوں۔ اور اپنی دولت سے کچھ نکالیں اور غریبوں کی پرورش کرتے رہیں۔ فقیروں کے حق میں مواسات کریں۔ اور بیت المال مساسی طور پر مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرود حضرت رسولِ خداؐ بیت المال کو مسلمانو کے درمیان اسی طرح مساوی طور پر تقسیم کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوذرؓ کی انقلابی تقریروں نے معادیہ کے قصر کو لرزہ میں

ڈالدیا۔ اور غریب و نادار اور تہی دست افراد کے ضمیروں کو روشن کر دیا اور انکے سینوں میں بھڑکتی آگ کے شعلوں نے قصر اموی کو تہدید کیا اور ہر وقت یہ خطرہ لاحق ہوتا کہ خاندان بنی امیہ کا چراغ کب بھڑکے اور یہ شامی رعونت کا چراغ ہمیشہ کیلیئے گل ہو جائے اور نظام سرمائیداری پیروں سے پرال باندھکر دوزخ رسید ہو جائے۔ اور پھر ایک مرتبہ غریب و ستمدیدہ اور مظلوم افراد روبکار آئیں۔ دولتمند اور سرمائیدار طبقہ بھی کھڑا ہو گیا پیسے والے لوگ سمجھ رہے تھے کہ یہ انقلاب آج آیا یا پھر کل ضرور آیگا۔ معاویہ سے فریاد کرتے ہیں کہ ہماری حفاظت کیجئے۔ معاویہ نے ابوذر کو دربار میں طلب کیا وہ چاہتا ہے کہ اس انقلاب کی آگ کو ہمیشہ کیلیئے خاموش کر دیے۔

ابوذر دربار میں آتے ہیں۔ معاویہ دور سے دیکھتے ہی دوڑ کر ابوذر کا احترام کرتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر پہلو میں بٹھاتا ہے اور اپنے ملازم کو حکم دیتا ہے کہ کھانا لائے۔ دستر خوان شاہانہ بچھا دیا گیا اور طرح طرح کے مرغن کھانے دستر خوان پر لگا دیئے گئے۔ ابوذر نے اپنی تمام زندگی میں اسطرح کے رنگارنگ کھانے نہیں دیکھے تھے۔ معاویہ درخواست کرتا ہے۔ حضور غذا حاضر ہے! نوش جان میں حضرت رسولِ خداؐ کے زمانے سے آجتک ہفتہ میں ڈھائی سیر جو سے زیادہ کا مصرف نہیں کرتا اور خدا کی قسم میں اس سے زیادہ کبھی بھی مصرف نہیں کرونگا۔

اور اسطرح اپنا بیان جاری رکھتے ہیں "تم نے ہر چیز کو بدل دیا ہے اور

اب تو جو بھونے جاتے ہیں اور پہلے بغیر بھنے جو ہوا کرتے تھے اور اب تمہارے کھانے رنگ برنگ کے ہوتے ہیں۔ تم صبح کو ایک جوڑا پہنتے ہو اور تمہارا لباسِ خواب الگ ہوتا ہے۔ اور حضرت رسولِ خداؐ کے زمانے میں یہ بات نہیں تھی۔

معاویہ: وہ زمانہ گزر گیا۔ اب ہم غیر ملک میں رہتے ہیں اور انکے سامنے اگر ہم شان و شوکت سے نہ رہیں تو اسلام کی شان کم ہوگی اور لوگ ہمیں خوار سمجھنے لگیں گے۔ (۷)

ابوذر: ہرگز نہیں۔ میں نے آجتک اپنی عادت نہیں بدلی ہے اور میں نے حضرت رسولِ خداؐ کی سیرت کو دل و جان سے اپنایا ہے اور میں اسکو مرتے مرجاؤنگا مگر چھوڑونگا نہیں اور خدا کے فضل سے دوسرے جہان میں حضورؐ کی خدمت میں رہونگا۔

میں نے خود آنحضرتؐ کی زبانِ اقدس سے سنا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا:

"قیامت میں وہ شخص مجھ سے زیادہ قریب ہے کہ جو اس دنیا کو اس حالت میں ترک کرے کہ جس حالت میں میں نے اس کو اس دنیا میں چھوڑا تھا۔ خدا کی قسم تمہارے یہاں میرے سوائے کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو اسی حالت میں ہو کہ جس حالت میں اسکو یہاں حضرت رسولِ خداؐ نے چھوڑا تھا۔

معاویہ: جنابعالی آپکے بارے میں ہمارے شہر کے اشراف آپکی شکایت

کرتے ہیں کہ آپ نادار لوگوں کو انکے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔

ابوذر: میں تو انھیں صرف سرمائیداری سے منع کرتا ہوں۔

معاویہ: ایسا کیوں جناب؟

ابوذر: اسلئے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

"الذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم"

میں انھیں ذخیرہ اندوز لوگوں کو اللہ کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں۔

معاویہ: یہ آیت تو اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابوذر: نہیں۔ یہ آیت ہمارے بارے میں بھی ہے اور اہلِ کتاب کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

معاویہ: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج سے اسطرح کی بات نہیں کروگے۔

ابوذر: خدا کی قسم میں لوگوں کو زہد و پارسائی کا حکم کرتا رہونگا اور سرمایداری کے مضرت رساں نتائج سے ڈراتا رہونگا اور سرمائیداروں کے لئے دردناک عذاب کی بشارت دیتا رہونگا۔

معاویہ: تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم آج سے اپنی انقلابی روش کو ترک کردو۔

ابوذر: خدا کی قسم میرا مبارزہ اب نہیں رکیگا۔ ہاں سرمائیدار لوگ ہوش میں آجائیں۔ اور حقداروں کے حقوق ادا کردیں۔

معاویہ: بس تو سمجھ لینا۔

ابوذر: پر وقار لہجہ محمدیؐ میں قرآنی آیت سے جواب دیتے ہیں

"قل لن یُصیبنا اِلا ما کتب اللہ لنا"

اے رسول کہدو، اللہ تعالی نے ہمارے واسطے جو کچھ لکھدیا ہے وہی ہمارا نصیب ہے۔(۱) ابوذر دربار اموی سے باہر آئے اور سیدھے مسجد میں پہونچے۔ وضوء کیا اور قرآنجید پڑھنا شروع کیا کہ ایک مرتبہ ابوذر کی چھوٹی بیٹی آتی ہے اور کہتی ہے باباجان مالدار لوگ کہتے ہیں کہ تیرے باپ کے پاس کیا ہے۔وہ تمہارے کھانے پینے کا سامان بھی مہیا نہیں کرسکتا۔

ابوذر نے بیٹی سے کہا جاؤ۔ گھر جاؤ۔ اور جو کمینہ اور ذلیل لوگ تمہارا دل دکھاتے ہیں تم ان سے کہدینا کہ میرے بابا کا خدا ہے رسولِ خداؐ ہیں۔ اہلِ بیتؑ ہیں دین ہے اور ایمان ہے۔ اور ابوذر کو انھیں کے ہونے پر فخر ہے اور شرف ہے بلکہ عین شرف ہے۔

رملہ اپنے گھر چلی گئی۔ اور ادھر معاویہ اپنے سازوسامان کے ساتھ مسجد میں آتا ہے اور اسکے لوگ غلام، بردے اور ملازم اسکا حلقہ باندھے ہیں۔ جمعہ کا روز ہے۔ موذن نے اذان کہی اور معاویہ منبر پر پہونچا اور خطبے کا آغاز کرتا ہے۔

"مال بھی ہمارا ہے۔اور بیت المال بھی ہمارا ہے ہم اپنا مال جس کو چاہیں عطا کریں اور جس کو چاہیں اپنی بخشش سے محروم کریں۔"

---

(۱) توبہ۔۵۱

اس مجمع میں ایک شخص کھڑا ہوتا ہے۔ اور جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اے معاویہ خبردار تو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ بیت المال ہمارا ہے اور اگر ہمیں کسی نے ہمارے حق سے محروم کیا اللہ کی عدالت میں ہم اسکو اپنی تلواروں سے سزا دینگے۔

معاویہ نے اپنا سر جھکالیا اور اس نے کلام کی ساخت سے سمجھ لیا کہ یہ ابوذر ہی کا کام ہے اور اس شخص کو ابوذر ہی نے بھڑکایا ہے۔ اب اس گستاخ شخص کو سزا دی جائے اور اسطرح اسکا سر کچل دیا جائیکہ انقلابی لوگوں کے واسطے عبرت ہو۔ اور اگر اسکو برسر عام سزا دی جائے تو شاید ملک میں شورش بپا ہو جائے اور آگ بھڑک اٹھے؟ معاویہ اس بارے میں فکر کرتا ہے اور یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اس شخص کو دھوکہ دیا جائے۔ نماز تمام ہو جانے پر اپنے غلام کو اس ابوذری مسلمان کا پتہ لگانے بھیجا اور لوگوں سے کہا: اس خدا کے بندے نے میری آنکھیں کھولدیں اللہ اسکو زندہ رکھے۔ حضرت رسولِ خداؐ کی زبانی میں نے سنا ہے حضرت نے فرمایا: "میرے بعد ایسے لوگ حاکم ہونگے کہ کوئی بھی انکی مخالفت نہیں کر سکیگا۔ اور وہ خود کو بندروں کی طرح آگ میں ڈالینگے۔

نماز کے بعد معاویہ اپنے قصر میں چلا گیا اور مسلمان اپنے گھروں کو چلے گئے۔ معاویہ اپنے قصر میں چیخنے اور چلانے لگا کچھ لوگ اسکے پاس آگئے اور معاویہ کی حالت پر تعجب کرنے لگے کہ اسکے نام نہاد حلم اور بردباری کو دیمک کیسے لگی۔

ایک شخص نے دریافت کیا: حضور آخر ہوا کیا ہے؟

معاویہ: ابوذر نے مجھکو بیچارہ بنادیا ہے۔ خدا کی قسم اگر اسکو آزاد چھوڑ دیا تو وہ لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکائیگا۔

وہ شامی کہتا ہے کہ میں تجھکو ابوذر کے انقلاب سے بچا سکتا ہوں۔

معاویہ: طاقت کا زور یہاں بیکار ہے۔

شامی: تو کیا جانے کہ میں کیا کرونگا؟

شامی ابوذر کے گھر کی طرف جاتا ہے اور گھر کے دروازہ کو بڑے زور سے مارتا ہے اور دروازہ کھل جاتا ہے۔ ابوذر نے اس شامی کے چہرہ میں شرارت کے آثار دیکھے۔ اور کہا خیر ہو!

نہیں ابوذر خیر نہیں بلکہ شر ہے۔ اگر تم نے لوگوں کو معاویہ کے خلاف بھڑکانے کا کام بند نہیں کیا تو آج کے بعد سے زمین پر اسطرح نہیں چلوگے۔

ابوذر: میں مرنے سے کب ڈرا ہوں اور مجھکو کوئی ڈر نہیں ہے۔

شامی: ابوذر یہ سب باتیں چھوڑدو۔ اور معاویہ کو ناراض مت کرو۔ اسمیں تمہارا ہی فائدہ ہے۔

ابوذر: معاویہ کو ناراض کرنا ابوذر کے لئے فائدہ کی بات ہے۔ اور خدا کو ناراض کرنے میں ابوذر کا نقصان ہے۔

شامی: کیوں خود کو خطرے میں ڈالتے ہو؟ دیکھو لوگوں کو ہمارے خلاف مت بھڑکاؤ اور ہماری دشمنی مت خریدو۔

ابوذر : خدا کی قسم میں اپنے ارادے سے باز نہیں رہونگا۔ مگر ہاں بیت المال کو مساوی طور پر سب مسلمانوں پر تقسیم کردو۔

شامی : خدا کی قسم ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم کس کے واسطے کام کررہے ہو۔ خدا کی قسم، اگر تم نے اپنے مبارزہ سے ہاتھ نہیں اٹھایا تو پھر ہمارا تازیانہ تمہارے ہاتھ کو روکیگا۔

ابوذر : خدا کی قسم تم لوگ جبتک اللہ کی کتاب کی طرف نہیں پلٹ کر آؤ گے میں اپنے مبارزہ سے باز نہیں آؤنگا۔

شامی : اپنا سر جھکاتے ہوئے۔ ابوذر کو کسطرح خاموش کیا جائے؟ ڈرانے دھمکانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اب اسکا سودا کرکے دیکھا جائے۔ شاید درہم و دینار کا جادو چل جائے۔

شامی : ابوذر تمہیں علیؑ کیا فائدہ پہونچا سکتے ہیں؟ وہ تم سے نقصان کو بھی نہیں روک سکتے۔ اور معاویہ دولت و ثروت میں سمندر کی طرح ہے اور وہ تمہاری خدمت کرنے کیلئے حاضر ہے۔ تم حکم کرو، جو بھی چاہو گے وہ حاضر کیا جائیگا۔

ابوذر : مجھکو تمہاری ثروت کی احتیاج نہیں ہے میں اپنے خدا کی خوشنودی کا طالب ہوں۔ اور معاویہ کے پاس جو کچھ بھی ہے۔ میں اسمیں کوئی طمع نہیں رکھتا۔

شامی : میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ تم اپنے پاؤں قتلگاہ کی طرف جا رہے ہو۔

ابوذر : اس زندگی سے مرنا میرے واسطے بہتر ہے۔ اب بنی امیہ کی طرف

سے ابوذر کو آزار و ستم دیئے جاتے ہیں۔ انکی تنخواہ بند کردی گئی اور حکومت کی طرف سے فشار بڑھ رہا ہے۔ مگر ابوذر نے اپنے عزم راسخ میں سستی نہ آنے دی۔ معاویہ کی طرف سے فشار بڑھ رہا ہے اور ابوذر کی طرف سے مبارزہ میں شدت بڑھ رہی ہے۔ زمانہ کا طوفان انکی طرف بڑھ رہا اور یہ سرو سقامت بنے ہیں۔ انکے ثبات قدم میں لرزش نہیں۔ ابوذر برملاء معاویہ کو برا و بد کہتے اور مذہبی اسلحہ کو عثمانی حکومت کے ہاتھ سے چھین لیتے اور انکے چہروں پر تقدس مآبی کی پڑی نقابوں کو پھاڑ ڈالتے۔

انہوں نے ایک روز مجمع عام سے خطاب کر کے کہا:

"بنی امیہ نے مجھکو فقر و ناداری، تہی دستی اور قتل سے ڈرایا اور میں اپنے فقر کو بے نیازی پر ترجیح دیتا ہوں اور زمین پر رہنے سے زمین میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔

اے دولتمند اور سرمائیدار لوگو! اللہ کے مال و دولت کو اللہ کے بندوں کو واپس لوٹا دو۔ اور ہرگز یہ مت کہو کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہیں اور خدا فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

"انما اموالکم و اولادکُم فتنة واللہ عندہ اجر عظیم"(۱)

تمہارے اموال اور اولاد تمہارے امتحان کے واسطے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں اجرِ عظیم ہے۔

ابوذر: لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ تقویٰ پیشہ رہیں۔ خوفِ خدا سے دل

---

(۱) سورۂ تغابن

کو آراستہ کریں اور اغنیا سے کہتے کہ لوگوں کا پیسہ لوگوں میں تقسیم کردو۔

شام ہوئی تو گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر پہونچے تو دیکھا نازنین بیٹی شدید بخار میں پڑی ہے۔ ماں نے اسکی پیشانی پر پٹی باندھ دی ہے۔ ابوذر گھر میں داخل ہوئے اور بیٹی نے مسکرا کر اپنے پدر کی طرف دیکھا۔ ہمسر بچی کے سرہانے بیٹھی ہے۔ بی بی اور بیٹی کو دیکھتے ہی دن بھر کی خستگی کافور ہوئی اور ابوذر کا دل باغباغ ہوگیا۔ اور خوشی کے آنسو ابوذر کے رخساروں پر بہہ بہہ کر آنے لگے۔ ابوذر نے سجدۂ شکر میں "انااللہ وأناالیہ راجعون" کی تلاوت کی۔

ابوذر کو یاد آیا کہ وہ ایک روز حضرت رسولِ خداؐ کے ساتھ مدینہ میں تھے اور سحر کا ہنگام تھا اور کفارِ مکہ نے شب خون مارا اور جناب ذر۔ یعنی فرزند ابوذر کو شہید کردیا اور حضرت رسولِ خداؐ نے انھیں تسلی اور دلاسہ دیا تھا اور تعزیت دیکر ابوذر کا غم ہلکا کیا تھا اور "لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم" کہا۔ موت کیلئے پیدا کرتے ہیں اور ویرانی کیلئے تعمیر کرتے ہیں۔

ابوذر اپنے مبارزہ کو جاری رکھتے ہیں سرمائیداروں کو اللہ کے دردناک عذاب سے ڈراتے ہیں اور معاویہ کا اقتدار لرزنے لگتا ہے۔ معاویہ چاہتا ہے کہ ابوذر کے حملہ سے محفوظ رہجائے۔

وہ اپنی رعایا کو یہ سبق سکھانا چاہتا ہے کہ ابوذر سرمایداروں کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور خود سرمایہ جمع کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ مجاہد کا اسلحہ تقویٰ ہے اور منافق کا اسلحہ تہمت ہے۔ اب وہ اپنی فکر کو عملی جامہ

پہنانا چاہتا ہے۔ اپنے غلام کو آواز دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے دیکھ یہ ایک ہزار دینار ہیں۔ انھیں ابوذر کے پاس لے جا۔

دوسرے روز صبح کی نماز کے بعد اسکو ابوذر کے گھر بھیجا کہ جاؤ کہو کہ رات جو تمہارے گھر میں دینار لایا تھا وہ کسی اور کے گھر لے جانا تھے۔ میرے آقا نے مجھکو بہت مارا پیٹا کہ تمہارے گھر میں نے وہ دینار کیوں پہونچائے؟

معاویہ کا فرستادہ ابوذر کے گھر پہونچا اور معاویہ نے اسکو جو سبق پڑھایا تھا اس پر عمل کیا۔ ابوذر نے کہا: فرزند میں نے تو رات ہی میں وہ دینار ٹھکانے لگادئے اور اب میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اگر یہ بات ہے تو مجھکو تین روز کی مہلت دو کہ میں انھیں پھر سے جمع کروں اور جن لوگوں کر دئے ہیں ان سے واپس کرنے کیلئے کہوں۔ معاویہ جانتا ہے کہ ابوذر نے وہ رقم فقیروں میں تقسیم کردی ہے اور انہوں نے اپنے پاس اسکو ایک رات بھی نہیں رکھا اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ابوذر جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اسکو ضرور کرینگے۔

معاویہ نے چاہا کہ ابوذر کے ساتھ نرم رفتار سے پیش آئے۔ اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ چاہا کہ سختی سے پیش آئے۔ اس کا بھی کوئی فائدہ بر آمد نہ ہوسکا۔ چاہا کہ پیسے سے انھیں خرید لے۔ مگر ابوذر نے خود فروشی کو قبول نہیں کیا۔ اب وہ ابوذر کو شام سے نکال دینے کا منصوبہ بناتا ہے۔ اور عثمان کو لکھتا ہے۔ "ابوذر کے چاروں طرف کثیر تعداد میں لوگ

جمع ہوتے ہیں اور اس نے مجھ پر زندگی تلخ کردی ہے۔ میرا کام بیحد دشوار ہو چکا ہے مجھکو ڈر ہے کہ وہ کہیں تمہارے خلاف لوگوں کو نہ بھڑکا دے۔ اگر تمہیں شام کے آدمیوں کی ضرورت ہے تو پھر ابوذر کو یہاں سے بلا لیجئے۔

عثمان نے جواب دیا: انقلاب نے اپنے دانت دکھادئے ہیں اور اب بہت جلد وہ رونما ہوگا۔ ابوذر کو برہنہ اونٹ کی پشت پر بٹھاکر اور کسی سخت مزاج آدمی کے ساتھ اسکو میرے پاس بھیجدے اور وہ آدمی راستہ بھر اسکو آزار پہونچاتا رہے اور لوگوں کے ساتھ نرم رفتاری سے پیش آنا۔ اگر تو لوگوں کو انکے حال پر چھوڑیگا تو وہ تجھ سے کوئی سروکار نہیں رکھینگے۔ عثمان کا خط آگیا اور شامی مسلمانوں کو ابوذر کی جلاء وطنی کا علم ہوا۔ محروم و تہی دست فقیر و نادار افراد کو اپنے زاہد و پارسا رہبر کے فراق کا غم تھا۔ ہر آنکھ آشکبار تھی ہر دہن فریادی۔ سب رو رہے تھے اور اپنے رہبر سے رخصت ہو رہے تھے۔ ابوذر انکی پناہ گاہ تھے اور معاویہ کے ستم اور مظالم سے انھیں اگر کوئی بچا سکتا ہے تو وہ ابوذر ہیں۔ اب ابوذر کے چلے جانے کے بعد انکی خیر نہیں ہے۔ معاویہ ایک ایک کو اپنا ہدف بنائیگا اور سب سے حساب صاف کریگا۔ ابوذر چلے جائینگے اور قصر نشین ان پر سوار ہو جائینگے۔ سب لوگ ابوذر کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خدارا آپ ہمکو تنہا چھوڑ کر نہ جائیں۔ ہماری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

ابوذر نے بھی انھیں پیار بھری نظر سے دیکھا اور کہا:

لوگو! تمہارے حق میں جو چیز مفید ہے وہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ میں تمہیں تقویٰ، زہدو ورع اور خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں۔

"أشهدانّ لااله الاالله و انّ محمد رسول اللهؐ وانّ علياً امیرالمومنین"

لوگ انکے ساتھ یہی کلمات دہرا رہے تھے اور معلوم ہو رہا تھا کہ مکہ کی طرح فتح شام ہوا اور ہر شخص اسلام لایا ہو۔

لوگو! قیامت بر حق ہے اور میں اس کے آنے پر ایمان رکھتا ہوں۔ بہشت ہے دوزخ بھی حق ہے۔ خدا کی طرف سے جو کچھ بھی آیا ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ تم لوگ بھی گواہ رہو۔ لوگوں نے پکار کر اقرار کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے اور اسی عقیدہ پر اسکو موت آگئی۔ اگر اس نے ستمگاروں کی مدد اور حمایت نہیں کی ہے اور گناہوں سے پاک ہے تو اسکو مغفرت اور جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اگر کوئی خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ تمہیں خیانت پیشہ افراد پر اسی طرح غضبناک ہونا ہے کہ جسطرح تم نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہو۔ اپنے حکام اور امراء کی خوشنودی کی خاطر اپنے پروردگار، مالک اور اللہ کے غضب کو اختیار مت کرنا۔ خیانت پیشہ افرلد سے الگ ہو جانا اور ان سے دور رہنا اگر وہ تم پر ستم ڈھاتے ہیں اور تمہیں آزار پہونچاتے ہیں۔ تم خدا کی خوشنودی کی جستجو کرنا اور ستمگاروں سے بیزار رہنا۔ خدا کی خوشنودی ہر چیز سے بلند و برتر ہے۔ اور بندہ کیلئے یہ مناسب کہاں ہے کہ پروردگار کے غضب کو

لوگوں کی خوشی کی خاطر اختیار کرے۔

ابوذر کو لکڑی کی کاٹھی پر بٹھا کر پانچ اروپائی وحشی غلاموں کے ساتھ روانہ کر دیا گیا۔ معاویہ کے حکم کے مطابق یہ لوگ بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور راستہ میں کہیں آرام کے بغیر یکسرہ مدینہ پہونچ گئے۔ مدینہ پہونچے تو ابوذر کی رانوں سے کھال اتر چکی تھی اور ٹانگیں خون چکاں تھی۔ سفید پوست غلاموں نے اذیت رسانی میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ ابوذر بیحد ستمدیدہ غمدیدہ اور آزار رسیدہ صحابی ہیں کہ جنھوں نے راہِ خدا میں اپنی ہر چیز قربان کر دینے کا عہد کیا تھا۔ یہاں پہونچے تو اپنی تکلیف کو بھول گئے اور پیکرِ اسلام پر لگے زخموں کو دیکھکر بلبلا اٹھے۔ اے خدا۔ اسلام کو دیدہ و دانستہ مٹا رہے ہیں۔ اسکے اصول کو پائمال کر رہے ہیں۔ اسلام کی برابری کو مٹا دیا گیا اور برادری کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ اگر برابری نہ رہے تو برادری ستمگاری میں بدل جاتی ہے۔ حضرت رسولِ خداؐ نے اسلامی بھائی چارہ اور مساوات کی مضبوط بنیادیں رکھی تھیں اور انھیں بنیادوں پر اسلامی معاشرہ کی دیواریں کھڑی کی تھیں اور بنی امیہ نے انھیں جڑ سے اکھاڑ دیا۔ وارثِ رسولؐ گوشہ نشین ہے اور منافق بر سر اقتدار ہیں۔ حضرت رسولِ خداؐ نے اپنی خلافت کو بنی امیہ کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ گویا رسولِ خداؐ نے فرما دیا کہ بنی امیہ سے کوئی خلیفہ نہیں ہوگا۔ اور مسلمانوں نے بنی امیہ کو خلیفہ بنا ڈالا۔ بھلا مجال ہے کسی کی کہ جس کو

حضرت رسولِ خداؐ محروم کر دیں وہ اس چیز کو حاصل کر سکے ؟(۱)

ابوذر فکر کرتے ہیں : آخر حکومت کی روش انکے حق میں خصامانہ کیوں ہے ؟ یہی کہ میں لوگوں کو اللہ کی کتاب اور رسولِ خداؐ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ انھیں خدا ترس ہونے کا سبق سیکھاتا ہوں حلال اور حرام بتاتا ہوں ؟

ایک مرتبہ یاد آیا کہ انکے آقاؐ نے ان سے فرمایا تھا : "کہ میرے بعد بہت جلد تم چاروں طرف سے بلاؤں میں گھر جاؤ گے۔

اور میں نے دریافت کیا تھا : "خدا کی راہ میں ؟ تو حضرتؐ نے فرمایا : ہاں خدا کی راہ میں۔

میں نے عرض کیا اللہ کی رضا کی خاطر خوش ہوں اور خوشنودیٔ خدا پر راضی ہوں یا رسولِ خداؐ اب دل میں سکون و اطمینان کی موجیں اٹھ رہی ہیں اور ابوذر راحت محسوس کرتے ہیں۔ اور یاس و ناامیدی کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور سختیوں، تکلیفوں، مصائب و آزار کے برداشت کرنے

---

(۱) مفتی صاحب سے ایک شخص عبد القدوس سوال کرتا ہے : حضور یہ بتائیں کہ خالہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے ؟

مفتی محمود صاحب : معاذاللہ ہر گز نہیں۔ حضرت رسول خداؐ نے اور اللہ تعالی نے خالہ کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔

عبد القدوس : مگر ہم نے تو خالہ کے ساتھ شادی بھی کی ہے۔ اور تین بچوں کے باپ بھی ہیں۔ تو مفتی صاحب آپ کہتے ہیں کہ خالہ کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ فتویٰ آپ کا غلط ہے۔ بلکہ خالہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے اور ہم نے کیا ہے ؟ بس بنی امیہ میں خلافت کو اللہ اور رسول اللہؐ نے حرام قرار دیا ہے اور مسلمانوں نے بنی امیہ کو خلیفہ بنا کر۔ اسلام کے قانون کو عملی طور پر توڑ کر اپنی قدرت کا مظاہرہ کیا ہے۔

کیلیئے خود کو آمادہ کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جس راستے پر وہ چل رہے ہیں۔ اسمیں ہر روز سختیوں میں مزید اضافہ ہوتا رہیگا۔

ابوذر نے اپنا دل خدا کے سپرد کردیا ہے۔ اور وہ سرمایدار اور نادار اور اسلام کے خوفناک مستقبل کے بارے میں سوچتے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ اسلامی حکومت نے اہلِ بیتؑ کو کس طرح ہر چیز سے محروم کیا اور حضرت امام علیؑ کو گوشہ نشین بنادیا ہے۔

وہ حضرت محمدؐ کے مطیع فرمان ہیں اور حضورؐ کی سیرت کے سچے عاشق ہیں۔ وہ کچھ بھی ہو اللہ کی کتاب کو ترک نہیں کرینگے اور معلم کتاب کے دامن کو بھی نہیں چھوڑینگے۔ ابوذر حضرت علیؑ کی ذات میں قرآن کو بھی پاتے ہیں اور سیرتِ محمدؐ کو بھی علیؑ کی ذات میں دیکھتے ہیں۔ مدینہ میں اگر رسولؐ نہیں تو علیؑ ہیں اور علیؑ کے ہوتے ہوئے کوئی اسلام کو مٹا نہیں سکتا۔ ابوذر رہ رہکر اسلام کے مستقبل کے بارے میں سوچتے ہیں۔

ابوذر دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے۔

عثمان : ابوذر تمہارے دیدار سے کسی کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں اے جنیدب۔

ابوذر : میں جندب تھا مگر حضرت رسولِ خداؐ نے مجھکو عبداللہ اور ابوذر بنادیا اور حضرت رسولِ خداؐ نے میرا جو نام رکھدیا میں نے دل و جاں سے اسکو قبول کرلیا۔

مگر تو عثمان ہی رہا اور تیرا باپ عفان! اے عفان کے بیٹے۔

عثمان : آخر شامی تمہاری کڑوی زبان کی شکایت کیوں کرتے ہیں ؟

ابوذر : وہ سرمایہ پرست ہو چکے ہیں۔ انہوں نے درہم و دینار کو اپنا دیوتا سمجھ لیا ہے۔ میں نے انھیں توحید اور یگانہ پرستی کی طرف دعوت دی۔ انھیں اسلام محمدؐ کی طرف بلایا۔ انھیں اسلامی برابری اور برادری کا سبق سیکھایا۔ اور شامی لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ میں نے بتایا کہ تمہارا ذخیرہ تمہیں دوذخ رسید کردیگا۔

عثمان : تم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہیں اور خدا فقیر ہے اور ہم امیر ہیں۔

ابوذر : اگر تم لوگ یہ نہیں کہتے تو پھر اللہ کے پیسے کو اللہ کے بندوں میں تقسیم کردو۔

میں نے تجھکو نصیحت کی اور تو نے مجھکو اپنا دشمن سمجھ لیا اور میں نے تیرے دوست کو بھی نصیحت ہی کی تھی۔ اس نے بھی مجھکو دشمن سمجھ لیا جبکہ میں اللہ کا دوست ہوں رسول اللہ اور انکے اہلِ بیتؑ کا دوست ہوں اور انکے دشمنوں کا دشمن ہوں۔ میری دوستی بھی خدا کیلئے ہے اور میری دشمنی بھی خدا کی خوشنودی میں ہے۔

عثمان : ابوذر تم شورش بپا کرنا چاہتے ہو۔ تم نے شام کو ہمارے خلاف کردیا۔

ابوذر : عثمان تجھکو حضرت رسولِ خدا کی اطاعت اور پیروی کرنا چاہئے۔ تاکہ کسی کو تجھ سے کوئی سروکار نہ ہو۔

عثمان : تمہیں اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

ابوذر : خدا کی قسم میں امر بہ معروف اور نہی از منکر سے باز نہیں آؤنگا۔

عثمان ناراض ہوگئے اور غصہ سے انکے گلے کی رگیں پھول گئیں۔

عثمان نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ بتائے کوئی کہ اس جھوٹے بوڑھے کے ساتھ کیا کروں ؟ اسکی پٹائی کروں یا قتل کر ڈالوں ؟ اس نے اسلامی معاشرہ کو ہی منتشر کر ڈالا اسکی سزا اجلاء وطنی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ : عثمان، میں تجھ سے وہی کہتا ہوں کہ جو مومن آلِفرعون نے فرعون سے کہا تھا۔ ابوذر اگر جھوٹ کہتے ہیں تو جھوت کی انھیں سزا ملیگی۔ اور اگر وہ سچے ہیں تو وہ جو کچھ تمہارے بارے میں کہتے ہیں وہ تمہیں ملیگا۔ (۱)

عثمان حضرت علیؑ سے سخت لہجے میں بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں ابوذر بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

حضرت علیؑ نے بھی عثمان کو دو ٹوک جواب دیا۔ عثمان جھگڑا کرنے پر آمادہ تھے مگر لوگوں نے انھیں ٹھنڈہ کر دیا۔ عثمان نے کہا میں ابوذر کے ساتھ نشست و برخاست کو حرام قرار دیتا ہوں۔ اگر ابوذر کے ساتھ مدینے میں کوئی نظر آگیا تو میں اسکو سخت سزا دونگا۔ (۲)

ابوذر دربار سے باہر نکلے اور لوگ خلیفہ کی تھدید کی پروہ کئے بغیر

---

(۱) سورۂ غافر آیت۔ ۲۸

(۲) عثمان اپنی قبر کھود رہے ہیں۔

ابوذر کے چاروں طرف جمع ہوتے ہیں۔ جیسے کہ انہوں نے مدینے میں کبھی ابوذر کو دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ ابوذر کی باتوں کو سنتے اور انکی حمایت کا دم بھرتے اور سچے اور اچھے مسلمان ابوذر کا حلقہ باندھ لیتے اور عثمان ابوذر کا راستہ روک لیتے۔ عثمان نے حکم دیا ہے کہ ابوذر سے کوئی فتویٰ نہ پوچھے اور لوگ ابوذر سے اسلامی مسائل دریافت کرتے اور ابوذر انھیں حضرت رسولِ خدا کا فتویٰ سناتے۔ ایک روز مسجد میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا۔ عثمان کے کارندوں نے ذکوٰۃ بڑھا دی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ کیا ہم اپنا مال چھپا سکتے ہیں تاکہ ذکوٰۃ دینے سے بچ جائیں۔

ابوذر: تم اپنے مال کو بچاؤ اور عثمان کے کارندوں سے کہدو کہ جو کچھ تمہارا حق بنتا ہے وہ لو۔ اور جو تمہارا حق نہیں ہے اسکو چھوڑ دو اور اگر وہ تمہارا مال غصب کرنے میں طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں، تو قیامت کے روز تمہارے حساب میں اسکا ثواب لکھا جائیگا۔ ایک قریشی جوان کھڑا ہوا اور کہا اے ابوذر خلیفہ نے تمہیں فتویٰ دینے سے منع کیا ہے۔

ابوذر: تو کیا خلیفہ کا جاسوس ہے؟ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں ابوذر کی جان ہے۔ اگر میری گردن پر تلوار رکھکر مجھ سے کہیں کہ میں اللہ کا حکم بیان کرنے پر میری گردن ماردی جائے تب بھی میں حکمِ خدا کو بیان کرتا رہونگا۔ اور حضرت رسولِ خداؐ نے جو بات بھی بیان کی ہے۔ میں اسکو ہر جگہ پہونچاؤنگا۔ ابوذر نے اپنی تبلیغ میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی اور اغنیا کے خلاف جو بول سکتے تھے وہ بولے۔ انہوں نے

سرمایہ دار اور سونے چاندی کے پجاریوں کو للکارا۔ عثمان نے جناب ابوذر کی خدمت میں اپنا پیغام بھیجا کہ قرآنمجید کی وہ آیتیں اور حضرت رسولِ خداؐ کی وہ احادیث کہ جو نادار اور تہی دست لوگوں کو اغنیاء کے خلاف بھڑکاتی اور انھیں جری کرتی ہیں۔ ہرگز نہ پڑھیں۔ ابوذر نے خلیفہ کے حکم پر کوئی توجہ نہیں دی اور غلاموں کی آزادی اور بیت المال کی مساوی تقسیم کے لئے حکومت پر زور دیتے رہے۔

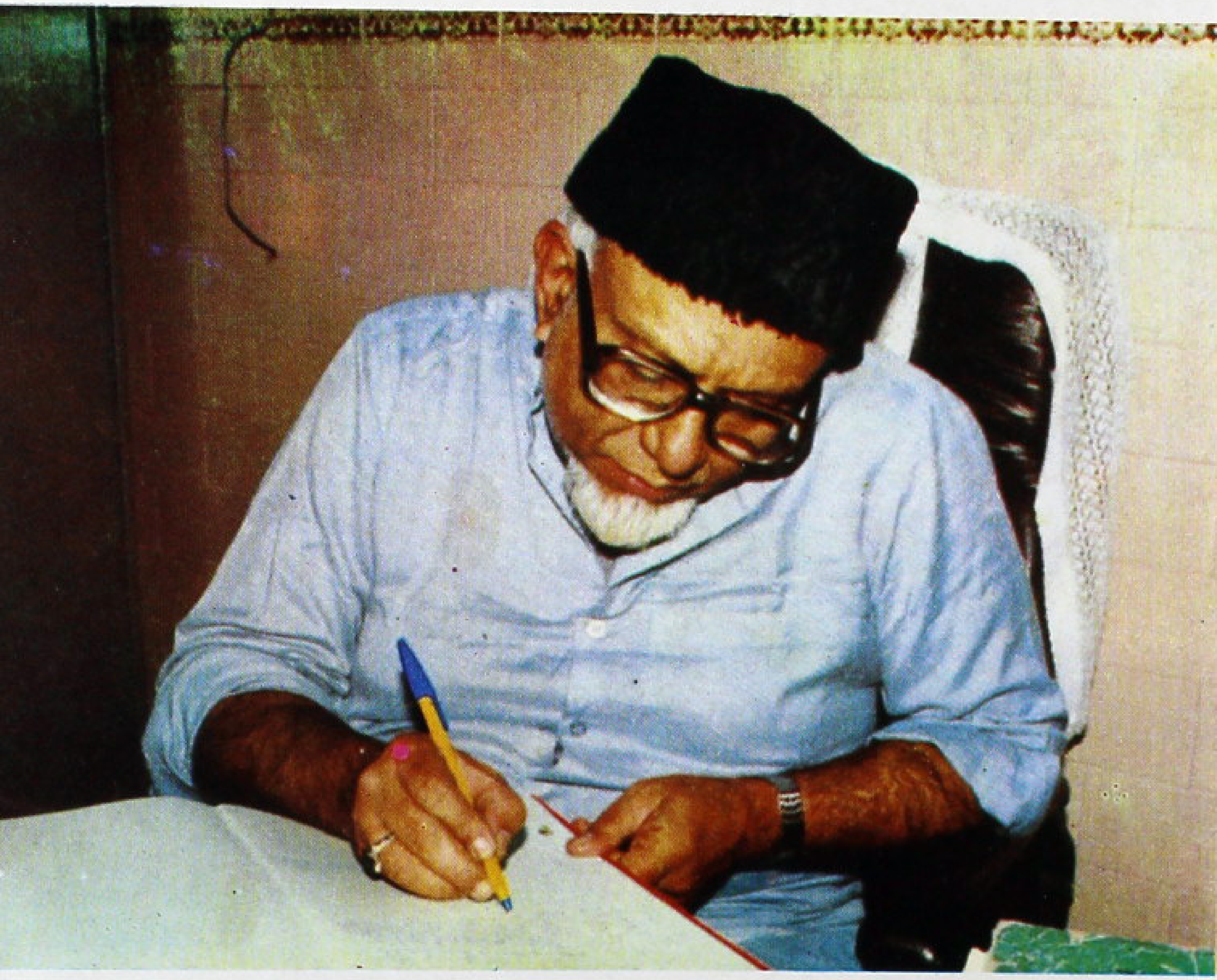
عثمان کو خبر دی گئی کہ ابوذر کے گرد ہزاروں آدمی جمع ہیں اور وہ انھیں حکومت کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے وزیر اعظم مروان حکم کو بھیجکر ابوذر کو طلب کیا۔

جناب ابوذر دربارِ خلافت میں آتے ہیں اور یہاں کعب الاحبار اور کچھ دوسرے لوگوں کو دیکھتے ہیں۔

عثمان: ابوذر! ان کاموں کو کس دن چھوڑ دگے؟

ابوذر: جس روز ستمدیدہ، مظلوم اور بے نوا افراد کو انصاف مل جائیگا۔ جس روز ستمگر افراد کا منہ کالا ہو جائیگا۔ جس روز حضرت رسولِ خداؐ کے شہر سے وہ لوگ نکالدئے جائینگے کہ جنہیں حضرتؐ نے شہر بدر کیا تھا۔ جس روز مسلمانوں کا بیت المال انکے درمیان مساوی طور پر تقسیم کیا جائیگا۔ میں اس روز خاموش ہو جاؤنگا۔

عثمان: اپنے درباریوں کی طرف منہ کر کے تمہارے عقیدہ کے مطابق مال سے ذکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی مسلمانوں کا حق رہتا ہے۔



حضرت مستطاب جناب علامہ الحاج آقای آقا اصغر علی ملا اصغر مد ظلہ
بانی و موسس اور صدر شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن

Janab Allama Alhaj Aqa-e-Aqa Asghar Ali Mulla Asghar

Founder & President Shia World Federation of London

کعب الاحبار : نہیں امیر المومنین! اگر کسی نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ اگر وہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے اپنا گھر بناتا ہے تو مسلمانوں کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ جناب ابوذر اپنی چھڑی کعب کے سینہ پر رکھتے ہوئے یہودی کے بیٹے تو سراسر جھوٹ کہتا ہے۔

تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علیؑ کے سوائے کوئی امیر المومنین نہیں ہو سکتا امیر المومنینؑ علم لدنی سے اپنی امت کی پرورش کرتا ہے اور یہ عفان کا بیٹا تو حلال اور حرام میں بھی فرق کرنے سے عاجز ہے۔ تم نے اسکو امیر بنایا ہے تو یہ تم جیسے لوگوں ہی کا امیر ہوا۔ ہم نے نہ اسکو اپنا امیر بنایا اور نہ ہی اسکی امارت کو قبول کیا تو پھر یہ ہمارا امیر کیسے ہو سکتا ہے۔

اور تیرے عقیدے کو قرآن مجید کی یہ آیت باطل قرار دیتی ہے۔

"لَیس البرَانْ تُولُوا وُجُوھَکم قِبلِ المشرقِ والمَغربِ ولکنَ البِرمَن آمَنَ باللہ والیوم اَلا خِروالملائکۃَ والکتابِ والنَبین وآتی المالَ علی حُبہ ذَوِی القُربٰی والیَتامٰی والمَساکین وَابنَ السبیلِ وَالسائِلینَ وَفی الرِقاب وَاَقَامَ الصَلٰوۃ وَآتی الزکٰوۃَ و المُوفُون بِعَھدھم اِذاعَاھَدوا والصاَبرین فیِ البَاساء والضراء وحِینَ الباسِ اُولٰئک الذین صِدقُو اوَ اولٰئک ھم المتقون۔

یہ نیکی کی بات نہیں ہے کہ تم اپنا منہ پورب پچھم کی طرف موڑتے رہو۔ بلکہ وہ شخص نیکوکار ہے کہ جو خدا، آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں نبیوں اور پیغمبروںؑ پر ایمان لائے اور اپنی دولت و ثروت کو اللہ کی محبت میں اپنے عزیزو، یتیموں، فقیروں، مسافروں اور گداؤں پر خرچ کرے اور

غلاموں کی آزادی پر اسکو خرچ کرے، نماز کو قایم کرے۔ زکوۃ ادا کرے اور جن لوگوں کے ساتھ عہد و پیان کیا ہے اس کو وفا کرے سختی و دشواری اور جنگ میں ثابت قدم رہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جو سچ کہتے اور حق پر عمل پیرا ہوتے۔ وہ پارسا اور متقی ہیں۔ (۱)

کیا تو نہیں جانتا۔ زکوۃ ادا کرنا اور ہے اور عزیز و اقارب کا حق اور ہے۔ ادائے حق اور ہے اور صلۂ رحم اور ہے۔ غریبوں، ناداروں اور فقیروں کی مدد اور سرپرستی کرنا ایک کام ہے۔ نیک کام ہے اور زکوۃ ادا کرنا ایک فرض ہے۔ اور تو نہیں جانتا کہ اللہ نے مال و دولت کو جمع کرنے سے روکا ہے اور خیر و خیرات کے کاموں میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

عثمان: ابوذر یہ بتاؤ کیا لوگوں کو زور زبردستی متقی اور پارسا بناؤ گے۔ میرا فرض ہے کہ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کروں۔ اور لوگوں کو عدل و اعتدال کی طرف راغب کروں۔

ابوذر: سرمایدار لوگوں سے اسی وقت بات ہو گی کہ جب وہ اسلام کے اصول کو قبول کریں۔ اپنے ہمسایہ اور عزیز و اقارب کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان کریں اور صلہ رحم کریں۔

کعب: جو شخص اپنے مال سے زکوۃ ادا کر دیتا ہے۔ پھر اس پر کچھ واجب نہیں رہتا۔

ابوذر: اپنی چھڑی اٹھاتے ہوئے خبردار۔ اگر کوئی شخص دوسروں کی دولت کو ہتھیا لے اور انکے مال کو ناحق غصب کر لے۔ اور اسکے بعد اسمیں

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت۔ ۱۷۷

سے زکوۃ نکال دے۔ تو کیا تم اسکو مسلمان کہو گے؟ کہ وہ اپنے فرائض کو انجام دے رہا ہے۔ ابوذر یہ کہکر دربارِ عثمانی سے باہر نکل آتے ہیں۔

عثمان: اپنے غلام کو دوسو دینار دیکر ابوذر کے گھر بھیجتے ہیں کہ اپنے دوستوں میں انھیں تقسیم کر دیں۔

ابوذر: کیا عثمان نے سب مسلمانوں کو دوسو دینار دئے ہیں۔

غلام: نہیں حضور!

ابوذر: میں بھی تو ایک مسلمان ہوں۔ مجھکو جو کچھ دیا جارہا ہے دوسروں کو بھی اسی قدر دیا جائے۔

غلام: عثمان نے کہا ہے کہ یہ انکا اپنا مال ہے اور خدا کی قسم اسمیں حرام کا ایک دینار بھی نہیں ہے اور میں نے جو کچھ آپکی خدمت میں بھیجا ہے وہ سب حلال سے آیا ہے۔ آپ اسکو قبول کرلیں۔

ابوذر: مجھکو ضرورت نہیں ہے۔ میں آج سب سے بڑھکر ثروتمند ہوں۔

غلام: خدا کا آپکا بھلا کرے۔ مگر ہم تو کوئی ایسی چیز آپکے گھر نہیں دیکھتے۔

ابوذر: اس سَبد (باسکیٹ) کے نیچے ایک نانِ جویں موجود ہے اور چند روز باقی ہیں میں اس رقم کا کیا کرونگا۔ پس واپس کردو۔

عثمان نے متعدد مرتبہ اپنے آدمی جناب ابوذر کی خدمت میں بھیجے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک روز سو دینار بھیجے اور غلام سے کہا اگر ابوذر نے تیرے ہاتھ سے رقم قبول کرلی تو میں تجھکو آزاد کر دونگا۔

غلام رقم لیکر ابوذر کی خدمت میں پہونچا اور ابوذر نے اسکو مسترد

کر دیا۔ غلام نے عرض کیا۔ اللہ آپکو بخشے، یہ رقم قبول فرمالیں۔ کہ میری آزادی۔ اس کے قبول کرنے میں ہے۔

ابوذر: اور میری غلامی اس کے قبول کرنے میں ہے۔

ایک دن عبدالرحمٰن بن عوف کی میراث کو عثمان کے سامنے لائے اور درہم و دینار کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔ تو ڈھیر کے سامنے جو شخص کھڑا تھا۔ اسکو دوسرا شخص نظر نہیں آسکا۔

عثمان نے کہا: خدا خیر کرے۔ عبدالرحمٰن صدقہ دیا کرتے تھے اور مہمان نوازی کیا کرتے تھے اور تم دیکھ رہے ہو جو کچھ انہوں نے چھوڑا ہے۔

کعب: آپ نے بجا فرمایا: امیرالمومنین انہوں نے کسب حلال سے حاصل کیا اور حلال کو چھوڑا۔ اللہ تعالی نے انھیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں خیر عطا فرمائی۔

جناب ابوذرؓ نے یہ ماجرا سنا اور غضبناک ہو کر گھر سے نکلے اور کعب کو تلاش کرتے ہیں۔ راستہ میں اونٹ کی ہڈی پڑی مل جاتی ہے۔ اس ہڈی کو اٹھایا۔ کعب نے یہ سن لیا کہ ابوذر انھیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسلئے وہ دربارِ عثمانی میں پناہ لیتے ہیں۔ اور ابوذر اسکے پیچھے پہونچے۔ کعب نے ابوذر کو دیکھا اور عثمان کے پیچھے چھپ گئے۔ ابوذر نے اس ہڈی کو بلند کیا اور زور سے کعب کے سر پر مارا کہ سر پھوٹ گیا اور خون بہنے لگا اور بلند آواز سے کہا: اے یہودی کے بیٹے! تو ایسے شخص کیلئے کہ جس نے کروڑوں دینار چھوڑے اسکے بارے میں تو کہتا ہے کہ اللہ نے اسکو دنیا کی بھلائی اور

آخرت کی خیر عطا فرمائی۔ تو نے خدا کیلئے بھی فرض معین کر دیا۔ حضرت رسولِ خداؐ ایک روز احد کی طرف جارہے تھے اور میں حضرتؐ کی خدمت میں تھا حضرتؐ نے فرمایا: مالدار لوگ اس جہان میں بینوا اور بیچارہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوہِ احد کے برابر سونا ہو۔ اور اسکو میں راہِ خدا میں خرچ کر دوں اور دو قیراط باقی رہ جائے۔ اور میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

حضرتؐ نے فرمایا: اے ابوذر تم زیادہ چاہتے ہو اور میں کم۔ حضرت رسولِ خداؐ تو یہ چاہتے ہیں اور یہودی بچہ تو یہ کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب حلال ہے؟ اب تو یہ بتا کہ عبدالرحمٰن کے پاس یہ دولت کہاں سے آئی تھی؟ کیا اللہ نے آسمان سے اسکے گھر برسائی تھی یا ان لوگوں کی محنت وزحمت کے حقوق سے اس نے جمع کی تھی؟ خدا کی قسم قیامت میں اس کا مالک آرزو کریگا کہ اے کاش یہ درہم و دینار سانپ بچھو ہوتے اور میں انھیں ہاتھ نہ لگاتا۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: جس سونے اور چاندی کے جمع کرنے میں بخل کیا گیا ہو وہ ثروت اپنے مالک کے واسطے آگ ہے۔ جبتک کہ اسکو راہِ خدا میں خرچ نہیں کر دیتا اور تو کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن اس ثروت کا ذمہ دار نہیں ہے۔ خدا کی قسم کعب تو نے جھوٹ کہا ہے اور جو تیرا معتقد ہے وہ بھی جھوٹا ہے۔

عثمان: کعب تم جناب ابوذر کی بات کا برا مت ماننا۔

اور ابوذر سے کہا : غصہ میں بھر کر تمہارا آزار بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اب تم یہاں سے چلے جاؤ اور دوبارہ یہاں نہ آنا۔ خدا کی قسم میں اور تم ایک جگہ نہیں ہو سکتے۔

ابوذر : عثمان غصہ مت کر۔ کیا تو نے حضرت رسولِ خداؐ کو نہیں دیکھا ہے۔ کیا تو حضرتؐ کی سنت پر عمل کرتا ہے؟ تو ایک ستمگار کی طرح مجھ پر برس رہا ہے جبکہ حضرت رسولِ خداؐ کے اصحاب باوفا کے درمیان میرا ایک مقام اور مرتبہ ہے۔

عثمان : تم ہمارے ملک سے باہر چلے جاؤ۔ اور میرے جوار میں بھی نہ رہنا۔

ابوذر : عثمان میں تیرے پڑوس سے بیزار ہوں۔ اب یہ بتا کہاں جاؤں؟

عثمان : جہاں چاہو چلے جاؤ۔

ابوذر : ٹھیک ہے میں مکہ جاتا ہوں۔

عثمان : نہیں مکہ نہیں جاؤ گے۔

ابوذر : تو مجھ کو اللہ کے گھر جانے سے اور اللہ کی عبادت کرنے سے منع کرتا ہے؟

عثمان : ہاں۔ خدا کی قسم۔

ابوذر : میں شام جاتا ہوں۔ وہ جہاد اور مبارزہ کی سرزمین ہے۔

عثمان : نہیں ہرگز نہیں۔ شام نہیں جا سکتے۔ تم نے شام کو تو ویران کر دیا اور اسی وجہ سے میں نے تمہیں شام سے طلب کیا تھا۔ اب دوبارہ تمہیں میں شام بھیجدوں؟

ابوذر : ٹھیک ہے میں عراق چلا جاتا ہوں۔

عثمان : یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ عراقی لوگ خلیفہ اور حکومت کی نسبت بڑے گستاخ ہیں۔

ابوذر : پھر مصر۔

عثمان : نہیں خدا کی قسم۔ ان شہروں کے علاوہ کوئی اور جگہ بتاؤ!(۹)

ابوذر : جن شہروں کا میں نے نام لیا ہے۔ ان کے علاوہ میں کہیں نہیں جاؤنگا۔ اگر مجھکو اختیار ہو تو میں حضرت رسولِ خداؐ کے مزار مقدس کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاؤنگا۔ اب کہیں بھی بھیجدے میں ہر جگہ چلا جاؤنگا۔

عثمان : میں تمہیں شہر بدر کرتا ہوں۔ اور دور و دراز کے ریگستان کو تمہارے واسطے انتخاب کرتا ہوں۔

ابوذر : شہر نشینی کے بعد میں صحراء میں جاکر رہوں؟

عثمان : جی ہاں۔

ابوذر : ٹھیک ہے۔ میں بخد کے بیابان میں جاکر رہونگا۔

عثمان : نہیں : تم یہاں سے بہت دور مشرق میں جاکر رہوگے۔ اور تم آج ہی مدینہ سے روانہ ہو جاؤگے۔ میں تمہیں ربذہ بھیج رہا ہوں۔

عثمان اپنے درباریوں سے : ابوذر کو باہر نکال دو اور اسکو لکڑی کی کاٹھی پر بٹھا کر شہر سے نکال دو۔ اور ربذہ تک اسکو یہو نچادو اور سختی سے برتاؤ کرنا اور کوئی اسکا مونس دیاور نہ ہو اور مدینہ سے کوئی بھی اسکو رخصت نہیں کریگا۔ مروان اور دوسرے خوشامدیوں نے ابوذر کو ڈنڈے مار مار کر

دربار سے باہر نکال دیا۔ اور ابوذر کی مدینہ رسولؐ میں یہ حالت اسلام کی مجبوری ہو گئی۔ حضرت رسولِ خداؐ کے دوست ابوذر کو حضرت رسولِ خداؐ کا دشمن مروان حکم حضرت رسولِ خداؐ کے شہر مدینہ سے باہر نکال رہا ہے۔ اور مسلمان دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کسقدر مجبور ہے؟

ربذہ میں

"ابوذر تم تنہا زندگی بسر کروگے اور عالمِ تنہائی میں تم انتقال کروگے اور تنِ تنہا قبر سے اٹھائے جاؤگے"

حضرت رسولِ خداؐ

عثمان نے مروان حکم کو مامور کیا کہ ابوذر کو ربذہ پہونچائے۔ اور حکم دیا کہ کوئی ابوذر کو خدا حافظ تک نہیں کہیگا۔ اور کوئی مشایعت کیلیۓ اپنے گھر سے نہیں نکلیگا۔

ابوذر اور مروان سوار ہوئے اور مدینے سے روانہ ہوئے اور حکم عثمانی کی وجہ سے اہلِ مدینہ بھی رخصت کرنے نہیں آئے۔ ابوذر نے بڑی حسرت سے روضہ رسولؐ کو دیکھا۔ مسجد رسول پر ایک نظر ڈالی۔ مدینہ رسول پر نظر ڈالی اور مدینہ رسول میں نئی بدعتوں کے رواج کو دیکھا اور حضرت رسولِ خداؐ کا ارشاد یاد آیا "میرے بعد بہت جلد بلاؤں میں گرفتار ہوگے"۔

بوذر : اے رسول اللہؐ! خدا کی راہ میں ؟

حضرت رسولِ خداؐ : اللہ کی راہ میں۔

ابوذر خدا کے رسولؐ میں اللہ کی خوشنودی کی راہ میں بلاؤں کا استقبال کرونگا۔

ابوذر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ بیابان سے گزر رہے ہیں۔

حضرت علیؑ کو ابوذر کی جلاء وطنی کی خبر ہوئی اور اپنے دوست کے فراق کے تصور سے شدت سے گریہ کرنے لگے۔ اور فرمایا حضرت رسولِ خداؐ کے جاں نثار دوست اور صحابی کے ساتھ یہ کیسا غیر اسلامی سلوک کیا جارہا ہے ؟

حضرت علیؑ و عقیل و حسن و حسین و عبداللہ و محمد بن جعفر طیار اور عمار یاسر کے ہمراہ ابوذر کو خداحافظ کرنے کیلئے چلے اور شہر سے باہر آئے اور تیزی سے چلکر ابوذر کے پاس پہونچ گئے حضرت علیؑ ابوذر کے قریب پہونچے اور گفتگو کرتے ہیں۔ مروان بیچ میں حائل ہوجاتا ہے اور کہتا ہے اے علیؑ! امیر المومنین نے لوگوں کو ابوذر کے رخصت کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر آپ نہیں جانتے تو میں آپکو بتارہا ہوں۔

حضرت علیؑ نے مروان کی بات پر کوئی توجہ نہیں کی اور ابوذر کی طرف بڑھے۔ اس مرتبہ پھر مروان نے مزاحمت کی اور حضرتؑ کے آگے وہ حائل ہوجاتا ہے۔ حضرت علیؑ نے مروان کے اونٹ کے سر پر تازیانہ لگایا اور مروان بلبلانے لگا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ایک طرف کو ہٹ اور راستہ چھوڑ۔ خدا تجھ کو واصلِ جہنم کرے۔(۱) حضرت علیؑ کو غصہ میں دیکھکر مردان نے اپنے اونٹ کو مدینے کی طرف موڑا اور ابوذر کو وہیں چھوڑ دیا اور دربارِ عثمانی میں داویلا مچایا۔ حضرت علیؑ ابوذر کے ساتھ چلتے رہے۔ اور ربذہ پہونچ گئے۔ اور اپنی سواریوں سے اترے اور باہم گفتگو کرنے لگے۔ فراق کی گھڑی آئی۔ حضرت علیؑ رخصت ہوتے ہیں۔ ابوذر سینے سے لگ جاتے ہیں اور گریہ کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ ابوذر کے اشکوں کی گرمی کو محسوس کر رہے ہیں)۔ یہ اہلِ بیتؑ کا حامی اور محرومین کی پناہ گاہ صحراءِ ربذہ میں گم ہو جانے کے لئے بچھڑ رہا ہے۔ ابوذر اپنے آقا سے رخصت ہوتے ہیں اپنے آقازادوں حسن اور حسینؑ سے رخصت ہوتے ہیں۔ عبداللہ و محمد اور عمار یاسر سے رخصت ہوتے ہیں اور روتے ہوئے اے خاندانِ رحمتؐ اللہ کی رحمت ہو تم پر۔ آقا میں جب آپکو اور حسن و حسینؑ کو دیکھتا ہوں تو حضرت رسولِ خداؐ مجھکو یاد آجاتے ہیں۔ مدینہ میں آپ ہی تو میرے سب کچھ تھے۔ اور آپ ہی کی وجہ سے میں مدینے میں تھا۔ اب مدینہ چھوٹا تو آپ سے بھی دور ہو گیا۔ میں مدینہ میں اور شام میں۔ عثمان اور معاویہ کے دوش پر بار تھا۔ عثمان نے نہیں چاہا کہ میں اسکے اور اسکے ماموں زاد کے پاس نہ رہوں کہ اسکے شہروں کو ان پر خراب نہ کردوں اب مجھکو یہاں بھجدیا کہ

---

(۱) حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ مردان کو حضرت علیؑ نے دوزخ میں داخلہ کا پروانہ دیدیا۔ اب مردان چاہے خلیفہ بھی بن جائے اسکو دوزخ سے چھٹکارہ نہیں ملیگا۔

جہاں خدا کے سوائے کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔

حضرت علیؑ اپنے دوست وفادار کو عالم غربت اور بیابان ربذہ میں تنہا چھوڑنے پر بیحد رنجیدہ تھے۔ ابوذر اس پیکرِ اخلاص کا نام ہے کہ جو جمال الٰہی کا متوالہ اور چہرۂ خدائی پر مرمٹنے والا ہے۔ طرح طرح کی سختیاں، دشواریاں، آزار اور ایذائیں سہیں مگر اپنے اصول کا سودا نہیں کیا اور اپنے خلوص میں بھی کمی نہ آنے دی۔

حضرت علیؑ: اے ابوذر! تم اللہ کی خوشنودی کی خاطر غضبناک ہوئے۔ پس جس ذات کی خاطر تم غضبناک ہوئے۔ اسی کی ذات سے امید لگاؤ۔ اور یہ لوگ اپنی دنیا کیلئے تم سے ڈرتے ہیں اور تم اپنے دین کی خاطر ان سے ڈرتے رہے۔ یہ لوگ اپنی جس چیز کے لئے تم سے ڈرتے رہے۔ انھیں کے واسطے اسکو چھوڑ دو۔ اور تم جس چیز کی خاطر ان سے ڈرتے تھے۔ اسکو محفوظ کر لو۔ تم انھیں جس چیز سے روکتے تھے۔ یہ لوگ بری طرح سے اسکے محتاج ہیں اور ان لوگوں نے تمہیں جس چیز سے روکا تم اس سے بے نیاز ہو۔ اور بہت جلد تم دیکھ لوگے کہ فردای قیامت میں فائدہ میں کون رہا اور کس پر زیادہ حسد کیا جاتا ہے۔ اگر آسمان اور زمین کے دروازے کسی بندہ پر بند ہوں اور وہ بندہ خدا ترس ہے تو خدا اسکے واسطے تدبیر کی راہیں کھول دیتا ہے۔

ابوذرؓ: بس حق سے مانوس رہو، اور باطل کے سوا کسی چیز سے مت ڈرو اور تم اگر انکی دنیا کو اپناتے تو پھر انھیں تم سے کوئی مطلب نہیں تھا۔ (۱۰)

اسکے بعد حضرت امام حسن اور حسینؑ سے فرمایا: میرے بیٹو اپنے چچا

جان سے رخصت ہولو عقیل! اپنے بھائی سے رخصت ہو۔ اندھیرا ہونے سے پہلے ابوذر سے رخصت ہو کر مدینے واپس آگئے۔

اور ابوذر صحرائے ربذہ میں کھڑے مدینہ کی برف رخ کیئے اپنے اولیاء کے فراق پر اشک فشانی کرتے رہے۔

مروان نے عثمان سے حضرت علیؑ کی شکایت کی۔ اور عثمان پیچ و تاب کھانے لگا اور غصہ میں بھر کر کھڑا ہو گیا۔ اور فریاد کی اے مسلمانو! میں علیؑ کے ساتھ کیا کروں۔ میرا آدمی اپنے فرض کو انجام دے رہا تھا اور انہوں نے اسکے فرض کی ادائگی میں خلل ڈالا۔ اسکے تازیانہ مارا۔ میرے فرمان کو توڑا۔ خدا کی قسم میں اپنے آدمی کا انتقام ضرور لونگا۔

حضرت علیؑ مدینہ آئے تو ایک نیا ابوذری مقدمہ پیش آگیا۔ لوگ دوڑتے ہوئے حضرت علیؑ کی خدمت میں پہونچے اور کہا: آقا آپ نے عثمان کے منع کرنے پر ابوذرؓ کو رخصت کیا ہے۔ وہ آپکے خلاف آگ کھا کر انگارے اگل رہا ہے۔

حضرت علیؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ”گھوڑا اپنی لگام پر غصہ کرتا ہے“۔

مغرب کے وقت حضرت علیؑ مسجد میں گئے اور عثمان نے کہا: آپ نے مروان کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ اور آپ نے میری شان میں گستاخی کی؟ جانتے نہیں کہ میں کون ہوں؟ تم نے میرے مامور اور میرے فرمان کو مسترد کیا؟ محمد بن ابی بکر! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو کون ہے؟ اور تیرا امر اور مامور کون ہے۔ تجھے یاد نہیں کہ حضرت رسولِ خداؐ نے بنی امیہ

کر" اور سب قافلہ والوں نے آمین کہا

حجر بن عدیؓ:

گریہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں صدق رسول اللہ

یارسول اللہؐ! آپ نے سچ فرمایا: ابوذر نے عالم تنہائی میں زندگی بسر کی اور تنہائی میں رحلت پائی۔اور تنہا اٹھائے جائینگے۔

ابوذرؓ نے ۳۲ھ ہجری میں رحلت پائی اور ۳۵ھ ہجری میں عثمان اپنے کھودے ہوئے کنویں میں گر گئے اور پھر نکل نہیں سکے، اور طلحہ و زبیر نے انھیں انکے اہل وعیال کے سامنے قتل کر دیا۔ انہوں نے معاویہ سے مدد مانگی اور معاویہ نے انکی مدد نہیں۔ انکی لاشیں یہودیوں کی گھوڑی پر پڑی رہی اور تین روز تک مدینہ کے لئے انھیں کھینچتے پھرے۔

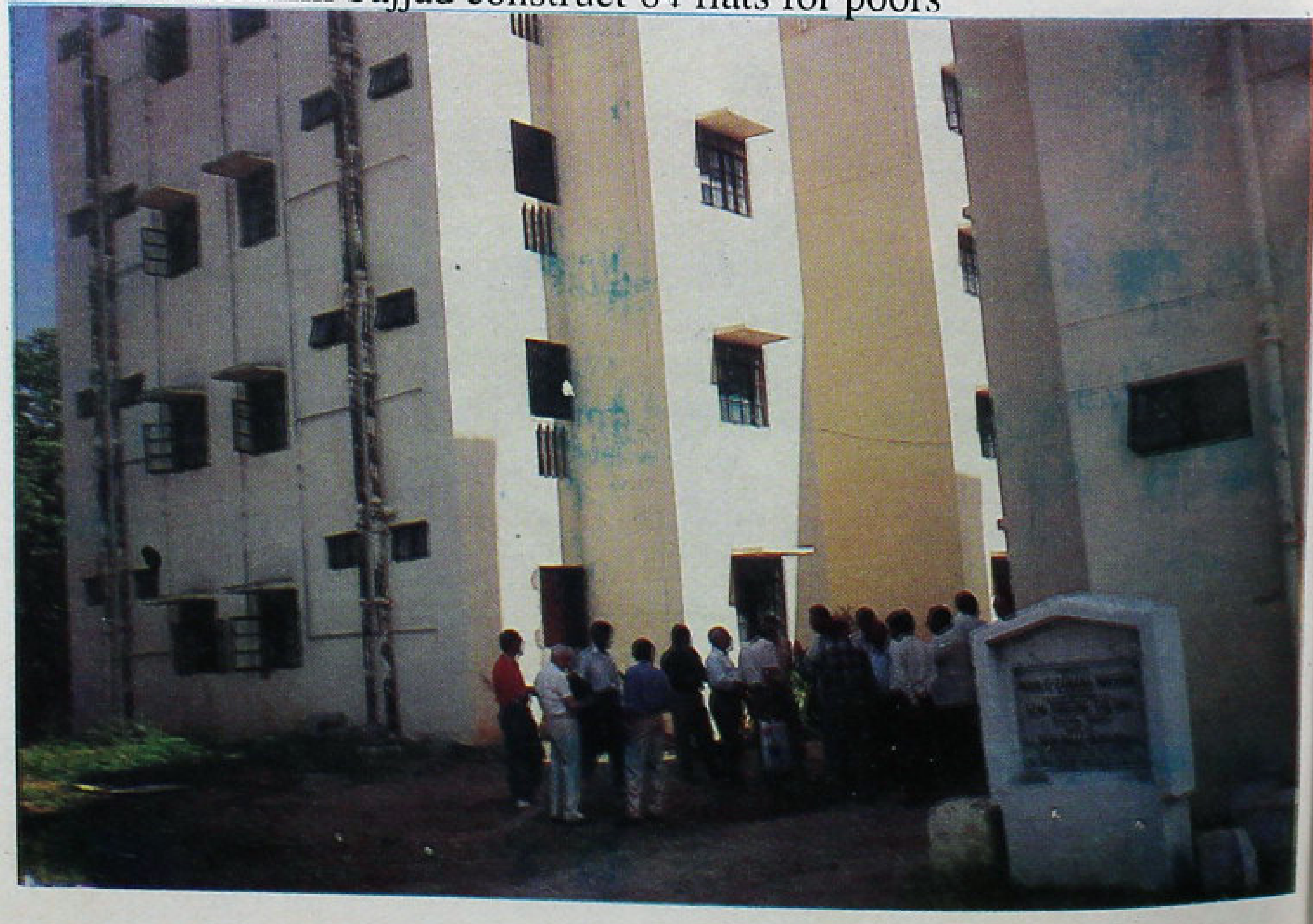


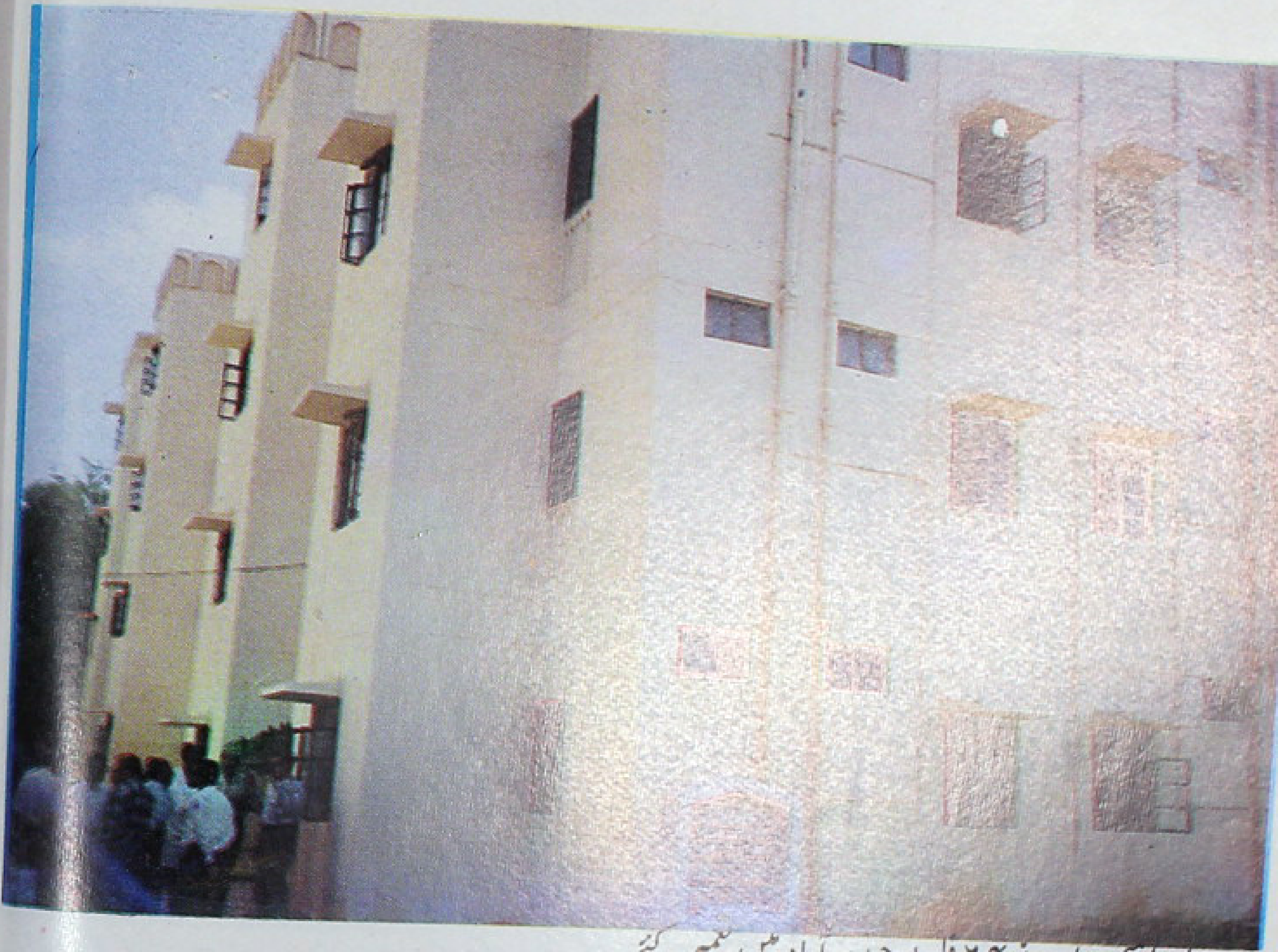
ابراہیم سجاد ٹرسٹ نے حیدر آباد میں غریبوں کیلئے ۶۴ فلیٹ تعمیر کئے۔

Ibrahim Sajjad trust construct 64 flats for poors in Hyderabad

جناب ابراہیم سجاد نے ۶۴ فلیٹ حیدر آباد میں غربا کیلئے تعمیر کرائے۔

Janab Ibrahim Sajjad construct 64 flats for poors



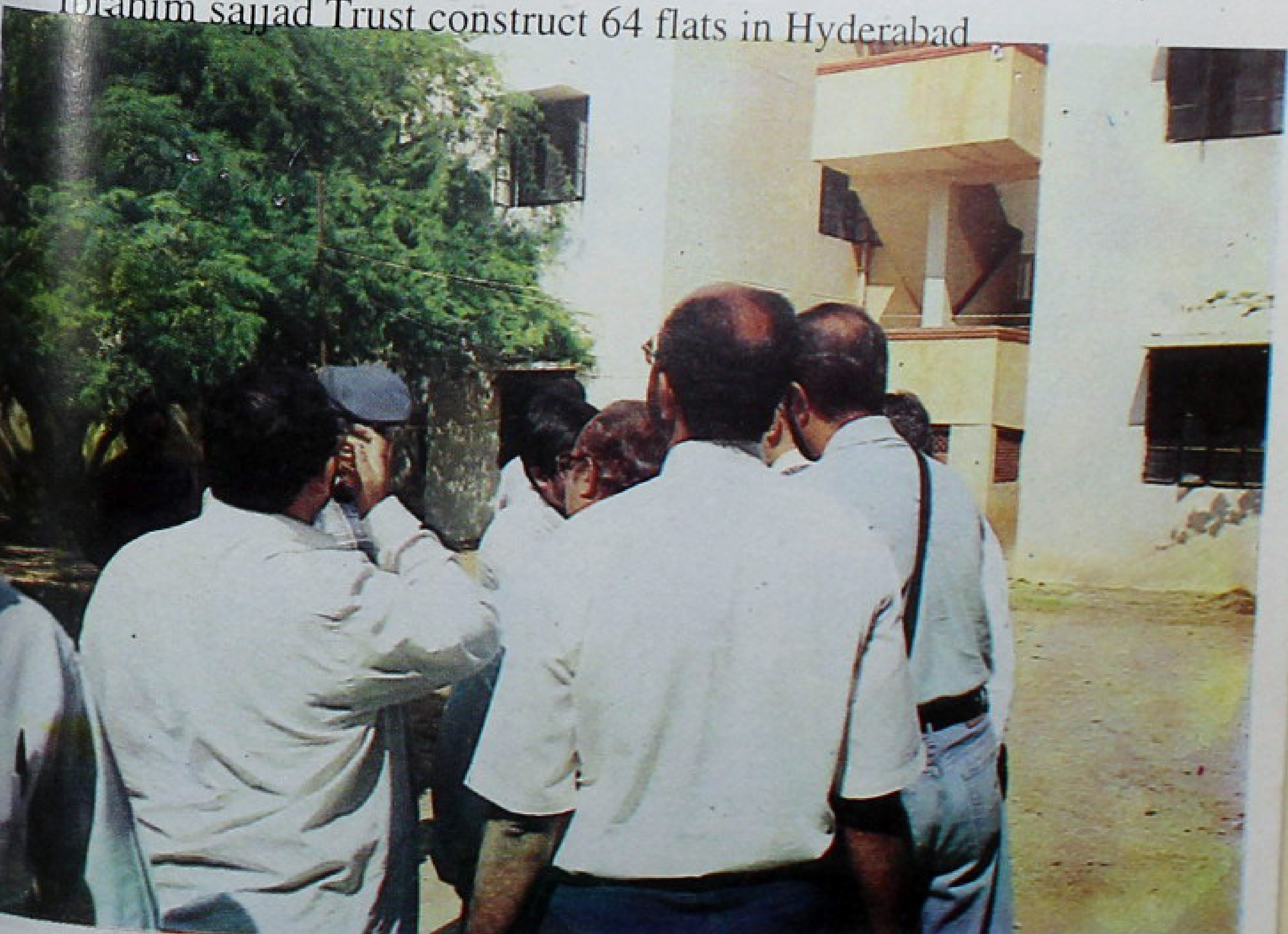


ابراہیم سجاد نے ۶۴ فلیٹ حیدر آباد میں تعمیر کئے۔

Ibrahim Sajjad construct 64 flats in hyderabad

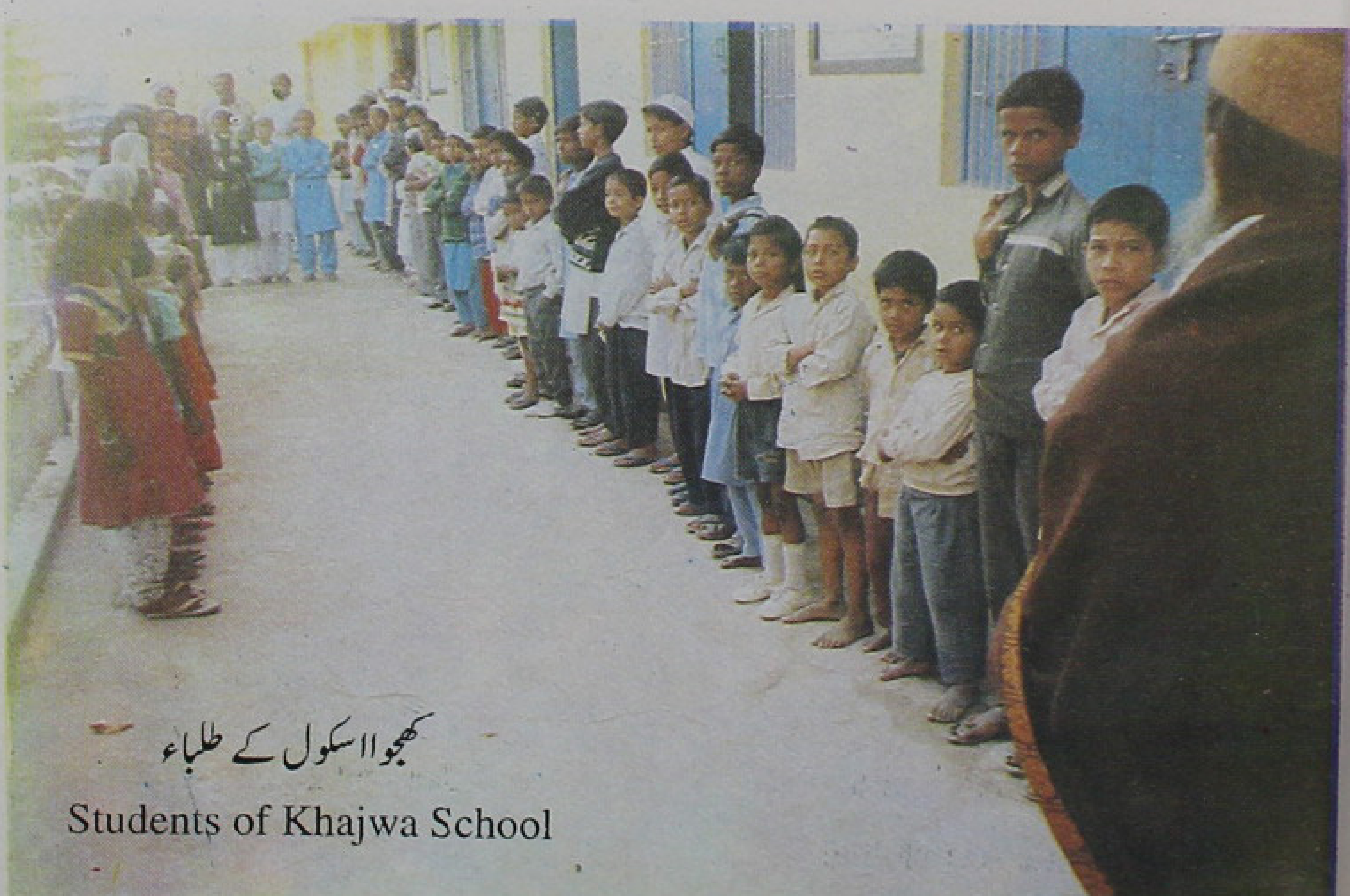
ابراہیم سجاد ٹرسٹ نے حیدر آباد میں ٦٦ فلیٹ غریبوں کے واسطے تعمیر کئے۔

Ibrahim sajjad Trust construct 64 flats in Hyderabad



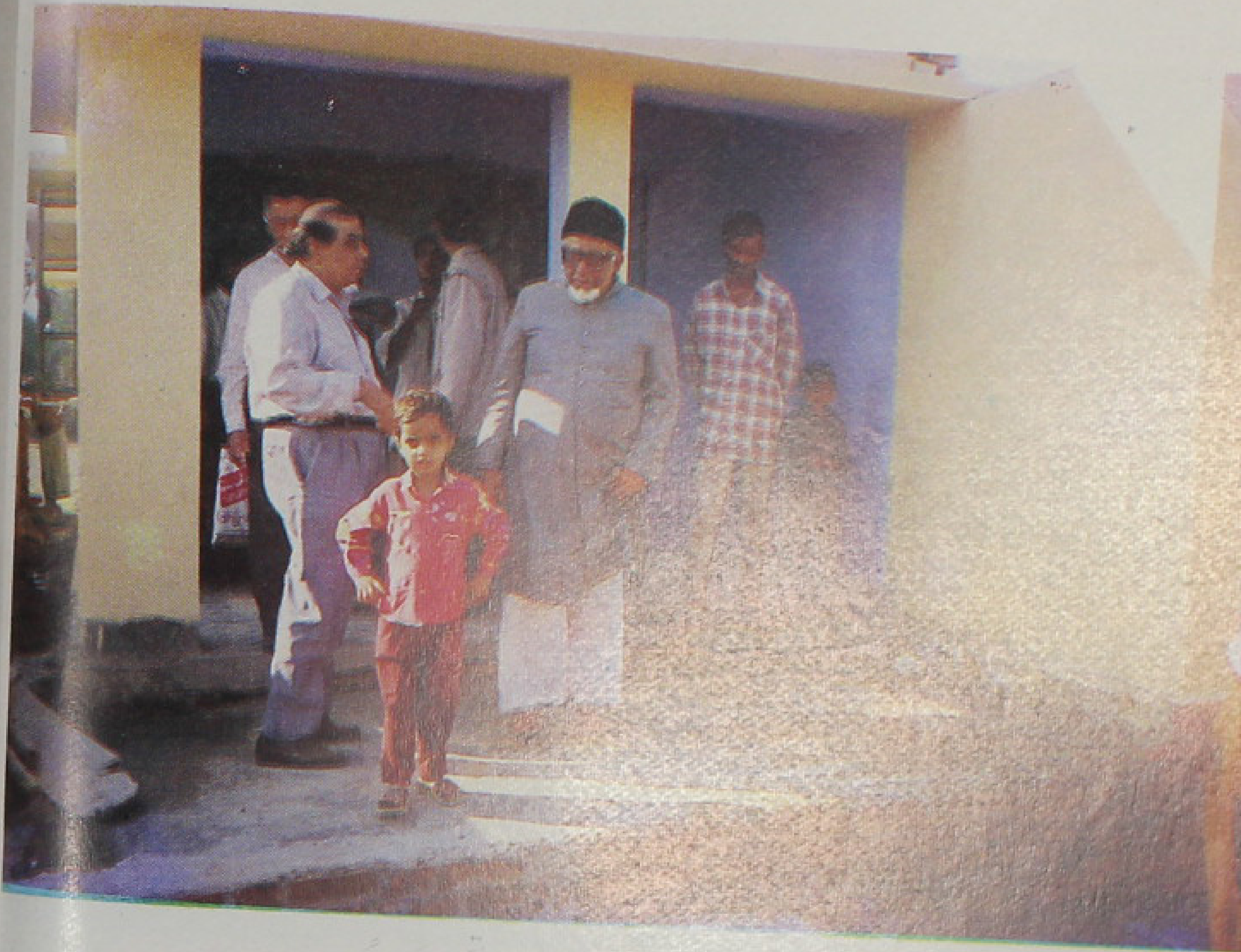


Jaffery High School in Hyderabad   جعفری ہائی اسکول حیدر آباد



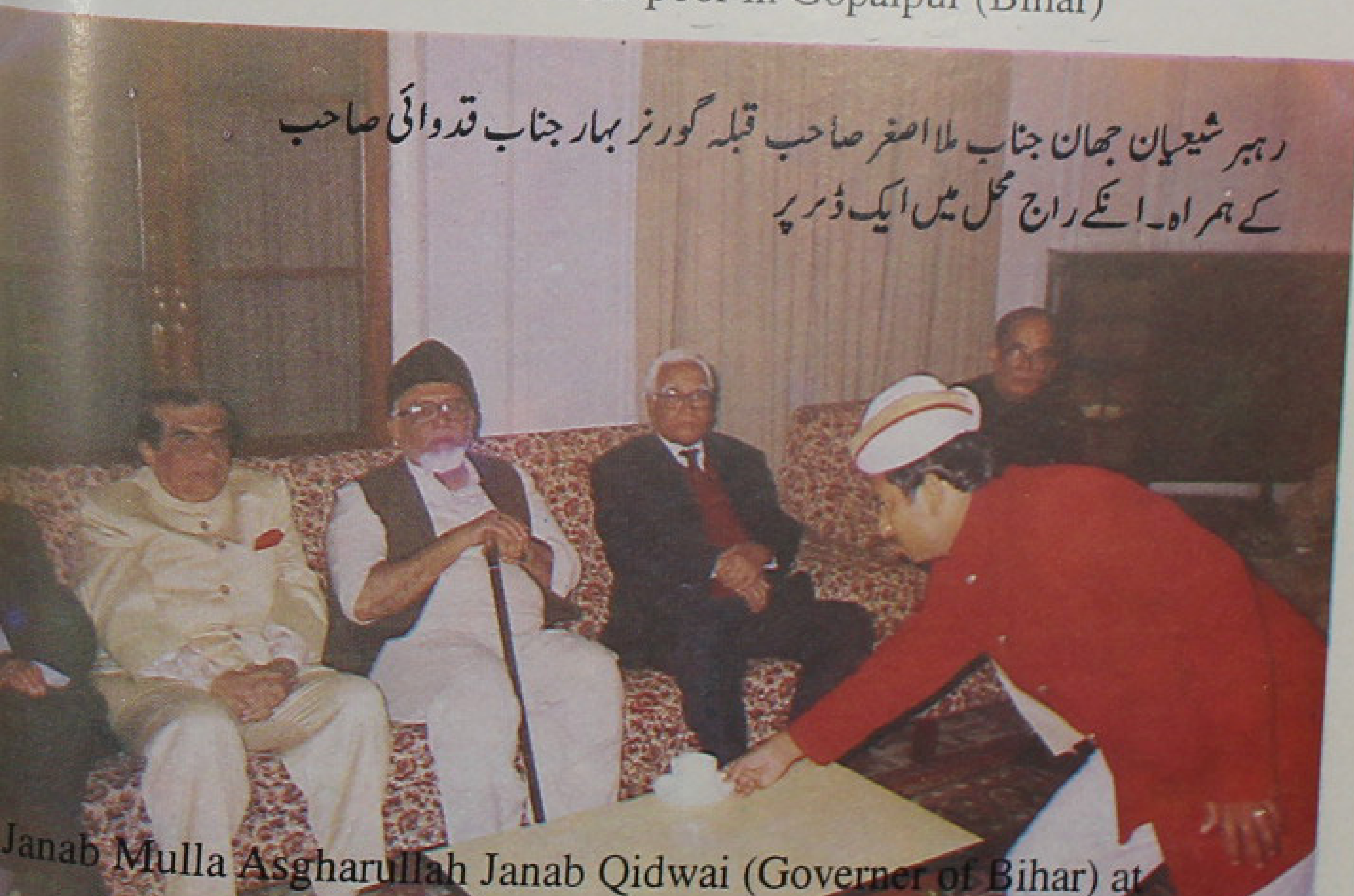
کھجوا اسکول کے طلباء

Students of Khajwa School



گوپال پور بہار میں غریبوں ے واسطے چار مکان تعمیر کیے گئے۔

4 Houses construct for poor in Gopalpur (Bihar)



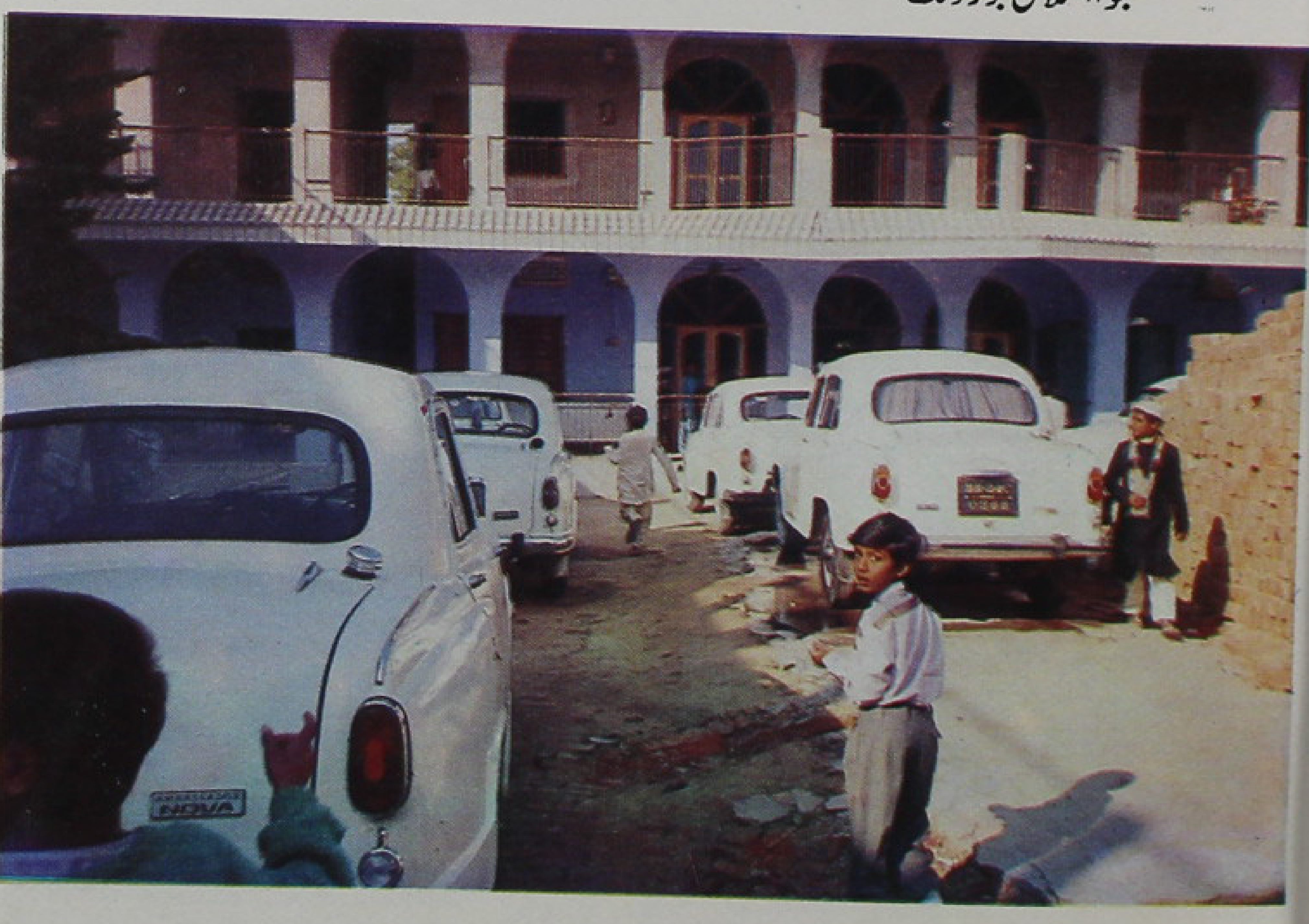
رہبر شیعیان جہان جناب ملا اصغر صاحب قبلہ گورنر بہار جناب قدوائی صاحب
کے ہمراہ۔ انکے راج محل میں ایک ڈنر پر

Janab Mulla Asgharullah Janab Qidwai (Governer of Bihar) at
a dinnar in his Raj Mahal



Religious School and hostel in Khajwa — کھجوا دینی اسکول اور ہوسٹل

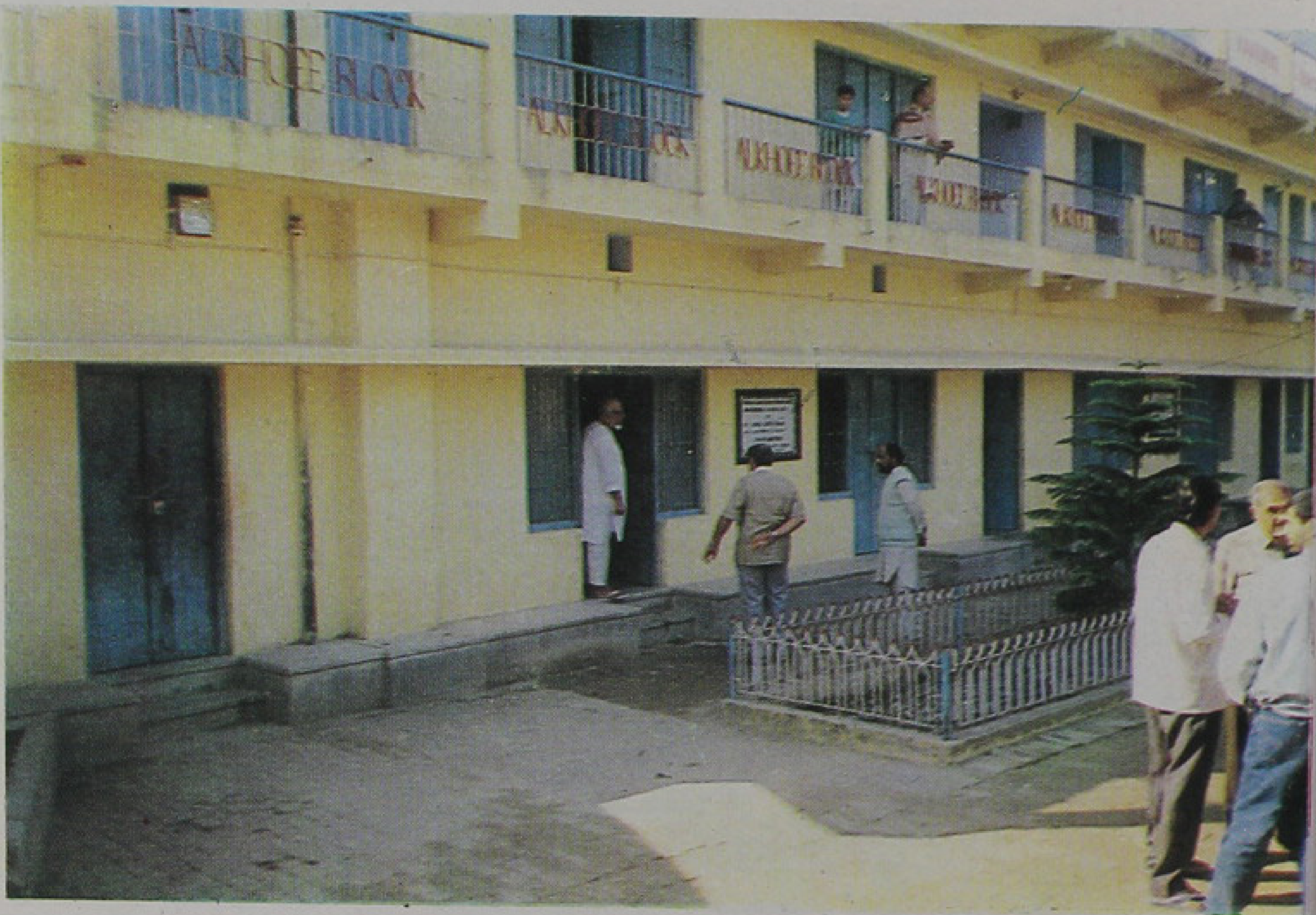
Islami Boarding in Khajwa — کھجوا اسلامی بورڈنگ





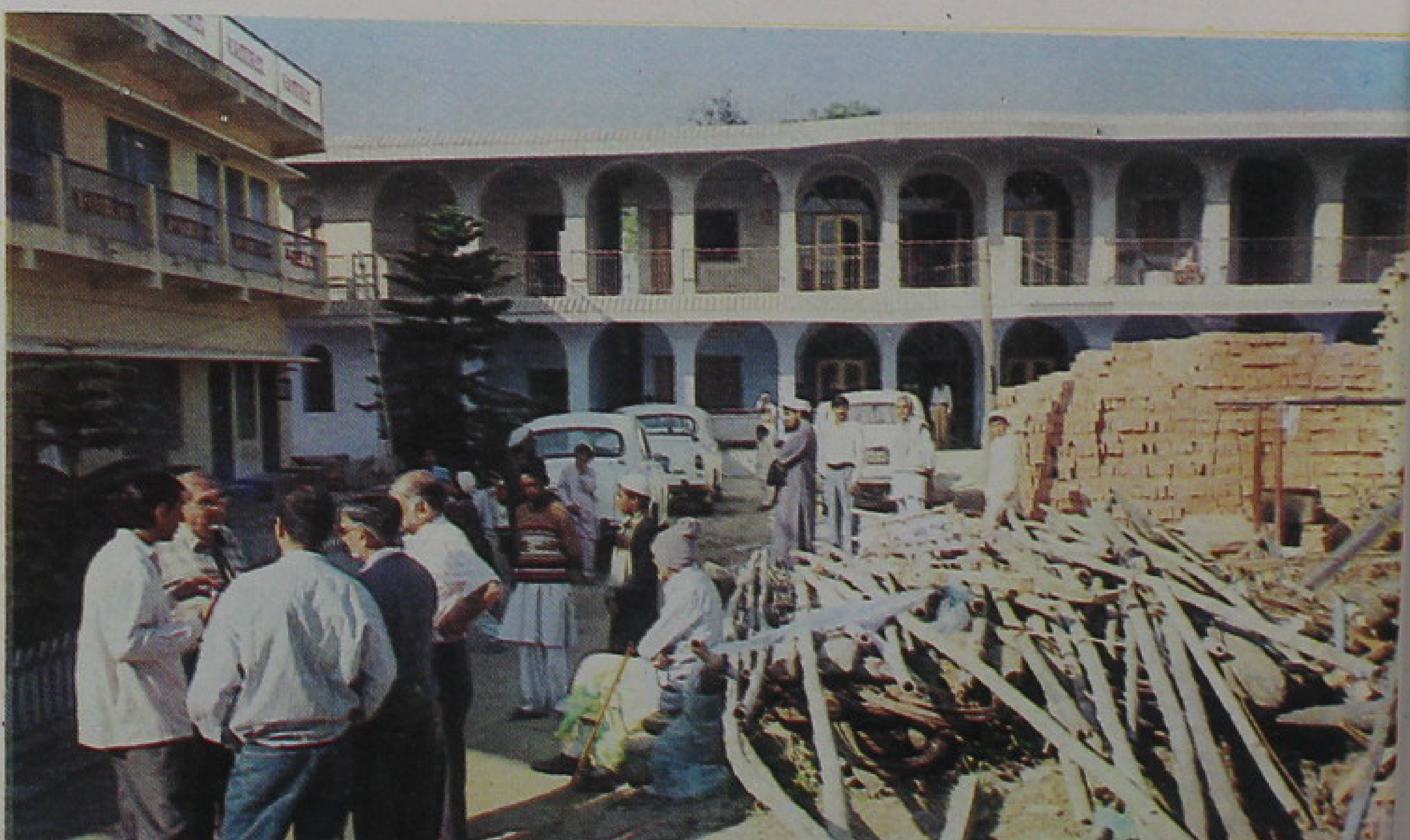
Islamic School & Boarding in Khajwa کھجوا دینی اسکول اور ہوسٹل





Islami Madarsa in Khajwa

کھجوا اسلامی بورڈنگ





حیدر آباد میں کوخ نشینوں کو کاخ نشین بنانے کا خواب

A dream of Iandless to become landlord in Hyderabad





High school in Avalkonda

اول کنڈہ کا ہائی اسکول





Construction of Islamic School in which they learn religious teaching as well as English, the strength of the pupils is more than twenty five

شہر بھج میں جناب ملا صاحب ایک استقبالیہ میں تقریر فرمارہے ہیں۔

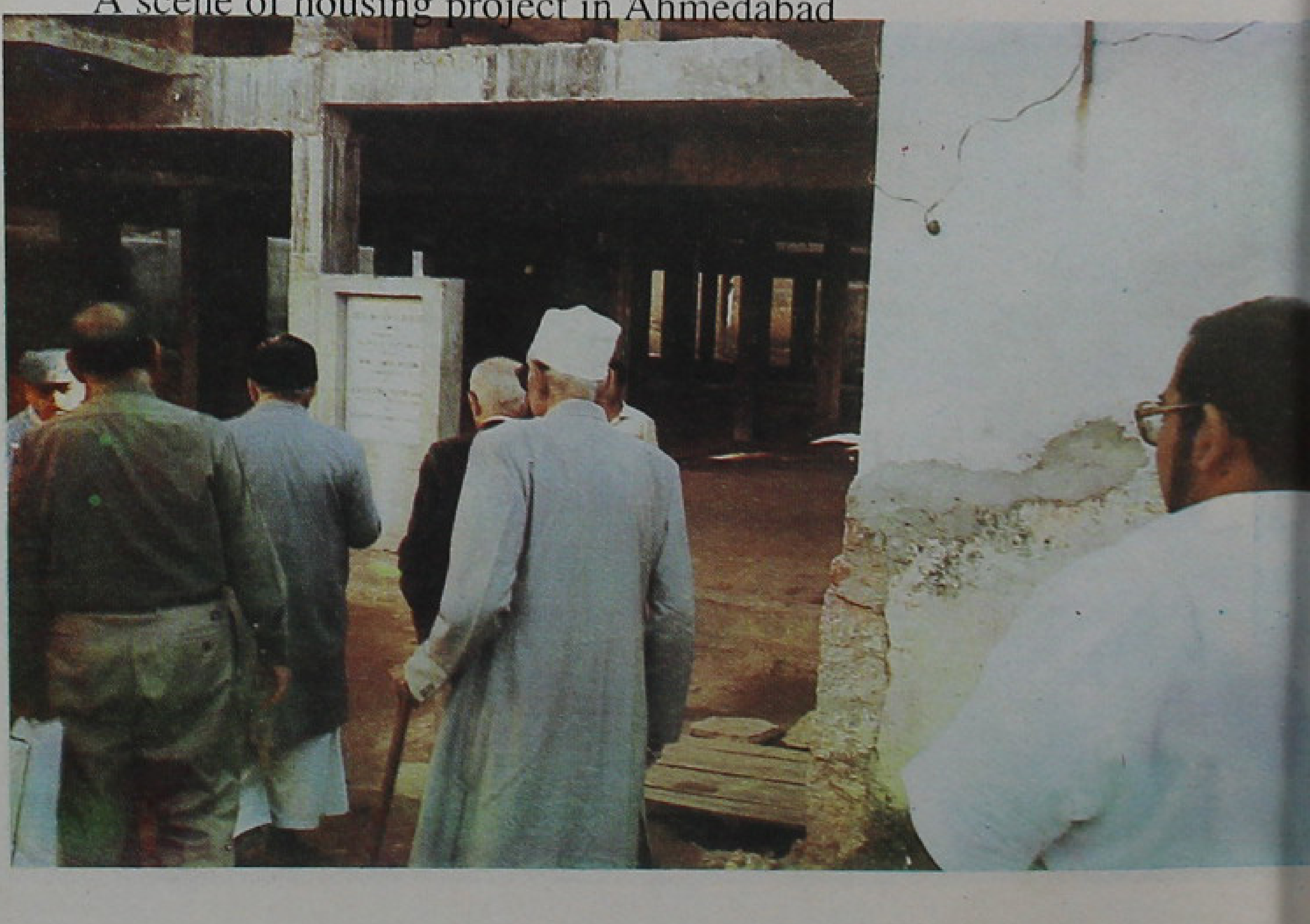
Janab Mulla Asghar delivered a speech at a reception in BHUJ

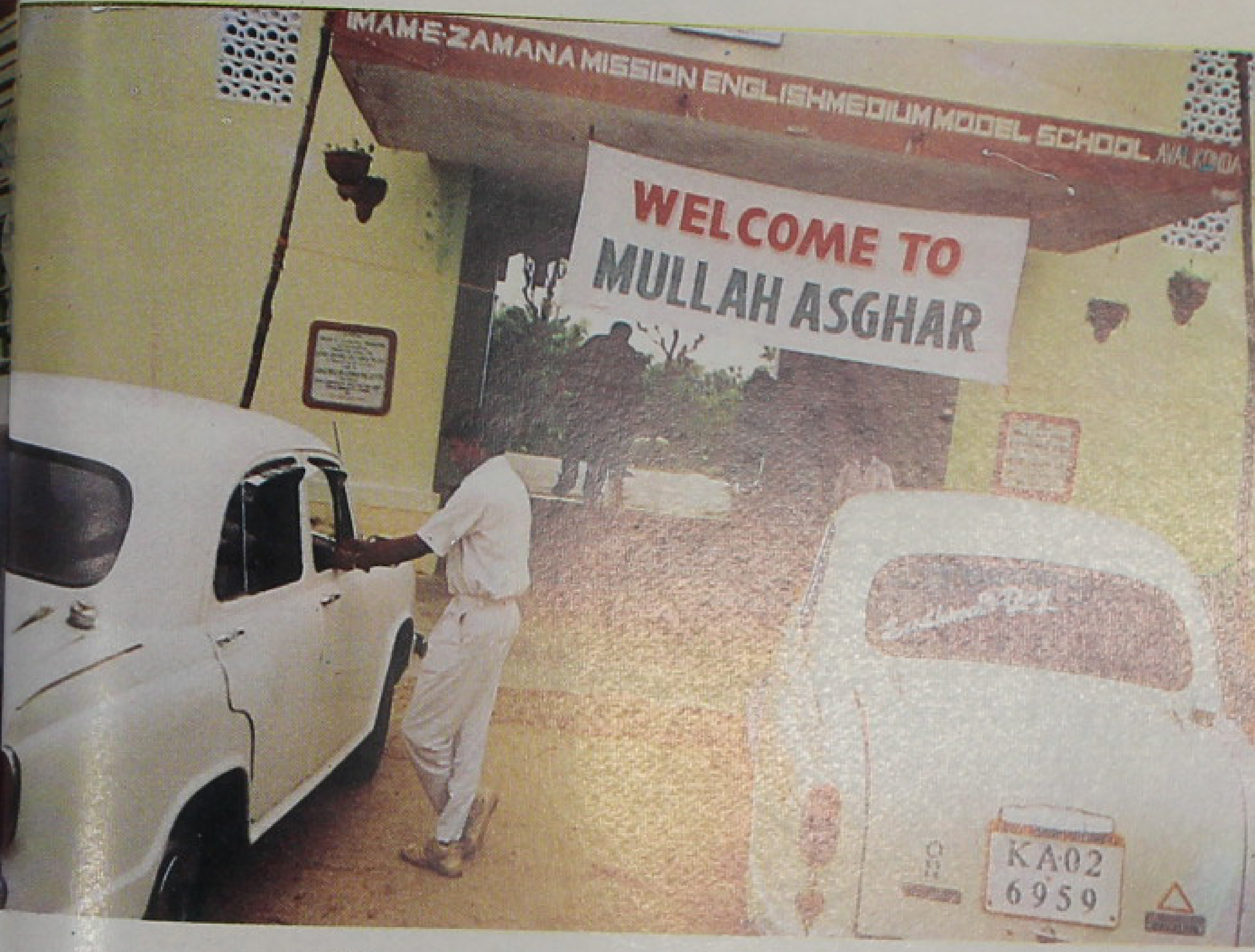




ہاؤسنگ پروجیکٹ احمد آباد کا ایک منظر
کھجوا میں دینی اسکول تعمیر کیا اور اس اسکول میں بچوں کو انگریزی کی بھی تعلیم
دی جاتی ہے۔ اس وقت اس اسکول میں پچیس سے زیادہ بچے زیر تعلیم ہیں۔

A scene of housing project in Ahmedabad





امام زمانہ مشن ورلڈ میڈریشن کی زیر سرپرستی ترقی کی شاہراہ پر۔

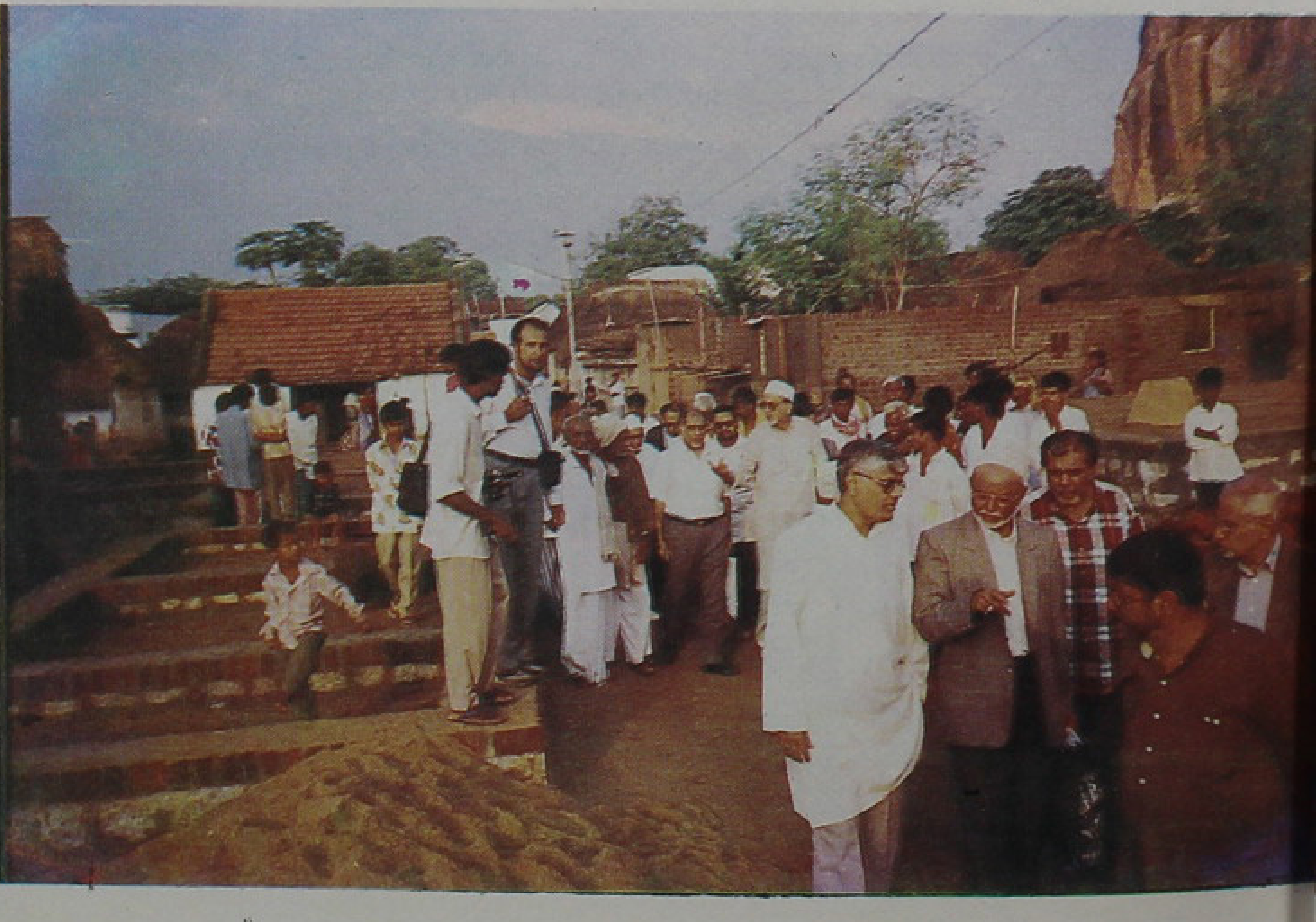
Imam-e-Zaman Mission world federation

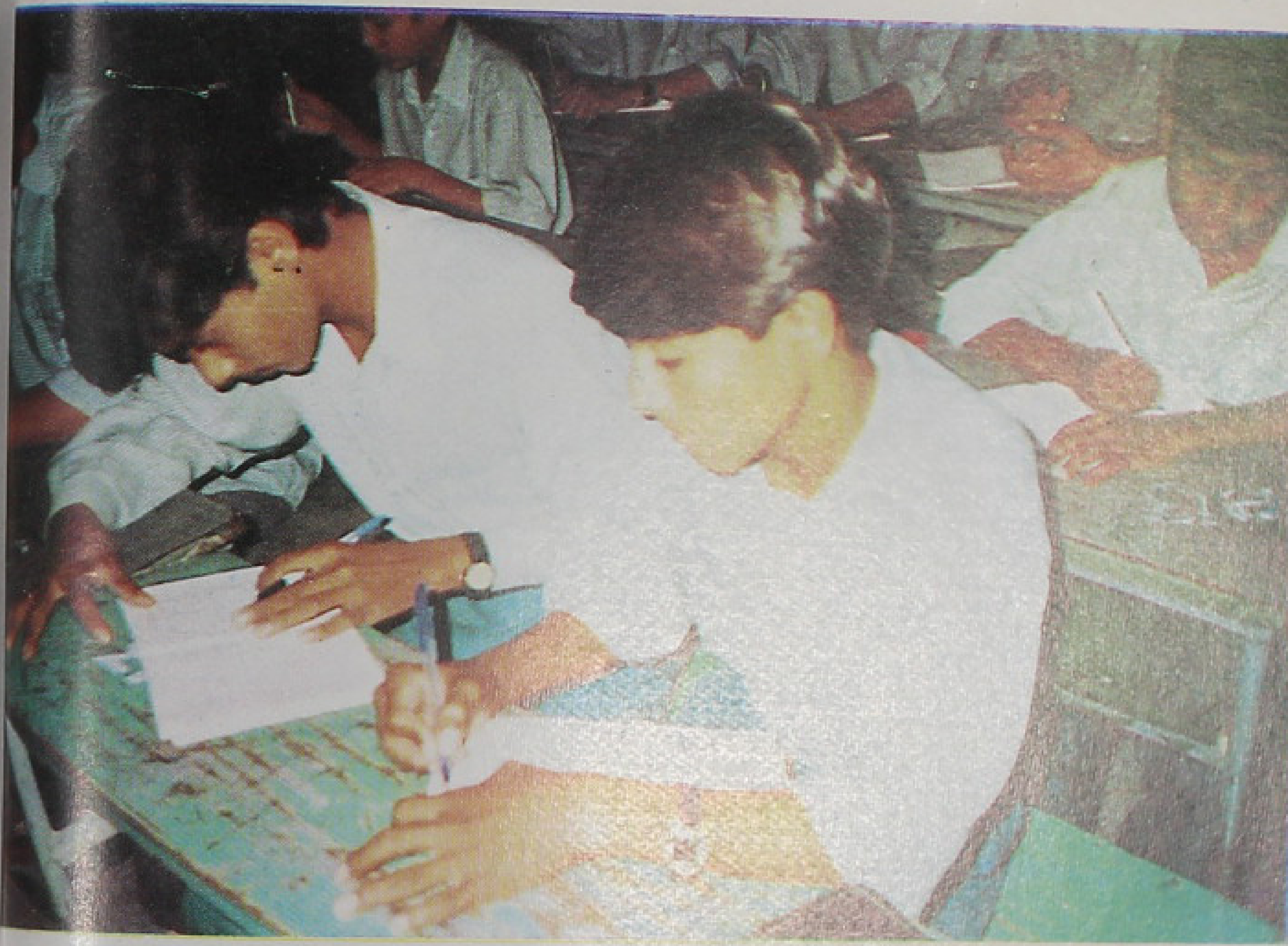




اول کنڈہ میں دینی مدرسہ کا ایک منظر

Islamic Madarsa in Avalkonda





۔ امام صاحب الزمان مشن کے ایک اسکول کا منظر

A scene of the school in Avalkonda





امام صاحب الزمان ایک اسکول کا منظر

A scene of Imam-ul-Zaman's mission school



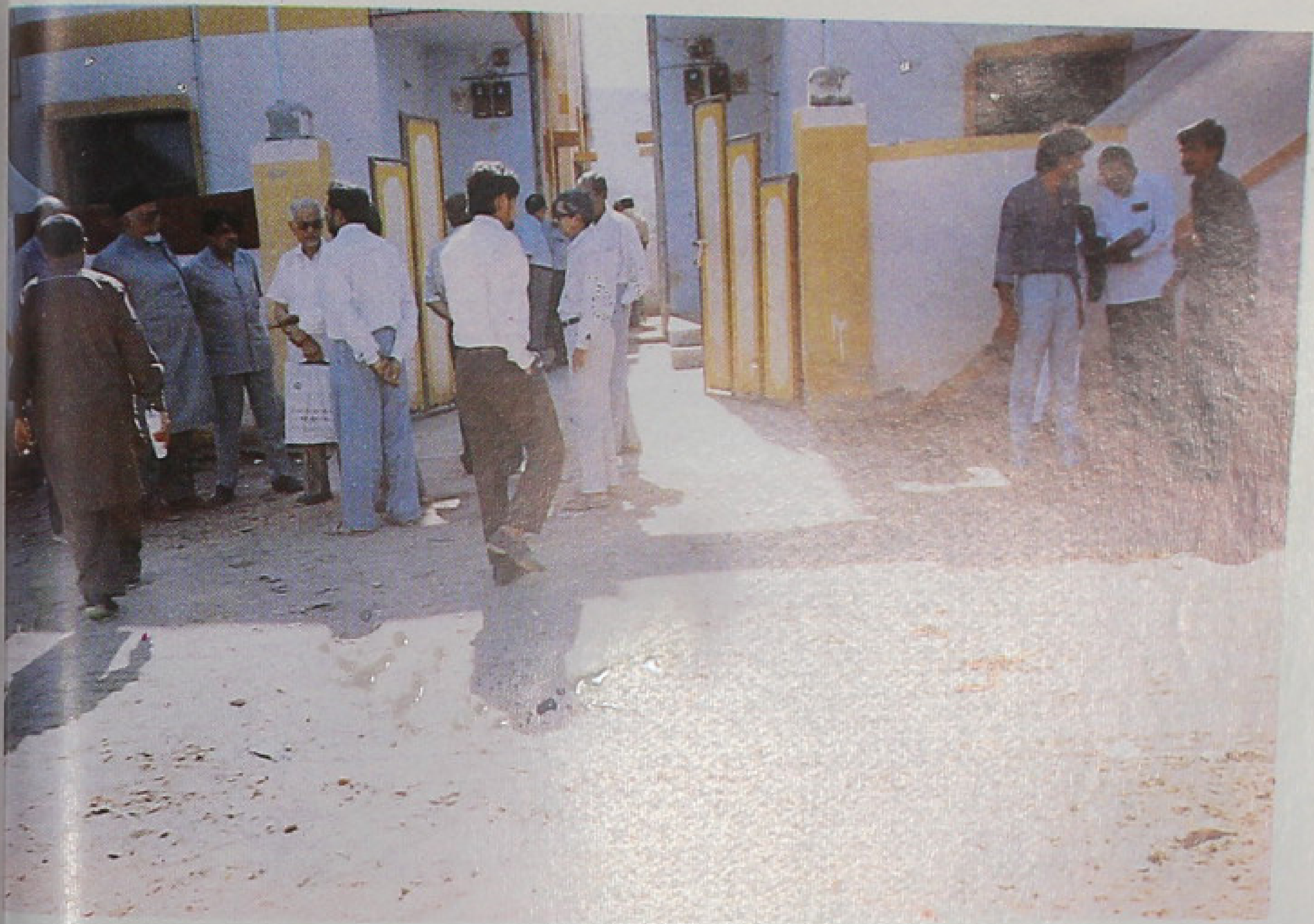


ورلڈ فیڈریشن کا تعمیر کردہ مرکزِ اسلامی



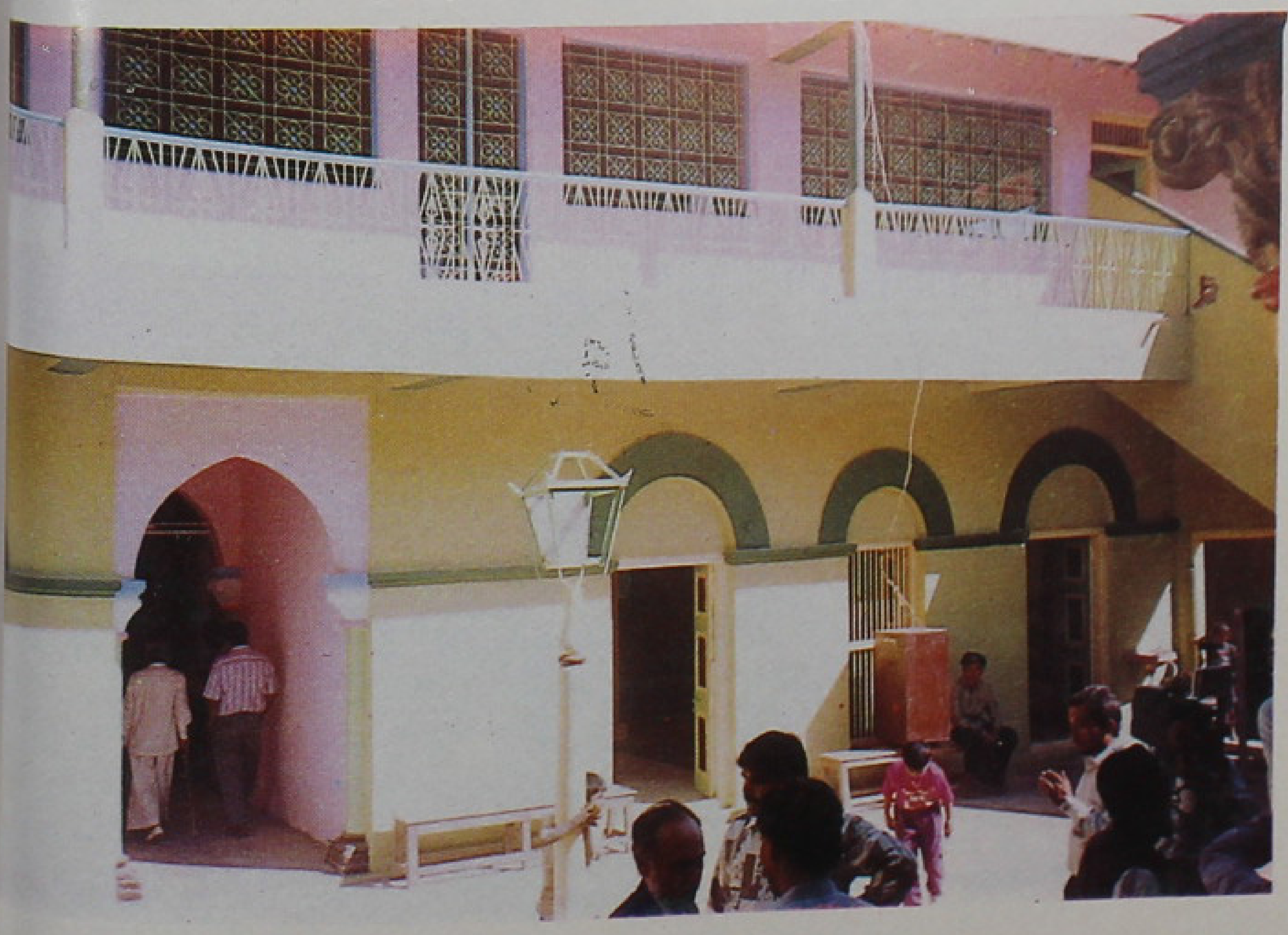


Islamic centre constructed by world Federations



view of housing project in Ahemadabad احمد آبد میں ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر

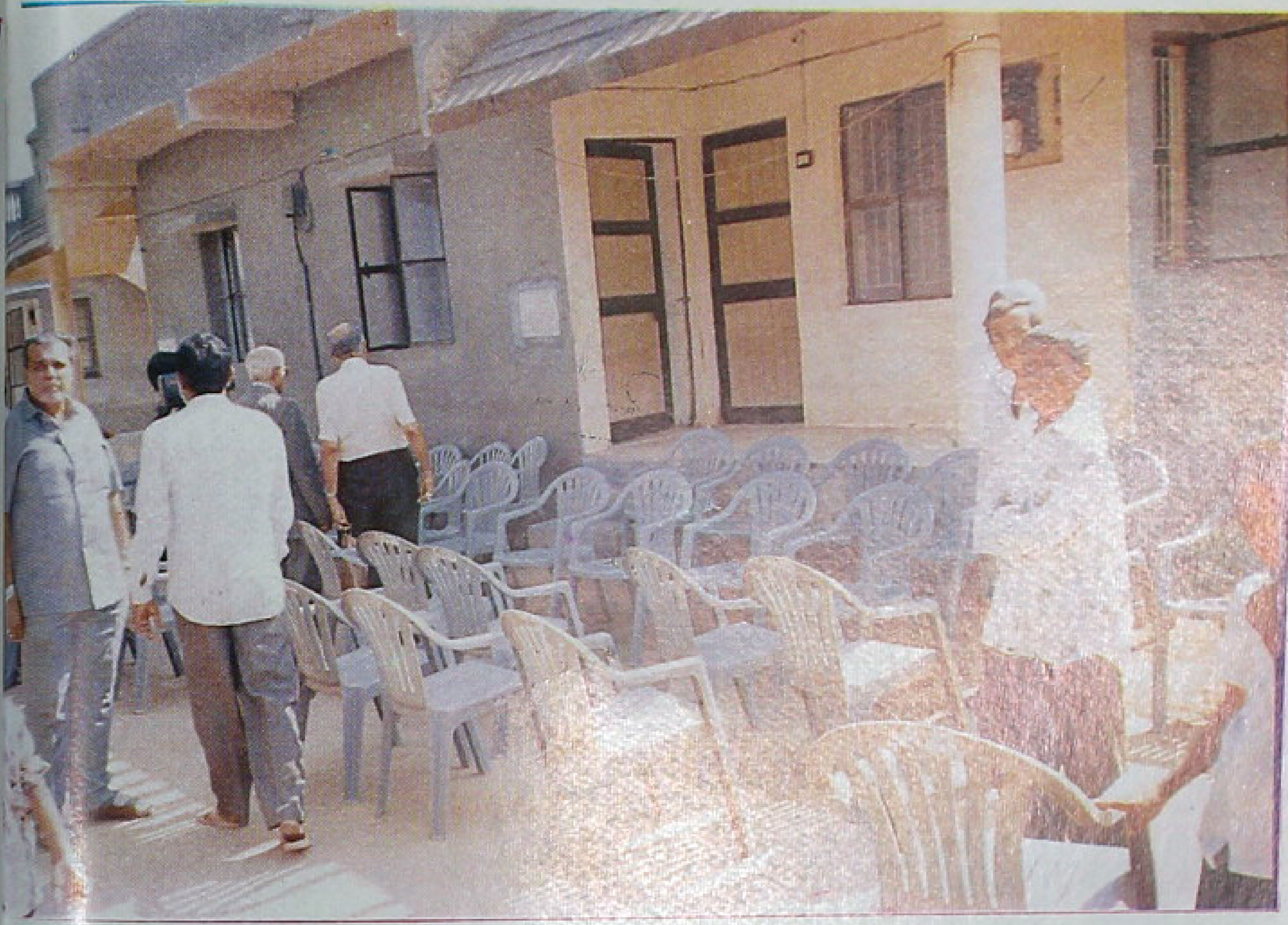
Islmic centre in Bhuj city شہر بھج میں اسلامی مرکز کا ایک منظر





علی پور زینبیہ ہائی اسکول کا ایک منظر

A view of Zainabia High School in Alipur



تلجہ ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر

Talija Housing project





۲۱۔ بنگلور پروجیکٹ کا ایک منظر

Housing project in Banglore





علی پور زینبیہ کالج کا ایک منظر

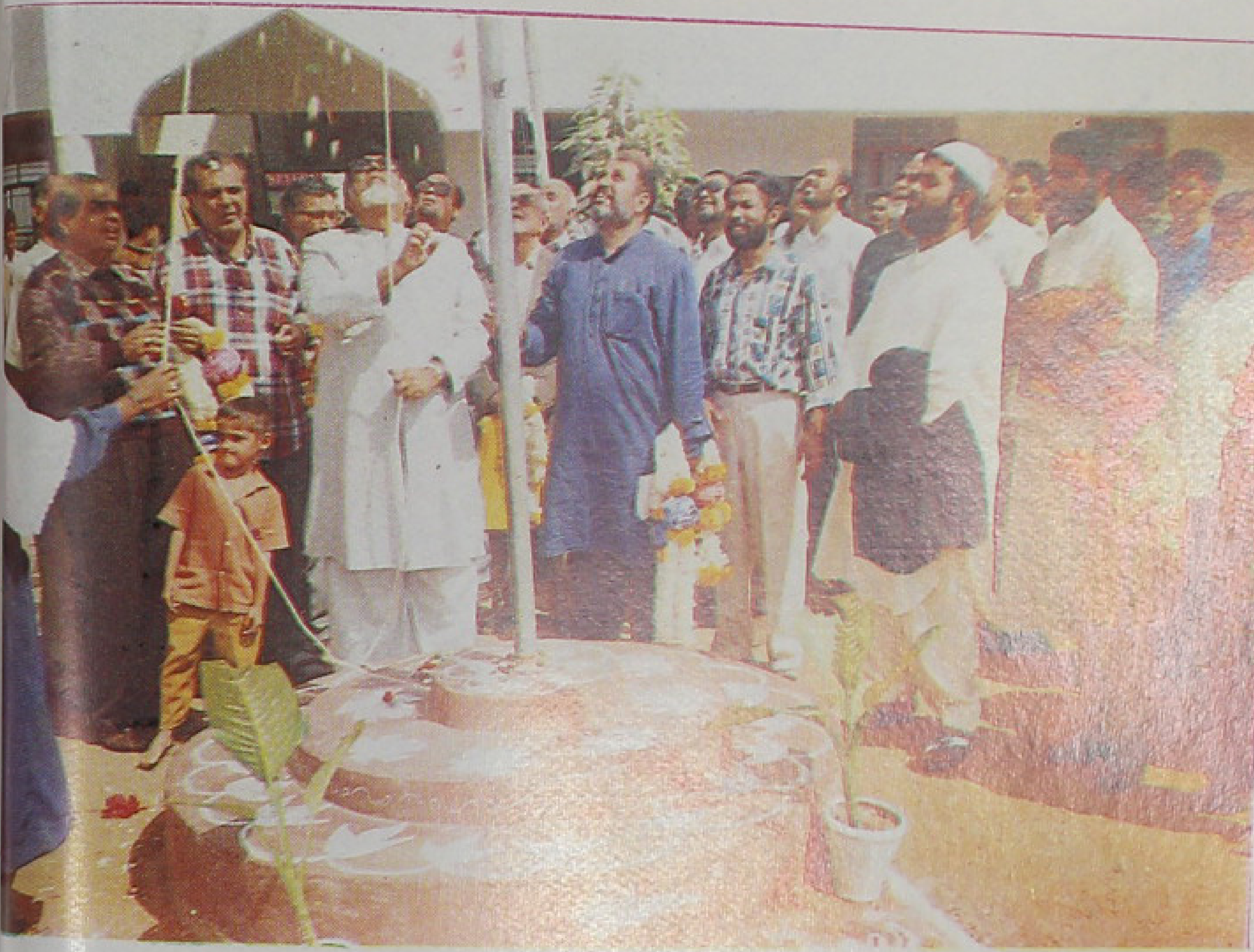
Alipur Zainabia collage





علی پور زینبیہ کالج کاایک منظر
Alipur Zanabia college





زینبیہ کالج میں پرچم کشائی کا ایک منظر

Hoisted the national flag





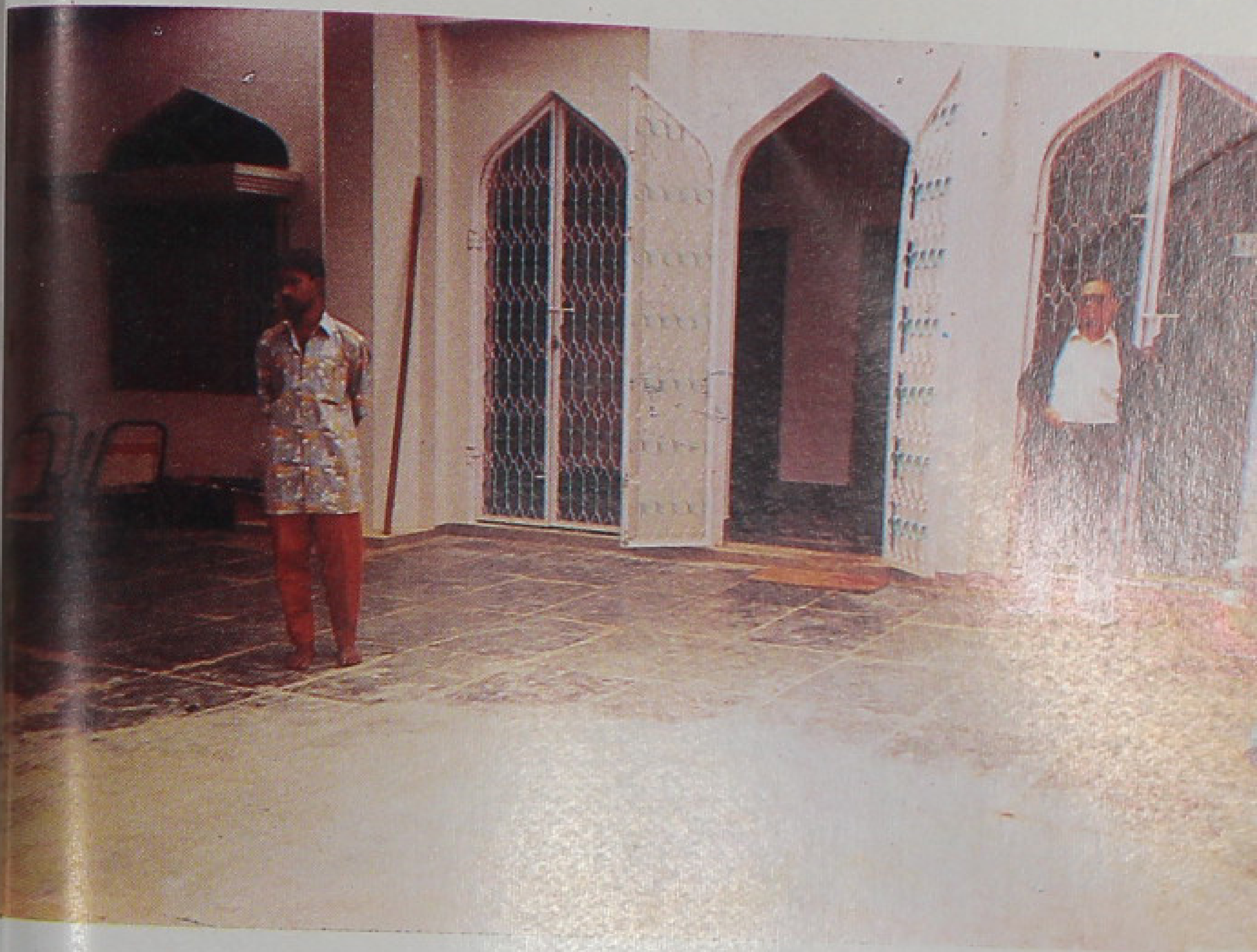
Mehwa Housing project

میوا میں ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر

Inaugration of Sadat Housing project

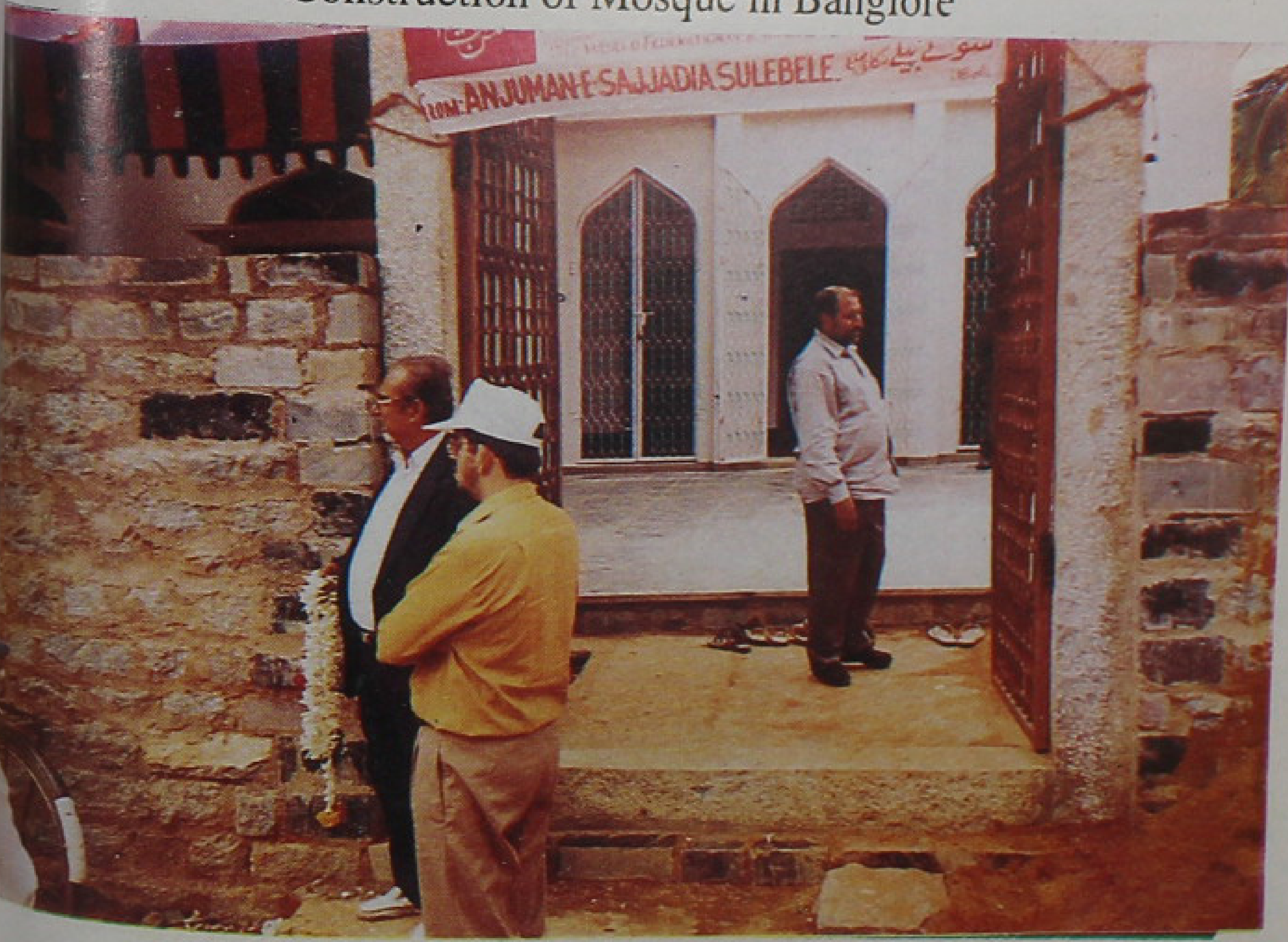
ایک سادات ہاؤسنگ پروجیکٹ کا افتتاح





A Mosque Constructed by world federation in Ahamdabad

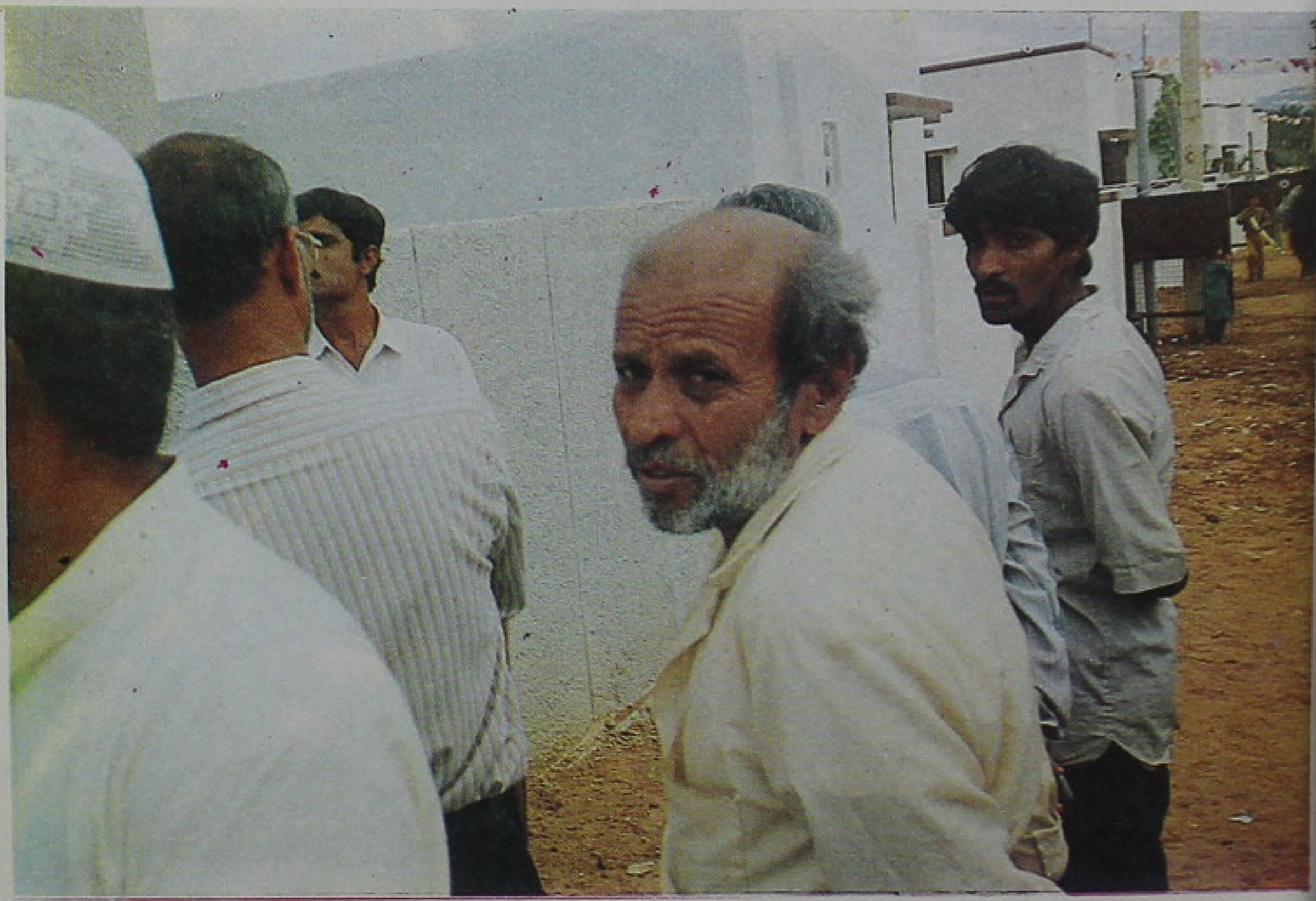
Construction of Mosque in Banglore





Housing Project in Banglore

بنگلور میں ایک ہاؤسنگ پروجیکٹ





A religious school in Avalkonda

رول کنڈہ میں ایک دینی مدرسہ

A view of Mosque in Karnoor

کانودر کی مسجد کا ایک منظر





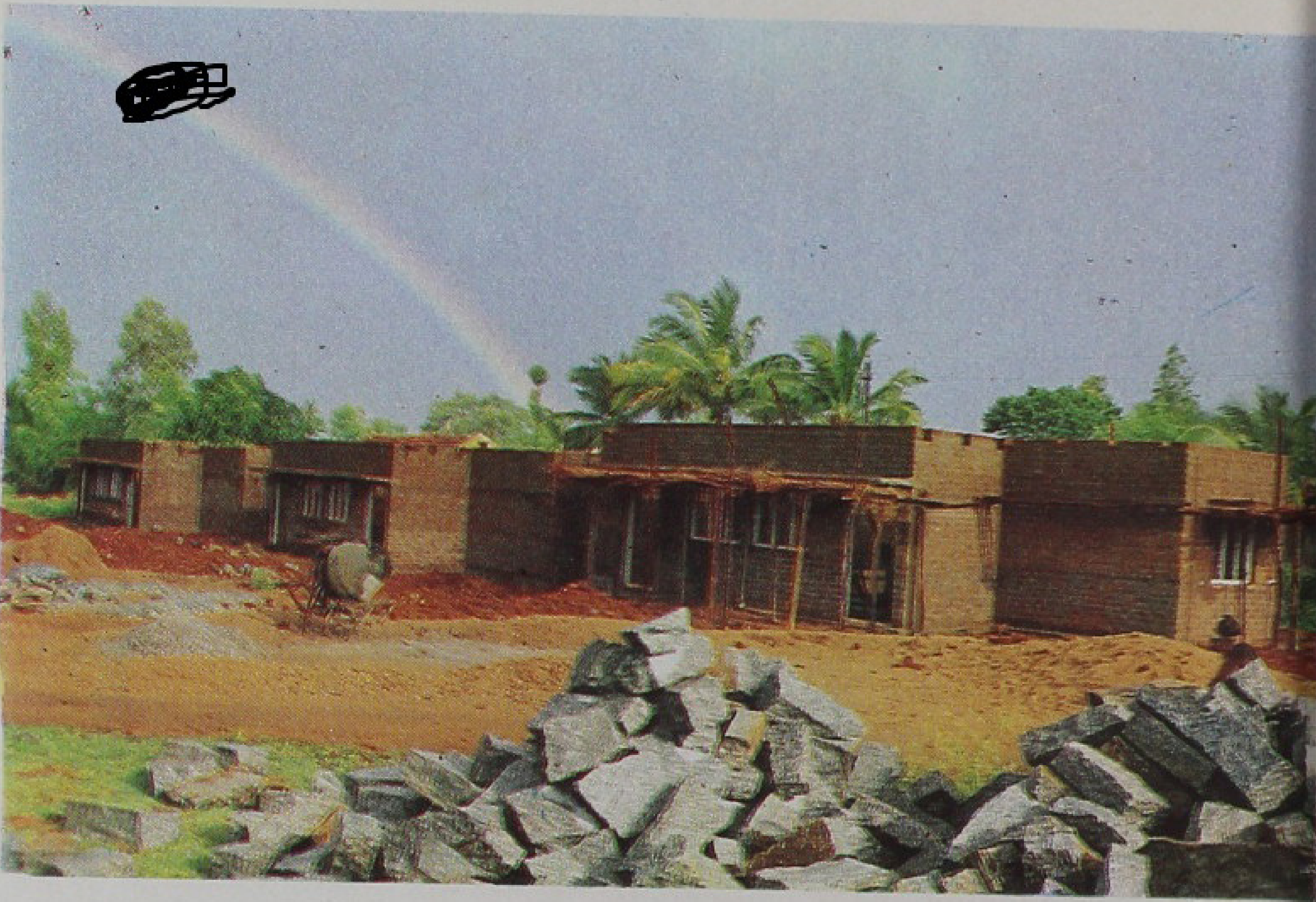
Construction of mosque in Mysore

میسور میں مسجد کی تعمیر کا ایک منظر

Housing project in Karnoor

کانودر ہاؤسنگ پروجکٹ





Housing Project in Bangalore

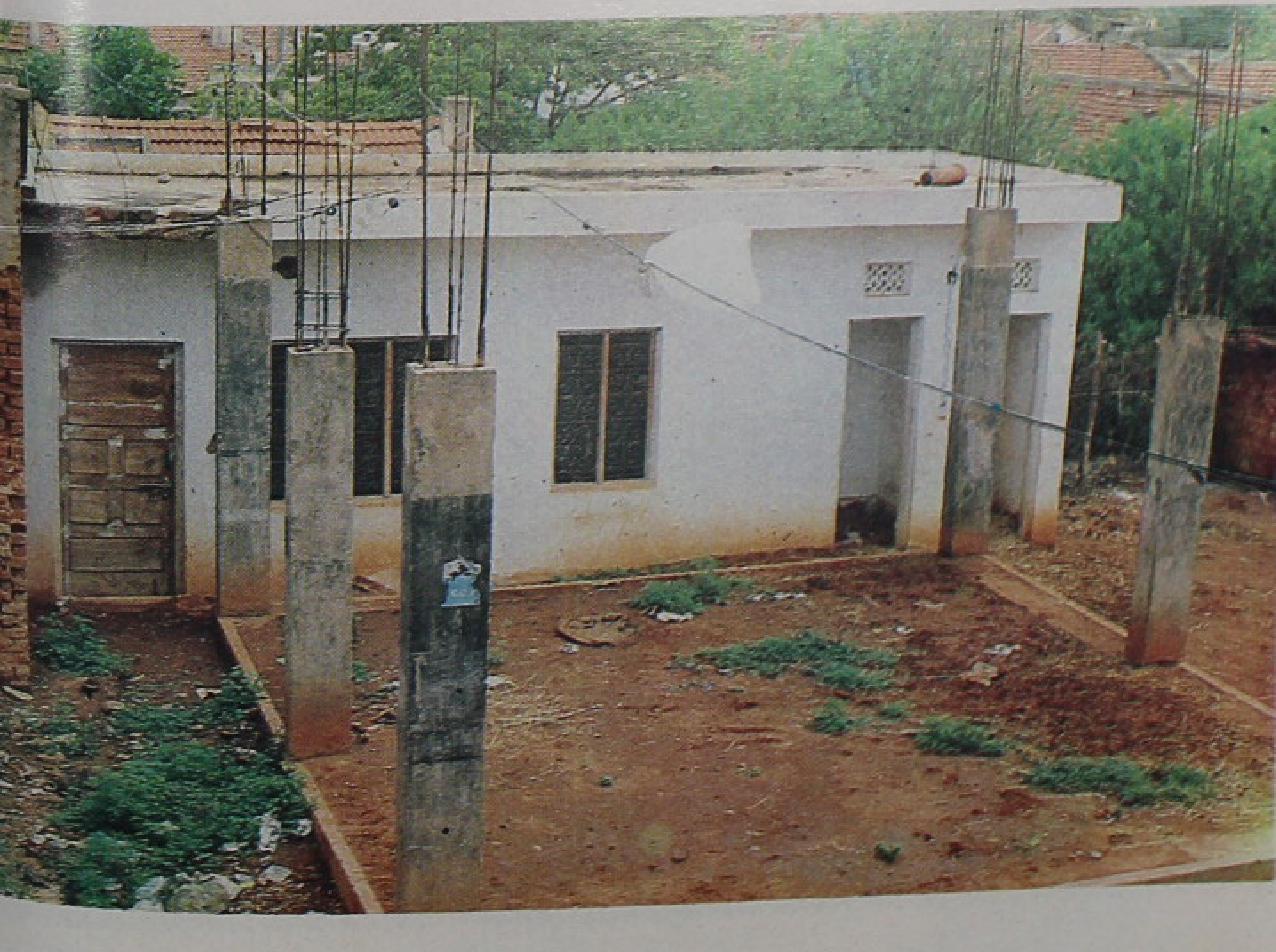
بنگلور میں ہاؤسنگ پروجکٹ





Housing Project in Bangalore

بنگلور میں ایک ہاؤسنگ پروجیکٹ کا منظر



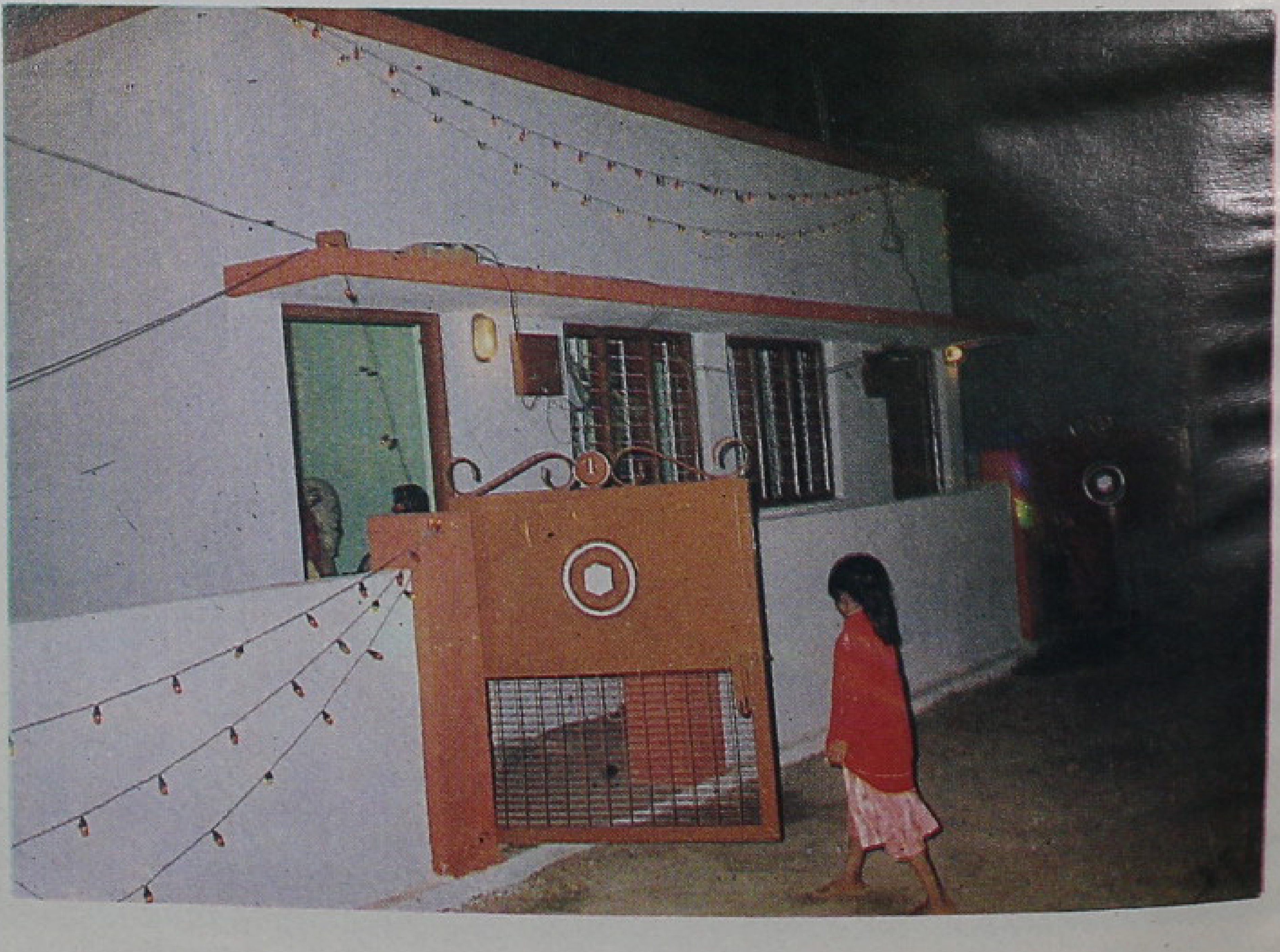


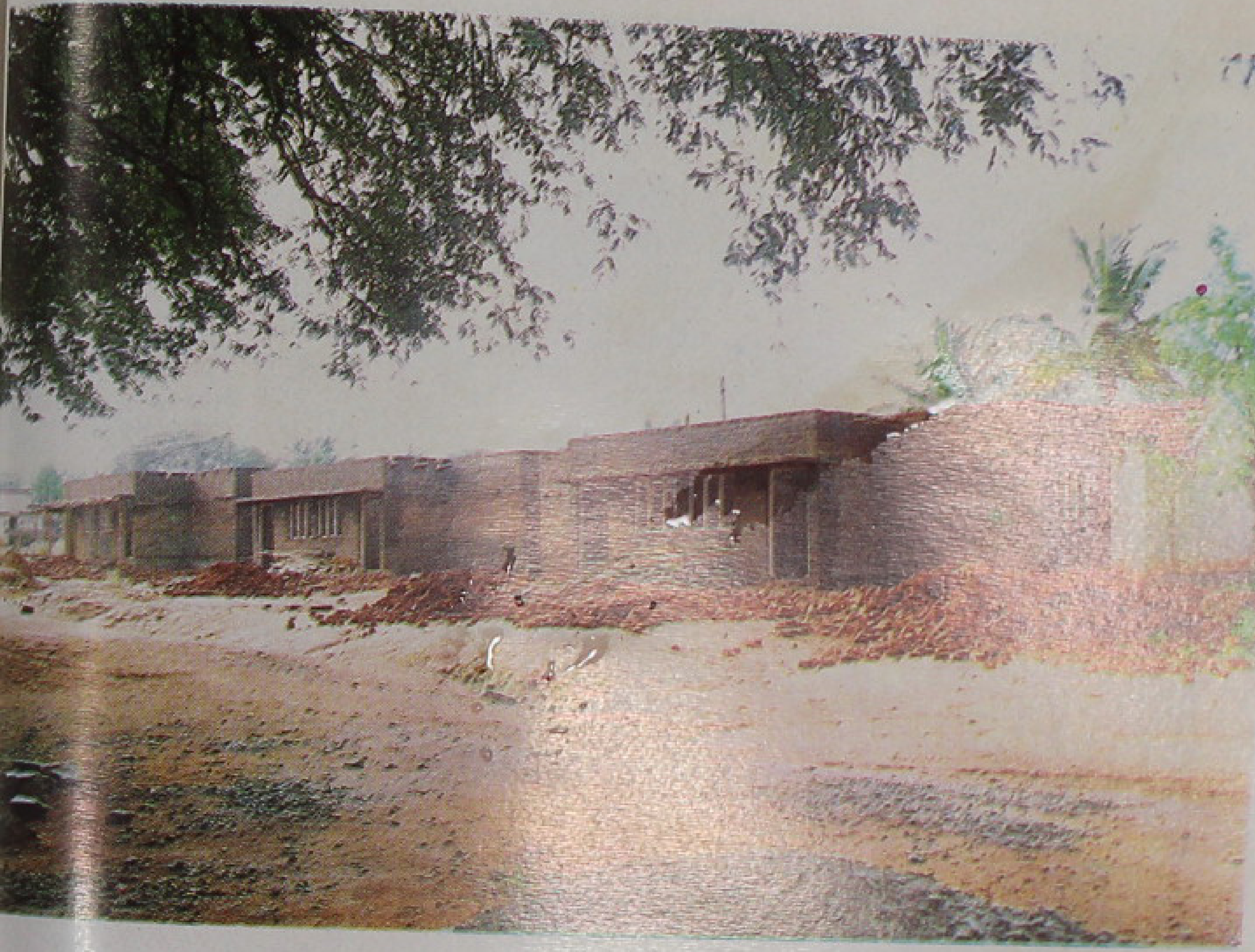
Housing Project in Bangolore

بنگلور میں ایک ہاؤسنگ پروجیکٹ

Housing Project in Alipur

علی پور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ

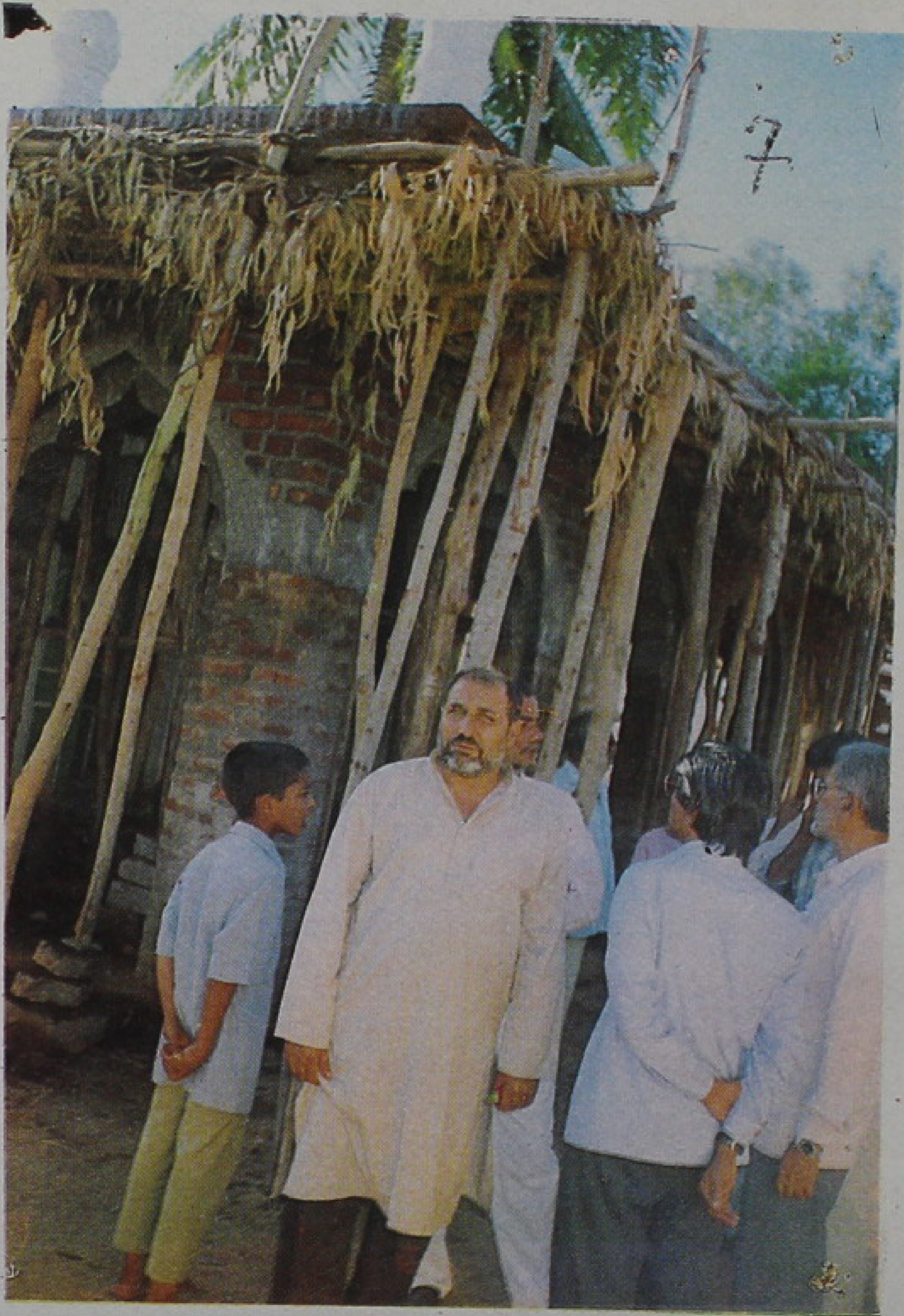




Housing Project in Bangalore

بنگلور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ





بنگلور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ

Housing Project in Bangalore



Mehwa housing Project — رول کنڈہ اسکول کے بچے

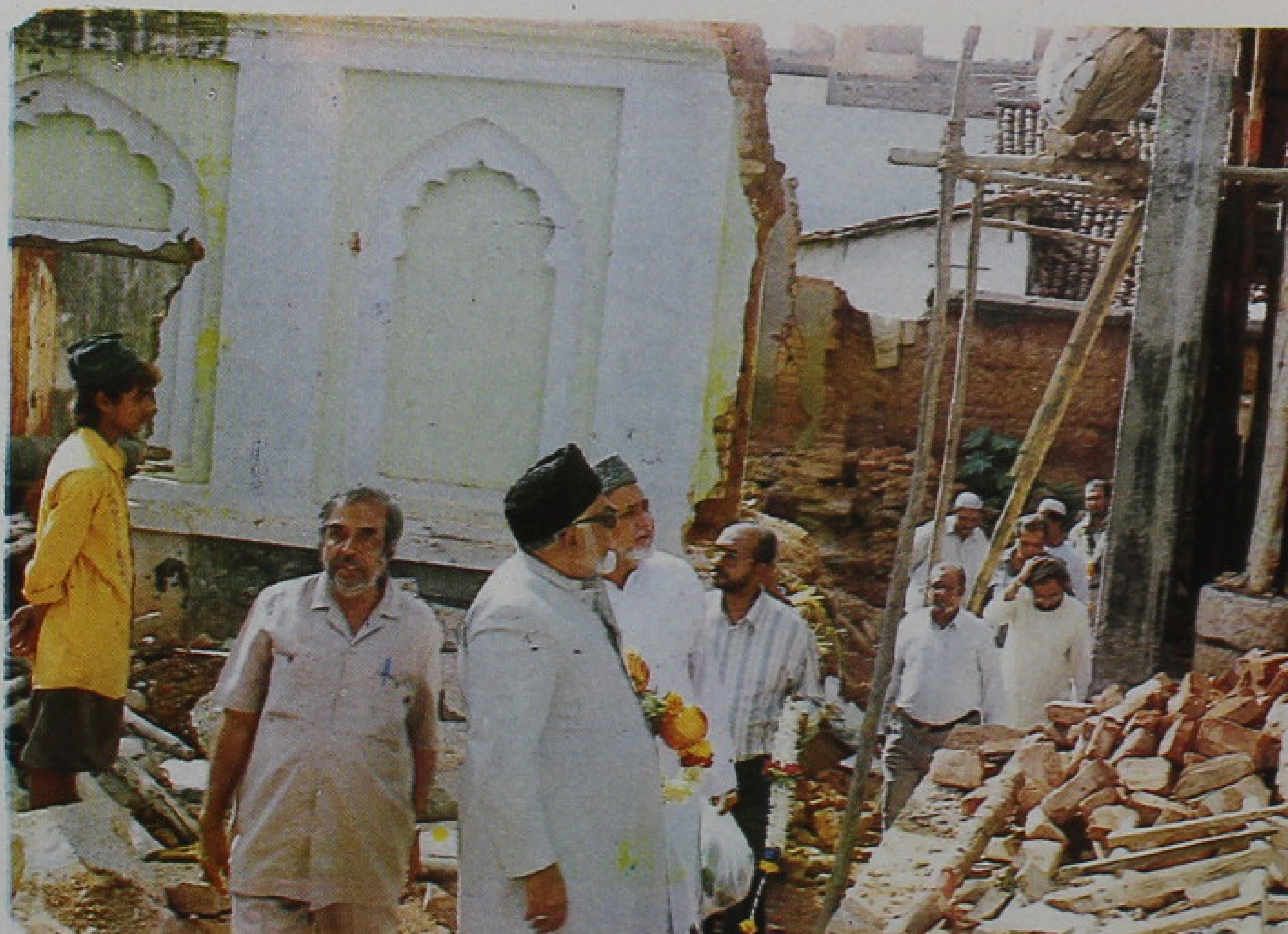
Avalkonda School's children — مہواہاؤسنگ پروجیکٹ





Construction of Mosque in Mysore

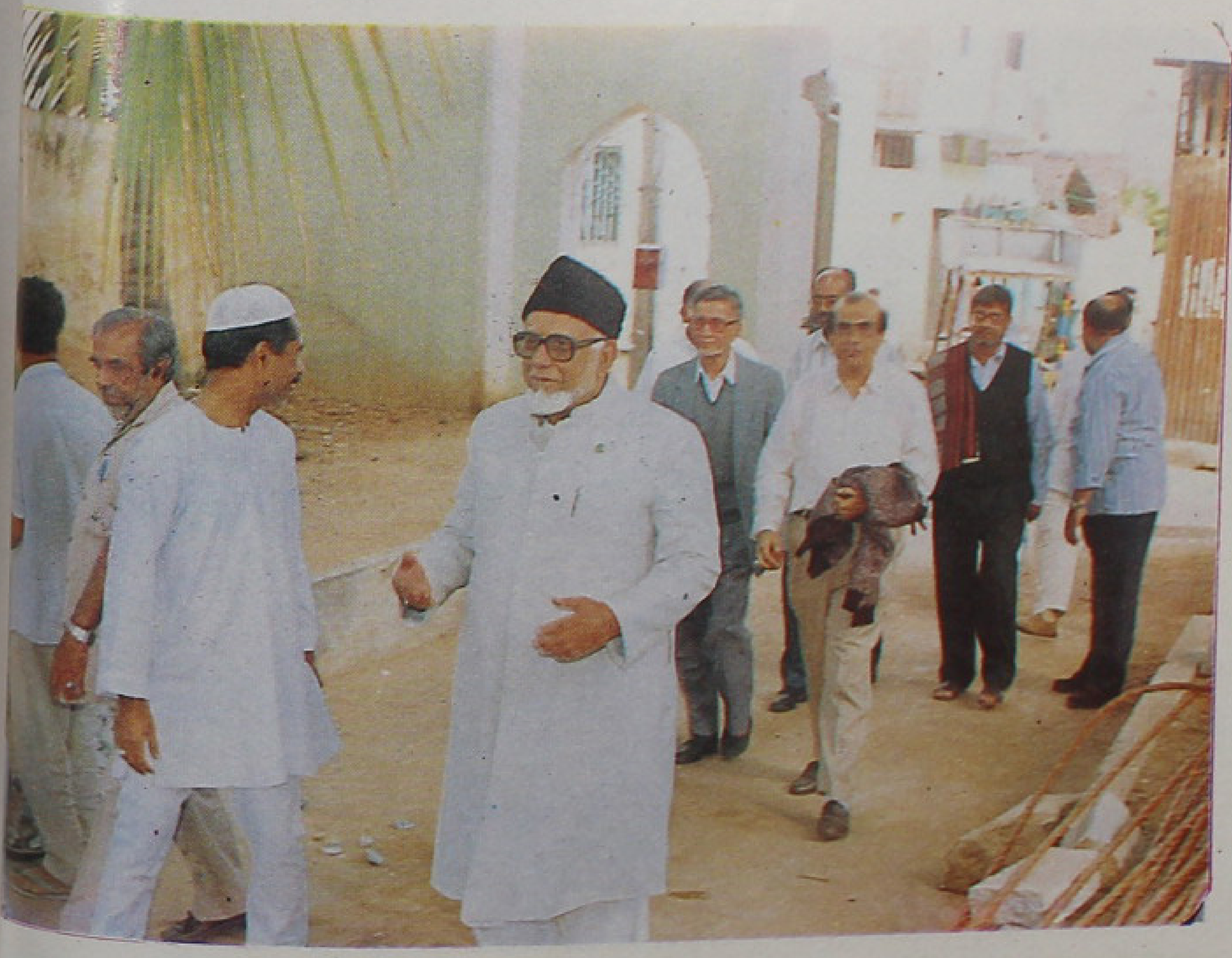
میسور میں مسجد کی تعمیر





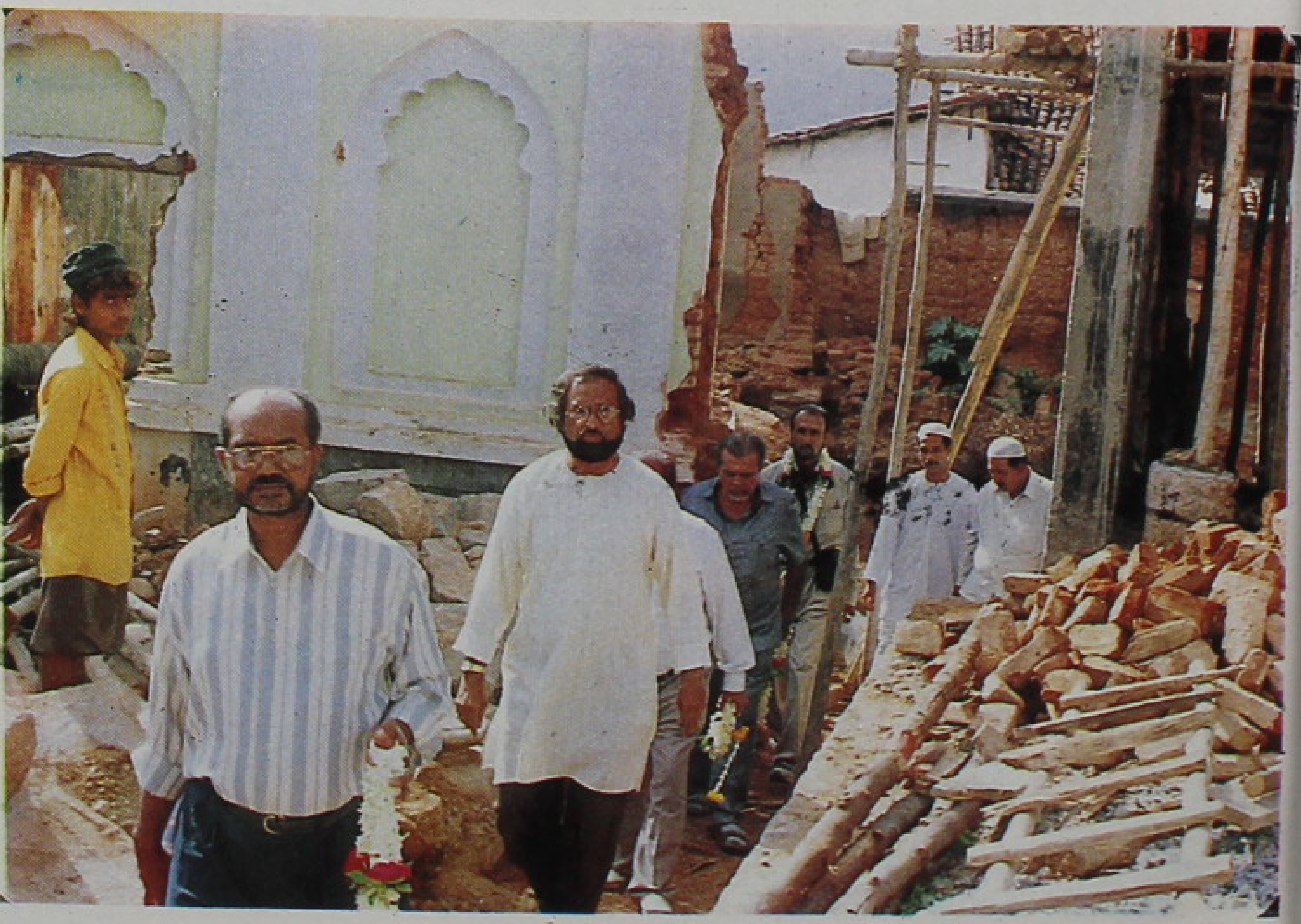
Reception of Mulla Sahib in Mysore

میسور میں جناب ملا صاحب کا استقبال





Construction of Mosque in Mysore　　میسور میں مسجد کی تعمیر





Housing project in Mysore

Construction of mosque in Mysore

میسور کی مسجد کا ایک منظر

میسور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ

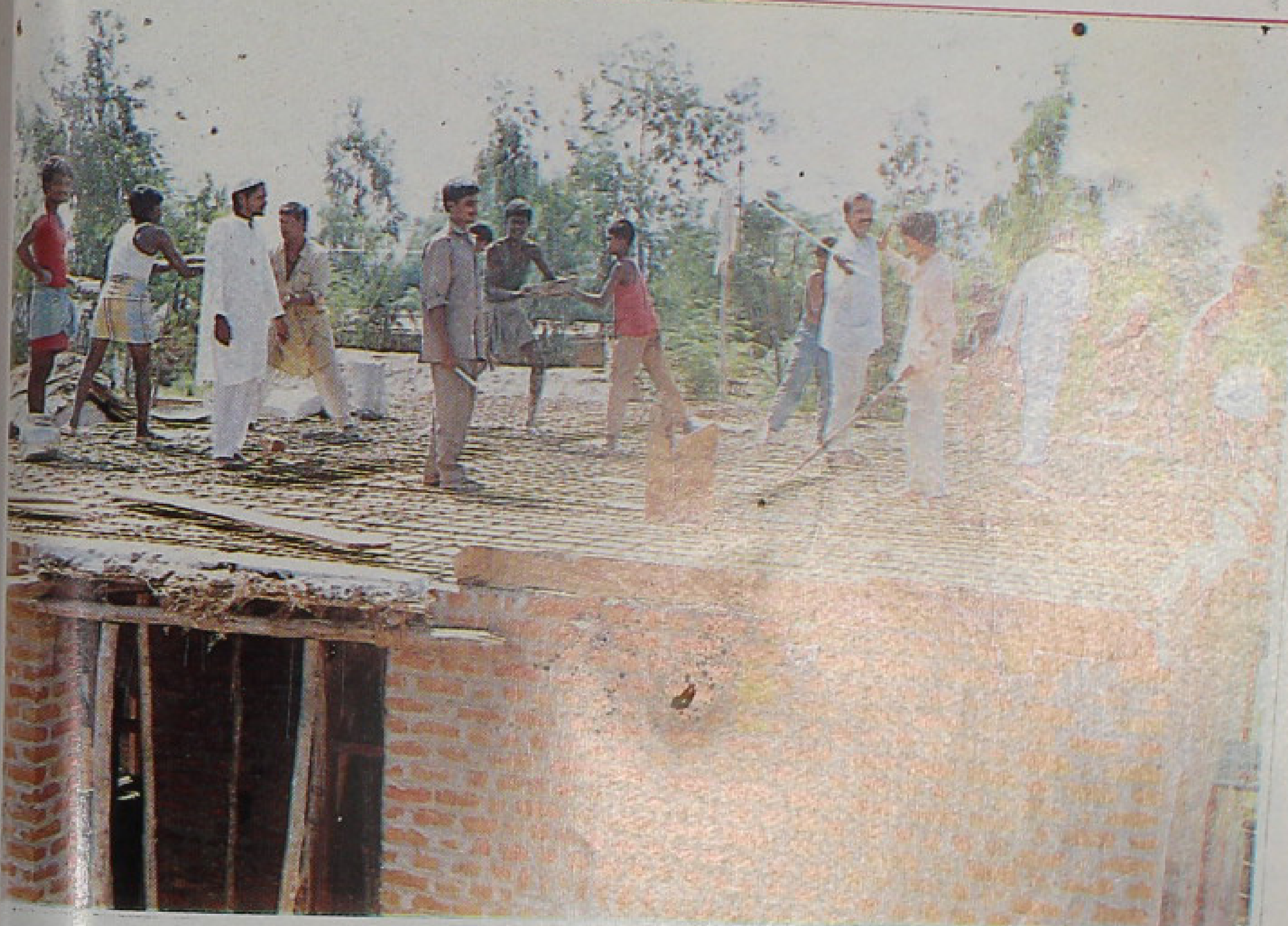




Alipur College. علی پور کالج

Housing Project in Alipur علی پور ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر





Housing Project Talija (Gujrat) بھاؤنگر میں ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر

A view of Housing Project in Bhava Nagar تلجہ، گجرات میں ہاؤسنگ پروجیکٹ



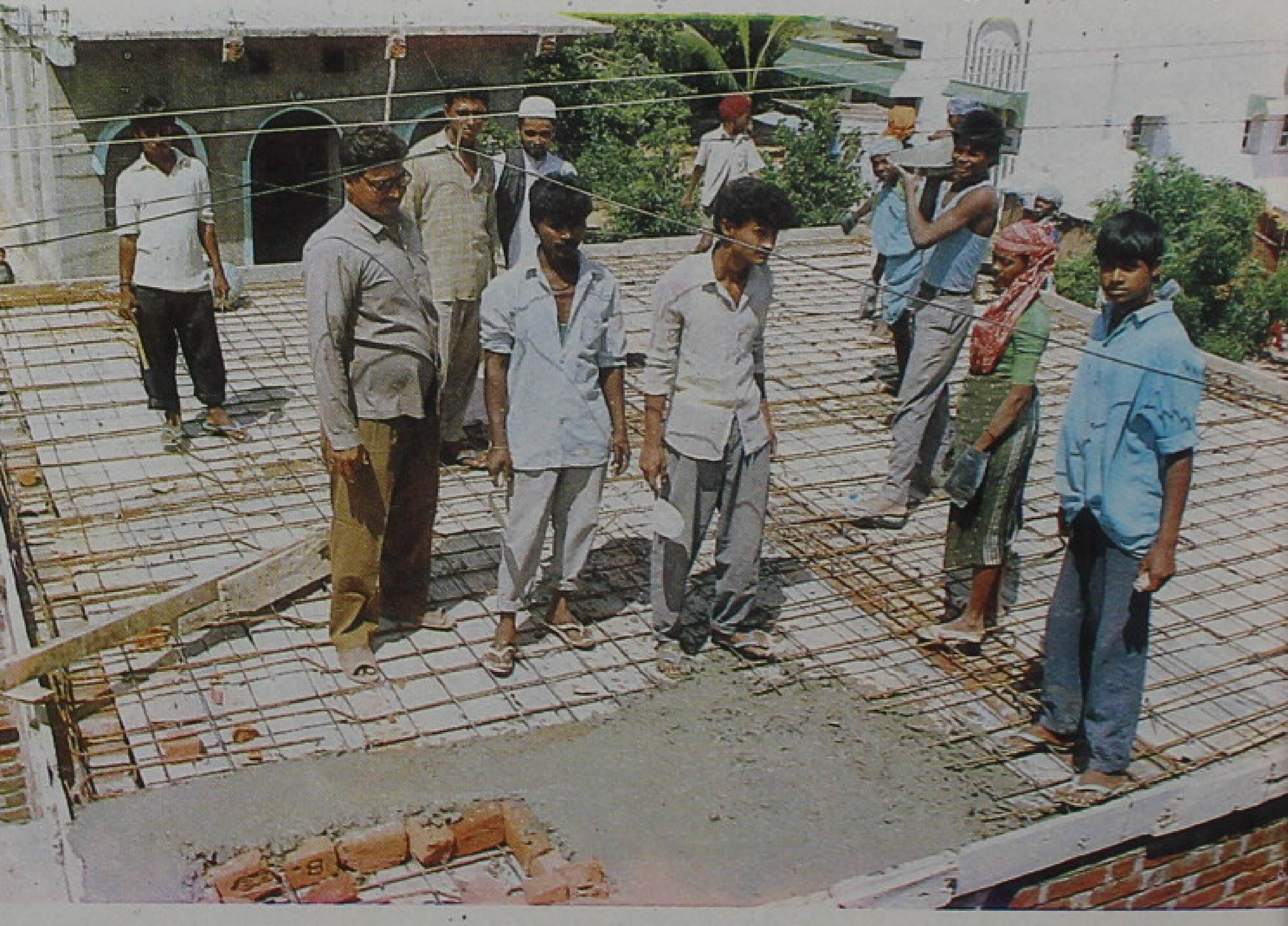


Housing Project in Bangalore

بنگلور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ

Housing Project in Alipur

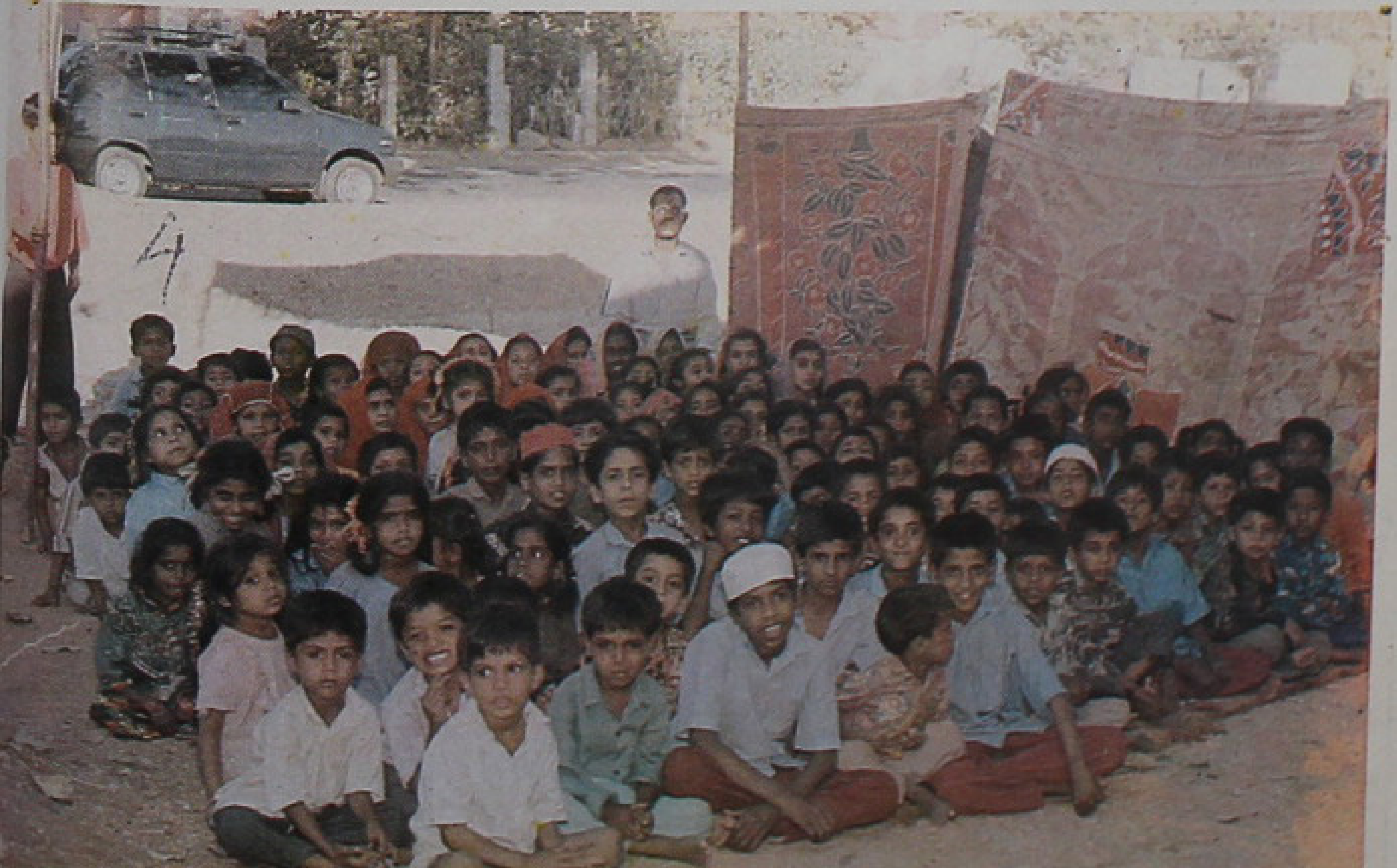
علی پور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ





Housing Project in Alipur — علی پور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ

Religious School in Banglore — بنگلور میں ایک دینی اسکول





Housing Project in Bangalore

بنگلور ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر





Housing Project in Hyderabad

حیدر آباد میں ہاؤسنگ پروجیکٹ

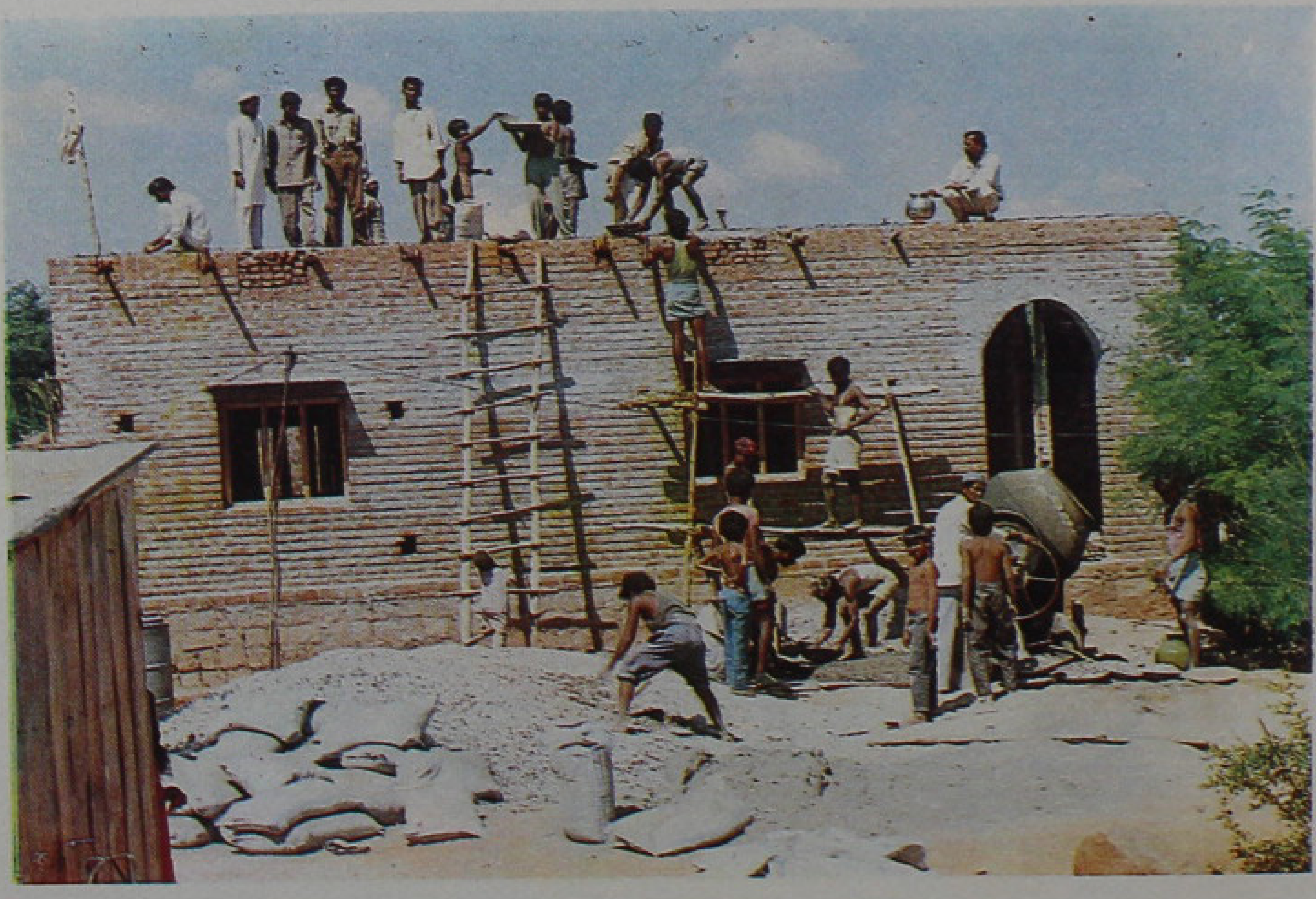
Inugration of Housing project in Alipur (Banglore)

بنگلور علی پور میں ایک ہاؤسنگ پروجیکٹ کا افتتاح





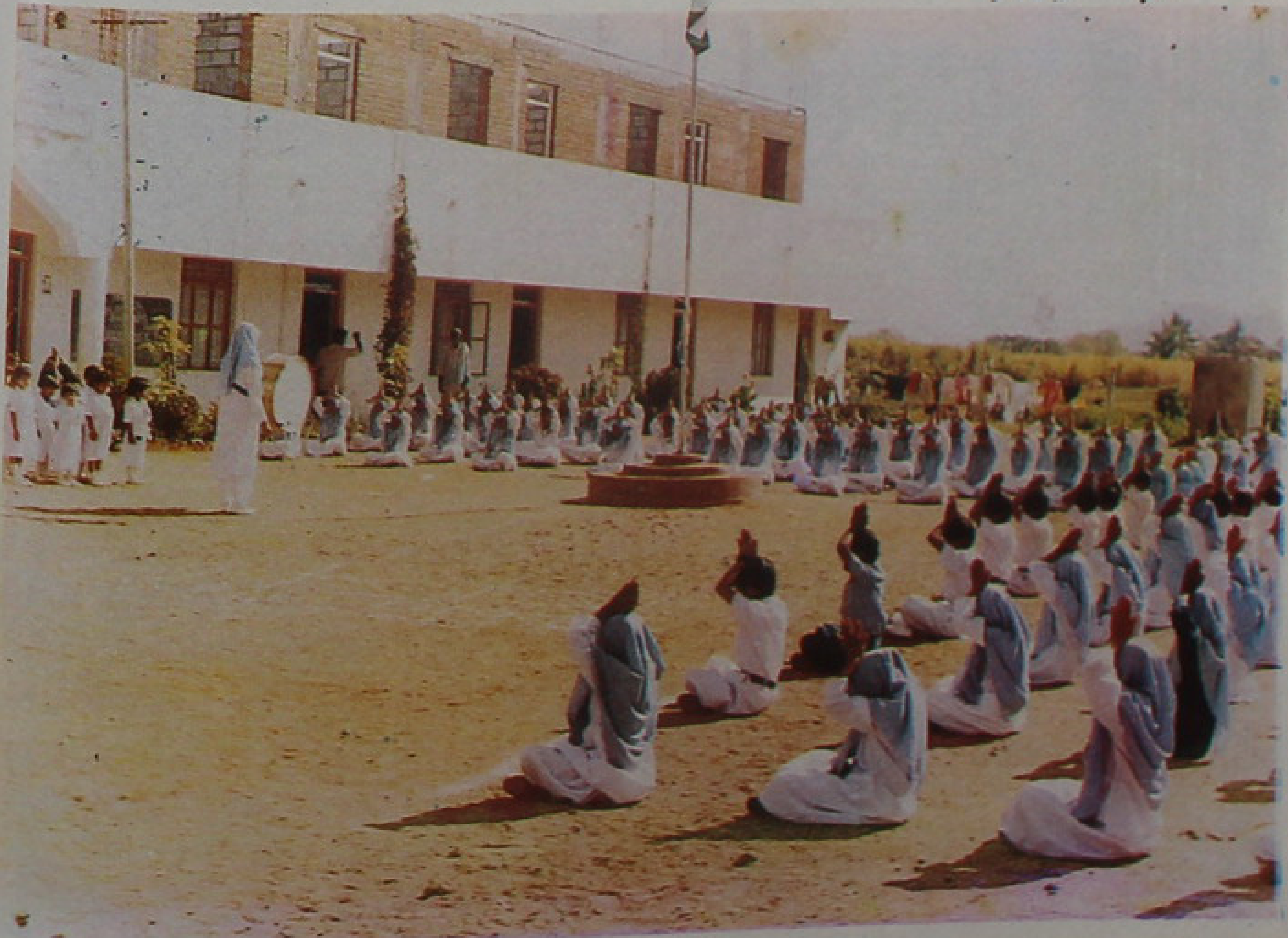
Housing Project in Hydrabad — بھاؤ نگر میں ہاؤسنگ پروجیکٹ کا ایک منظر





Talija School تلیجہ اسکول

Zainabia college Alipur علی پور زینبیہ کالج



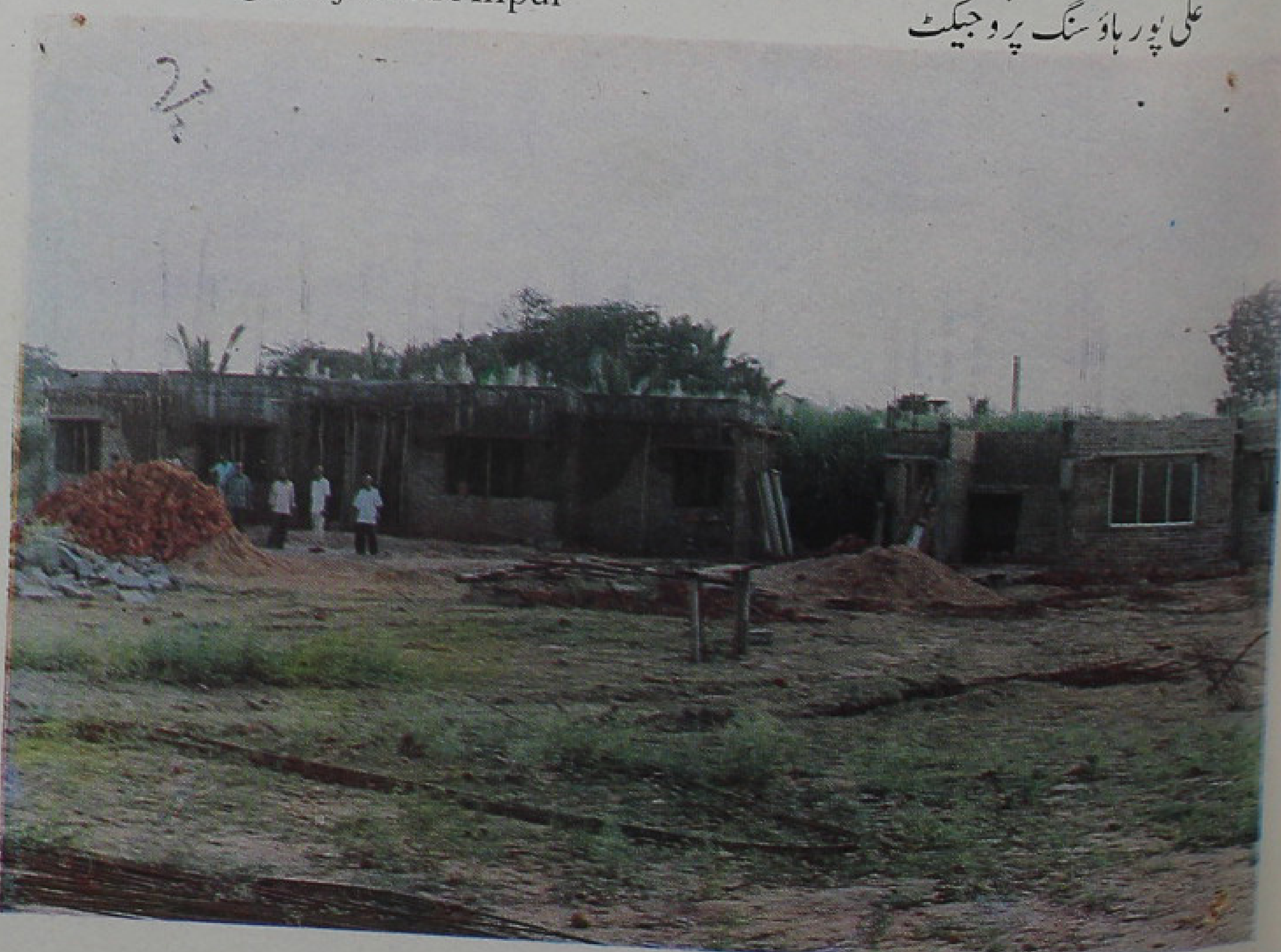


Zanibia Collage Alipur

علی پور زینبیہ ہائی اسکول کا ایک منظر

Housing Project in Alipur

علی پور ہاؤسنگ پروجیکٹ





Housing Project in Alipur

علی پور ہاؤسنگ پروجیکٹ

Housing Project in Bhuj city

شہر بھج میں ہاؤسنگ پروجیکٹ





Housing Project in Bhuj city
Alipur Housing Project

شہر بھج میں ہاؤسنگ پروجیکٹ
علی پور ہاؤسنگ پروجیکٹ





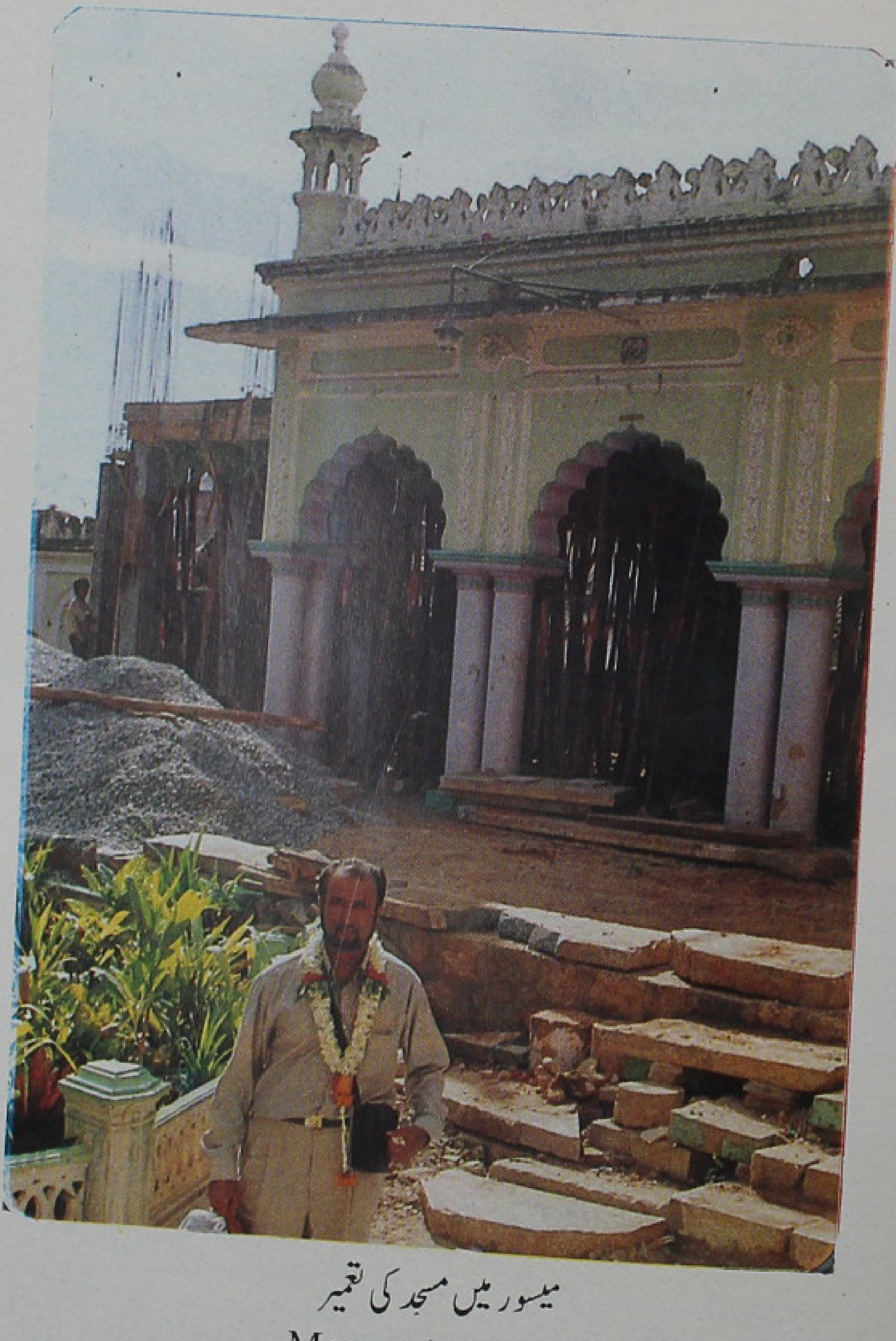
Alipur Housing Project

علی پور ہاؤسنگ پروجیکٹ

Zanibia Collage

زینبیہ کالج





میسور میں مسجد کی تعمیر

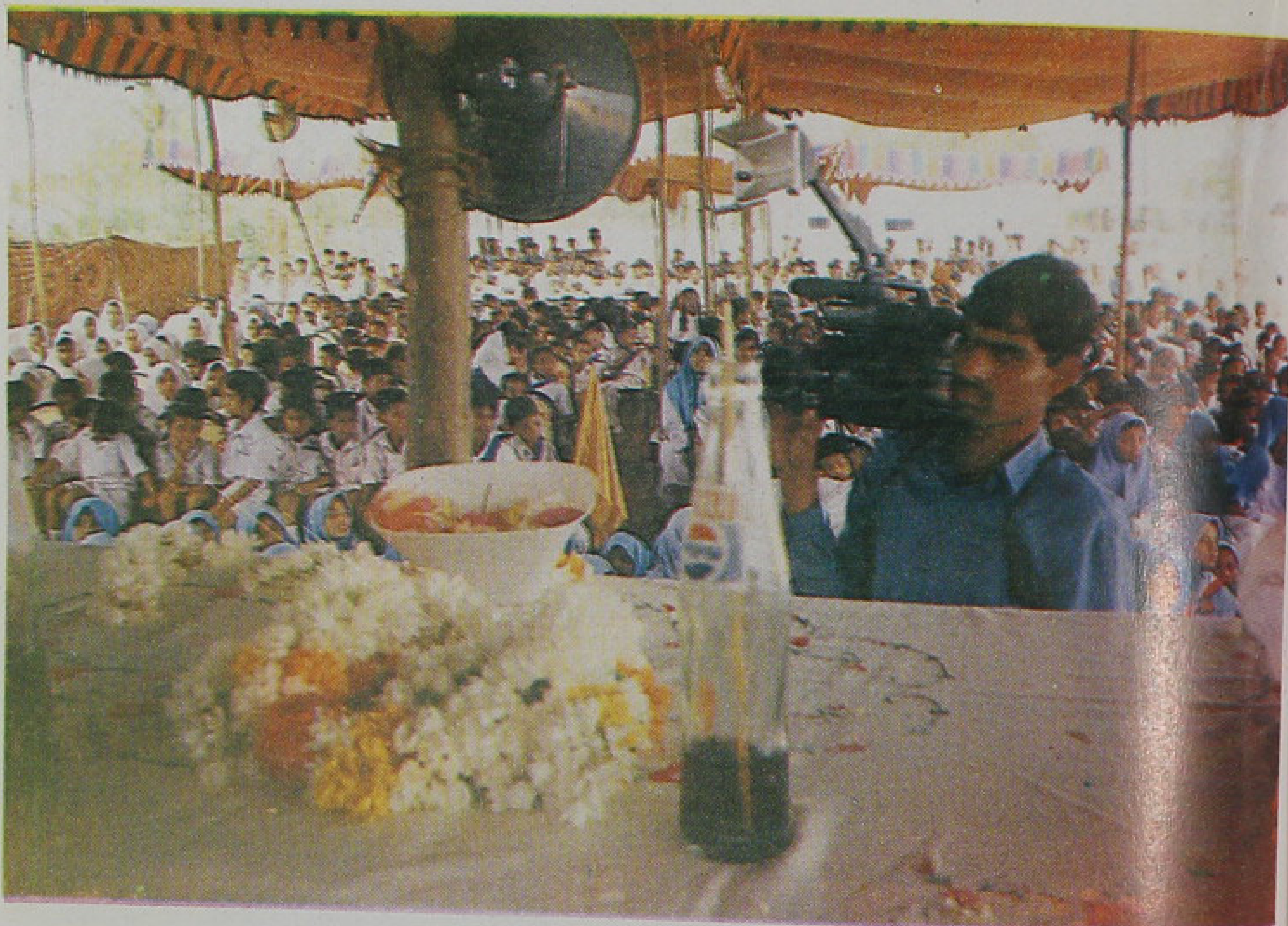
Mosque in Mysore



Construction of Masjid in Mysore

میسور میں مسجد کی تعمیر





Alipur Zenubia College. علی پور زینبیہ کالج





Alipur Zenubia College.

علی پور زینبیہ کالج

بھج ہوسٹل



Bhuj Hostel (Gujrat)

Tauheed Boy's Hostel Donated by M.J.Hasham of Toronot, Canada



Bhuj Hostel

بھج ہوسٹل

Housing Project in Bangalore

بینگلور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ





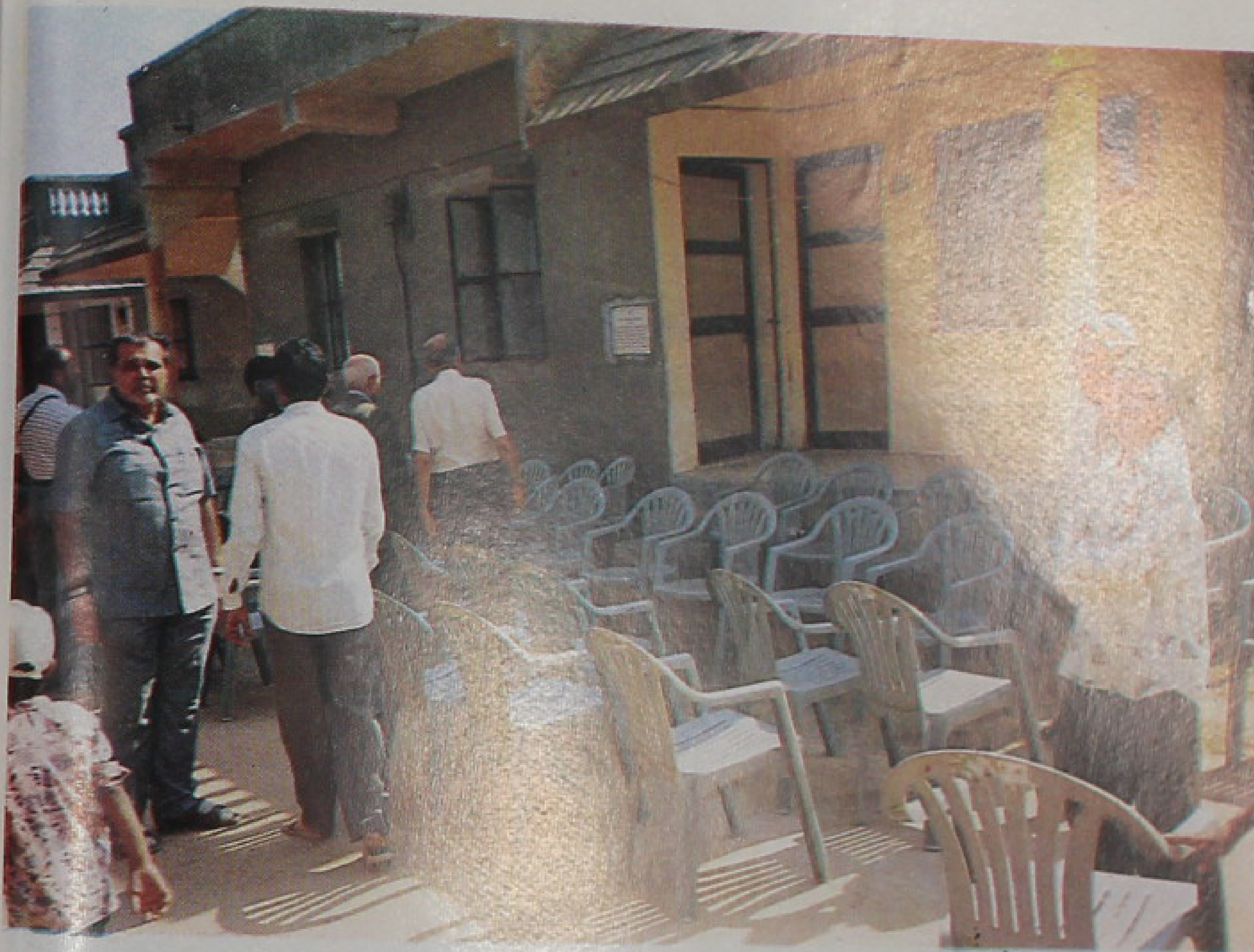
K.S.I.Masjid Bhuj بھج کی مسجد

Mahfil-e-Zohara Ahemdabad محفل زہرا احمد آباد





Sadaat Colony Ahmedabad سادات کالونی احمد آباد



Sadaat Colony Vatva Ahmedab

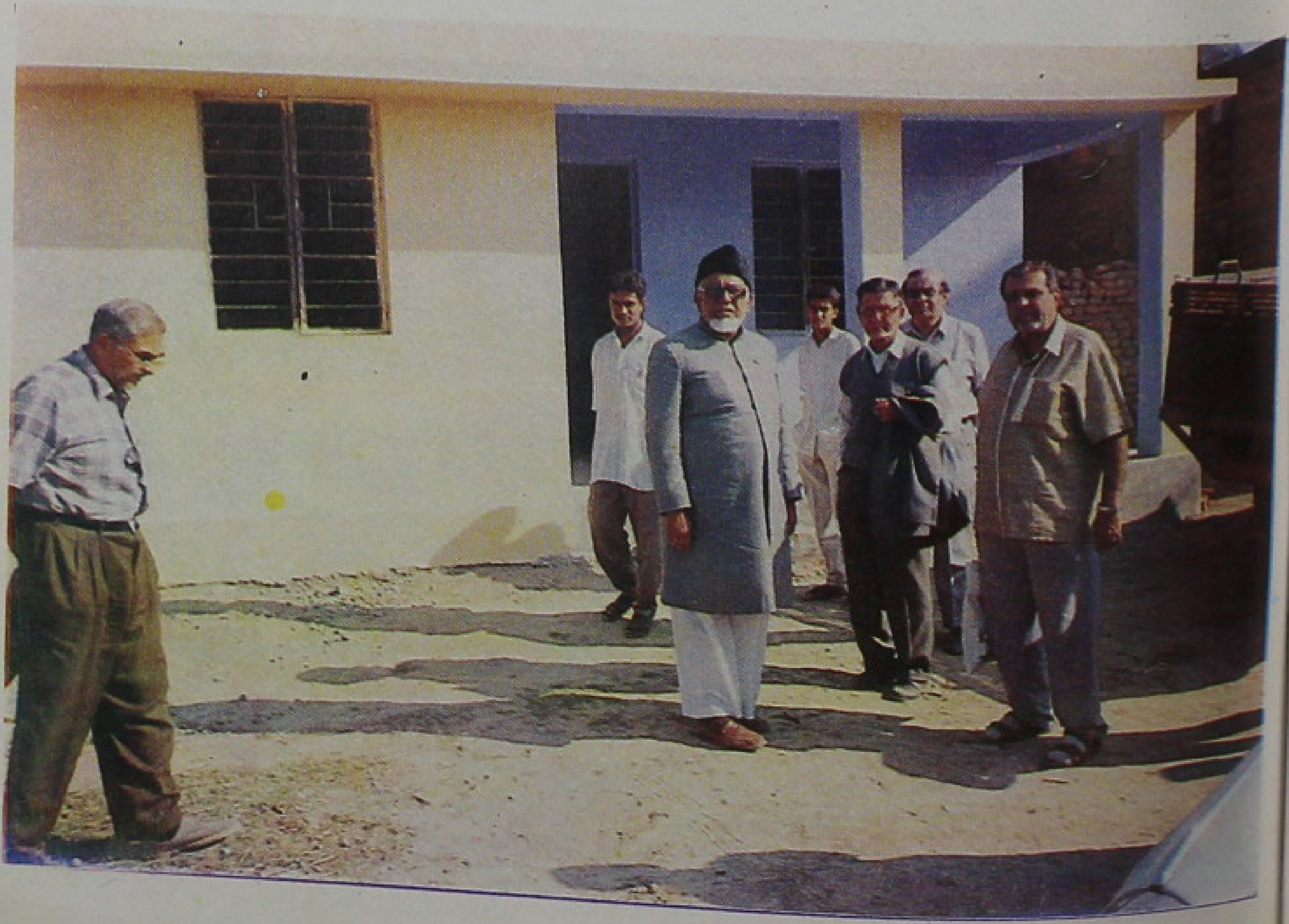
سادات کالونی وٹوا

حیدر آباد ہاؤسنگ پروجیکٹ





Housing Project in Bangalore. بینگلور میں ہاؤسنگ پروجیکٹ



A view of Imam sahib Zaman's School Housing project in Gujrat



امام زمانہ مشن اسکول حیدر آباد امام زمانہ مشن ورلڈ میڈریشن کی زیر سرپرستی ترقی کی شاہراہ پر۔

Sadat Colony in Vatva Ahemdabad

سادات کالونی احمد آباد



میں ابوذر ہوں

قبیلہ غفار کے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے شور مچانا شروع کیا۔ ایک عرصہ سے آسمان سے ایک قطرہ بھی نہیں گرا تھا۔ لوگ آسمان پر نظریں جمائے تھے۔ سب لوگ بھوک و گرسنگی میں مبتلا تھے۔ انکی بھیڑ بکریاں اور اونٹ سبھی تو بھوک سے مر رہے تھے ہر جگہ سوکھا اور قحط پڑا تھا۔

وہ لوگ آپس میں کہتے یہ ہمارا خدا ''منات'' ہم سے کیوں ناراض ہو گیا۔ وہ نہ ہماری دعاء کو سنتا ہے۔ نہ ہماری قربانی کو قبول کرتا ہے اور ہماری فریاد اور گریہ وزاری پر توجہ نہیں کرتا معلوم ہو رہا ہے کہ خدا ناراض ہے اور یا ہمارا دشمن ہو گیا ہے؟

بارش کا زمانہ گزر چکا اور آسمان میں گھٹا ظاہر تک نہیں ہوئی۔ ہم لوگ گمراہ ہو گئے ہیں اور یا خدا ہم پر غضبناک ہو گیا؟

انہوں نے خدا کو خوش کرنے کیلئے قربانیاں دیں اور خون بھی چڑھایا اور دعائیں کیں۔ آسماں پر گھٹائیں کسطرح آئیں ؟

عورت اور مرد، بچے اور بوڑھے گھروں سے باہر نکلے اور منات کے چاروں طرف گشت لگانے لگے۔

انیس بھی اپنے گھر سے باہر نکلے مگر انکا بھائی انھیں نظر نہیں آیا۔ پھر واپس آئے اور بھائی کو پکارا جندب کہاں ہو؟ چلو خدا کے پاس چلتے ہیں۔ ہماری قوم اس کے حضور میں فریاد کرنے گئی ہے۔ چلو ہم بھی چلتے ہیں۔ انیس کو کوئی جواب نہیں ملا تو گھر میں داخل ہوئے دیکھا کہ جندب اپنے بستر میں خاموش لیٹے ہوئے ہیں۔ انیس! اے جندب کیا تم نے میری آواز نہیں سنی۔

ابوذر: آواز تو سنی تھی مگر میں تمہارے ساتھ جاؤنگا نہیں۔

انیس: کیوں؟

ابوذر: مجھکو تمہارے اس خدا سے بغض للّہی ہے اور میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔

انیس: خاموش رہو۔ اس سے اپنے گناہ کیلیے توبہ کرو۔

کیا تجھ کو کوئی خوف نہیں آتا۔ وہ اگر تیری بات کو سنیگا تو تجھ پر بلاء نازل کردیگا۔

جندب: بھائی جان آپ سمجھتے ہیں کیا وہ میری بات کو سنیگا اور مجھکو دیکھ سکیگا۔

انیس : آج تمہیں کیا ہوا۔ کیا جن کا اثر ہے۔ بیمار تو نہیں ہو ؟
دیکھو فوراً توبہ کرو۔ وہ تمہاری توبہ کو قبول کریگا۔ ابوذر اپنے بستر پر
کروٹ بدل کر سو گئے۔

انیس : جندب! اٹھو۔ بس سو چکے۔ لوگ منات کی پوجا کیلئے جا رہے ہیں۔
دیکھ جندب اپنے عقیدہ کو ٹھیک کرلے اگر لوگوں کو معلوم ہو گیا تو
وہ یہی کہیں گے کہ تمہاری ہی بیدینی کی وجہ سے ہمارا خدا منات ناراض ہوا
ہے۔ اور اس نے بارش کو بند کر دیا اور وہ تمہیں سزا دینگے۔ اسکے بعد انیس
اپنے خدا کے فضائل بیان کرنے لگا۔ ابوذر اپنے بھائی کی بات کو کراہت
کے ساتھ سن رہے ہیں۔ تمام لوگ منات کے حضور میں گڑگڑا کر دعاء
کرنے لگے۔ اونٹ اور بکریوں کو اسکی بیدی پر قربان کرنے لگے۔ اور زمین
کو بھی خون سے رنگین کر دیا۔

ابوذر اپنے بھائی کے ساتھ لوگوں کا تماشا دیکھ رہے ہیں کہ وہ
کسطرح اپنے دیوتا کے قدموں میں اپنی عزت اور شرف کو مٹا رہے ہیں۔

ابوذر اپنی گہری نظر کبھی اپنی قوم پر ڈالتے ہیں اور کبھی غصہ بھری
نگاہوں سے منات کو دیکھتے ہیں۔

وہ اپنے قبیلہ غفار کی نادانی، جہالت اور حماقت پر تعجب کرتے ہیں۔
یہ پتھر کا ایک ٹکڑا، جو نہ سن سکتا ہے اور نہ ہی بولنے پر قدرت رکھتا ہے اگر
میں اسکے سر پر پتھر ماروں تو یہ اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکیگا۔ اور میری
قوم اور قبیلہ اسکے قدموں میں انسانیت کے شرف کو لٹا رہا ہے۔ ابوذر کو

تعجب ہو رہا ہے کہ یہ لوگ برسوں سے اسکی پوجا کر رہے ہیں۔ اور اسکو نہ اپنی خبر ہے اور نہ ہی اپنے پجاریوں کی۔

اسی حالت میں سورج چھپ گیا اور رات کا اندھیرا چھا گیا۔ اور منات کے پجاریوں نے کالی چادر سے اپنے دیوتا کو ڈھک دیا۔ اور رات کے اندھیرے میں ہر چیز سیاہ تھی۔ مگر آسمان میں ستارے چمک رہے ہیں۔ اور لوگ اپنے سامنے آگ روشن کئے بیٹھے ہیں۔ لوگ آپسمیں ایک دوسرے کو قصے سنا رہے ہیں۔

ابوذر قوم کے بزرگوں کے ساتھ ہیں اور بوڑھے لوگ اپنے خداؤں کی داستانیں سنا رہے ہیں۔

کوئی منات کے بارے میں قصہ کہہ رہا ہے اور کوئی ''لات'' و ''عزی'' کی تعریف کر رہا ہے۔ خدا کی بیٹیوں کا ذکر اور لات و عزی کی ''منات'' کے حضور میں شفاعت اور سفارش کو بیان کر رہے ہیں۔

ایک آدمی ''سعد'' کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔ ایک آدمی اٹھا اور تیزی سے دوڑنے لگا اور وہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو یہ آدمی ''سعد'' کو گالیاں دے رہا ہے۔ لوگوں نے کہا! ہم نے کوئی ایسی بات اسکی زبانی نہیں سنی۔

مگر اس نے کیا کہا ہے؟

ایک آدمی نے اپنے تمام اونٹ ''سعد'' کے نام وقف کر دئے ہیں۔ وہ سعد کے قریب پہونچا۔ اور اسکے اونٹ صحرا میں منتشر ہو جاتے ہیں اور وہ اب انھیں ایک جگہ جمع نہیں کر سکتا۔ وہ غصہ میں بھر جاتا ہے اور ایک پتھر

اٹھا کر ''سعد'' کے سر پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ''تو اللہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور تو میرے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا اور یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹوں کو جمع کرنے کی خاطر صحرا میں جاتا ہے اور وہ خود سے باتیں کرتا ہے۔

ہم سعد کے پاس آئے تھے کہ وہ ہم سب کو جمع اور متحد کر دے مگر اس نے ہمیں پراکندہ کر دیا۔ اب ہم سعد کی پوجا نہیں کرینگے۔ یہ سعد کیا ہے۔ ایک پتھر کا ٹکڑا ہے کہ جس کو پہاڑ سے اٹھا کر یہاں لا کھڑا کیا ہے۔ اسمیں بھلائی کی کیا بات ہے؟ یہ تو خیر اور شر کو درک بھی نہیں کر سکتا۔

ایک شخص نے غصہ میں بھرے لہجہ میں پکارا۔ خدا کی قسم یہ آدمی کافر ہو گیا ہے۔ لوگوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا۔ اور غور و فکر کرنے لگے۔

اور ابوذر کے دل میں اضطراب و بےچینی کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ اس ماجرے نے لوگوں کو شک و تردید میں ضرور ڈالدیا اور وہ اسطرح کی داستانیں بیان کرنے میں باجرءت و ہمت ہو گئے۔

ایک آدمی نے کہا! کیا تم نے عدی بن حاتم کا قصہ سنا ہے؟ اس نے بتوں کی پوجا چھوڑ دی ہے اور نصرانی ہو گیا ہے۔ لوگ! ہم نے اس بارے میں کچھ نہیں سنا۔

صیفی: بت فلس کا خادم۔ قبیلۂ بنی ملیم کے ایک ناقہ کو لے جاتا ہے اور ''فلس کے دربار میں'' اسکو چڑھا دیتا ہے۔

ناقہ کا مالک اپنے ہمسایہ لوگوں کی مدد طلب کرتا ہے اور مالک بن

کلثوم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ''فلس'' کے معبد میں پہونچ جاتا ہے اور صیفی سے اپنے پڑوسی کے ناقہ کو چھین لیتا ہے۔

اور صیفی فریاد کرتا ہے۔

تم اپنے خدا کی توہین کر رہے ہو۔ صیفی ناقہ کی نکیل چھوڑ دیتا ہے اور مالک نے اس کو پکڑ لیا صیفی ''فلس'' کے قدموں میں پناہ لیتا ہے اور اپنی جان کی حفاظت کی دعاء کرتا ہے اور مالک کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اپنی جان کی بھیک مانگتا ہے اور فلس سے کہتا ہے اے میرے خدا مالک بن کلثوم آج خوبصورت ناقہ کو تیرے ہاتھ سے چھین لیتا ہے اور اسطرح اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا ہے۔ اے میرے پروردگار آجتک کسی نے مجھ پر ظلم نہیں کیا تھا۔

وہ بری طرح سے فلس کو مالک کے خلاف بھڑکاتا ہے اور مالک کے حق میں دردناک عذاب کا طالب ہوتا ہے۔

عدی بن حاتم اپنے ایک دوست کے ساتھ وہاں موجود تھے اور اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے اور صیفی کی باتوں کو سن رہے تھے عدی کہتے ہیں۔

دیکھو آج مالک کے سر پر کیا بلا آتی ہے مگر کچھ بھی نہیں ہوا، اور اسی طرح کتنے دن بیت گئے اور عدی نے بت پرستی کو چھوڑ کر، نصرانی مذہب اختیار کر لیا۔ اور لوگ سر جھکائے فکر و اندیشہ کے سمندر میں غوطہ لگا رہے تھے اور ابوذر نے محسوس کیا کہ انکے مضطرب دل کو اطمینان و سکون مل رہا ہے۔ اس داستان نے انکے جگر میں بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔

لوگ پراکندہ ہو گئے۔ اور منات کے چاروں طرف اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گئے اور نیند نے سبکی آنکھوں کو بند کر دیا اور سب لوگ محوِ خواب ہو گئے اور ابوذر اپنے بستر پر لیٹے ہیں اور آسمان میں چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھ رہے ہیں اور بتوں کی خدائی کا انکار کرتے ہیں اور زبان سے کہہ رہے ہیں۔ یہ منات ایک پتھر کا ٹکڑا ہی تو ہے۔ یہ یہاں برسوں سے کھڑا ہے اس کو اپنی بھی کچھ خبر نہیں ہے اور دوسروں کی بھی پروا نہیں کرتا۔ جو لوگ اسکی خدائی کے قائل ہیں وہ گمراہ ہیں۔ وہ ایک مرتبہ اپنے بستر سے اٹھ کر آہستہ آہستہ منات کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ایک پتھر اٹھا کر۔ اس پر حملہ کرتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ منات پتھر کھا کر بھی کچھ نہیں بولا۔ نہ فریاد کی اور نہ ہی کسی طرح کے غصہ کا اظہار کیا۔

ابوذر : تو عاجز ہے اور قادر نہیں ہے تو مخلوق ہے۔ خالق نہیں۔ تیرے پاس طاقت و توانائی کہاں ؟ تو قدرت نہیں رکھتا۔ یہ لوگ بیوقوف ہیں کہ جو تیری پوجا کرتے ہیں۔ تو انہیں کیا دے سکتا ہے۔ تیرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ اپنی بھیڑ بکریاں تجھ پر قربان کرتے ہیں۔ تیرے سامنے دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ تجھ سے فریاد کرنے ہیں اور تو انکی فریاد کو نہیں سنتا۔ میری قوم اور قبیلہ کے لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں۔

ابوذر پھر اپنے بستر پر آجاتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے لیٹ جاتے ہیں اور، تھوڑی ہی دیر میں محو خواب ہو جاتے ہیں۔

صبح نمودار ہوئی اور دن نکلا چڑیاں چہک رہی ہیں۔ کوئل کوکو کر رہی

ہے۔ ابوذر پرندوں کا ترانا سن رہے ہیں اور منات کے پجاری پھر منات کی طرف ٹوٹ پڑے اور منات اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا اور عورت اور مرد اسکے چاروں طرف چکر لگا رہے ہیں۔ ابوذر اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ کبھی آسمان کی طرف کو دیکھتے ہیں۔ اسکی بلندی اور رفعت کو مشاہدہ کرتے ہیں اور از خود سوال کرتے ہیں۔ اس کو کس ذات نے خلق کیا ہے؟ سورج کو دیکھتے ہیں۔ یہ آسمانی فضاؤں میں شنا کر رہا ہے۔ آخر یہ کیوں بر آمد ہوا ہے اسکی روشنی کہاں سے ہے اور اسکا خالق کون ہے۔ اسکی منزلیں ہیں اور یہ اپنی منزلوں کو طے کرتا ہے۔ کبھی آسمان کی بلندی کی طرف بڑھتا ہے اور کبھی زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور رات ہو جاتی ہے ستارے چمکنے لگتے ہیں اور اندھیرا چھانے لگتا ہے۔

لوگ بھی اپنے گھروں کو واپس پلٹ گئے انیس بھی گھر پہونچا اور ابوذر کے چہرہ پر اس نے نظر جمائی۔ دیکھا کہ وہ اپنے افکار اور اندیشوں میں غرق ہیں۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ انکے باطن میں ایک شمع روشن ہے اور وہ انکے ضمیر کو منور کر رہی ہے اور شک و شبہات کے بادل چھٹ رہے ہیں۔ ابوذر ناقہ سے اترے اور سیدھے اپنے کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور استراحت کی خاطر پلنگ پر لیٹ گئے۔ وہ تھوڑی دیر کیلئے سو جانا چاہتے ہیں۔ مگر نیند آنکھوں سے غائب ہے اور طائر خیال آسمانوں میں پرواز کر رہا ہے۔ وہ خود سے دریافت کرتے ہیں۔

ان آسمانوں کو کس نے خلق کیا ہے اور اس زمین کا خالق کون ہے ؟ وہ زمین و زمان۔ آسمان و جہان کے خالق کے بارے میں سوچ رہے ہیں، اس نے یہ سب کچھ خلق کر دیا اور ہمکو آنکھیں دیدیں کہ انکا مشاہدہ کریں۔ اسکی خلقت کو دیکھیں اور اپنی آفرینش کو سمجھیں۔ اس نے ہمکو زبان عطا کی اور قوت گویائی بھی بخشدی تاکہ حق بات کریں اور فطرت انسان خیر و شر تقوی اور فساد کی باتوں کو آشکار کر دیتی ہے۔

ہاں بیشک آسمان کا آفریدگار آسمان سے بھی عظیم ہے اور خالق انسان اللہ اکبر!

جس نے یہ کائنات خلق کی ہے اسکی عظمت سبحان اللہ۔ ہمکو، لات و اساف وغیرہ کی پوجا کو چھوڑ کر خالقِ کائنات کی پرستش اور عبادت کرنا چاہیے وہ خالق ہے قادر توانا ہے اور ہمارے دلوں کی بات سے آگاہ اور آشنا ہے۔ وادی شک سے گزر کر اب وہ یقین کے نور میں داخل ہو چکے ہیں اور باطن میں اپنے خالق لایزال کو مشاہدہ کرتے ہیں اس مطلق جمال کے دیدار سے آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔ شاید آنکھیں اس دیدار کی قدرت سے محروم ہونے کی وجہ سے گریہ کرتی ہیں۔ ابوذر سجدۂ الٰہی میں گر پڑتے ہیں۔

ابوذر کو پیاس تھی، یقین کی اور وہ اسی یقین کے چشمہ کی تلاش میں تھے۔ اور سالہا سال تک اسکی جستجو میں رہے تھے اور اب اپنی تشنگی کو دور کرتے ہیں۔

سجدہ سے سر اٹھایا مگر اشک فشانی میں کمی نہیں ہوئی۔ انکا گندمی چہرہ آنسوؤں سے تر ہے۔ اپنے ہاتھ سے آنسو خشک کرتے ہیں اور اپنے حجرہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ انکے چہرہ پر نور ملکوتی چمک رہا ہے اور روح خدا کا جلوہ ہو رہا ہے۔ اس تابش نور الٰہی نے انکے دل کو بیدار اور آنکھوں کو بینائی عطا کی ہے اسی ایک سجدہ نے انکے باطن کو آپ کوثر سے غسل دیدیا اور دل پر پڑے پردوں کو جلاڈالا اب وہ آزاد ہو چکے اور خدا کے بندہ بن گئے ہیں اور خدا کی بندگی ابوذر کی پہلی خواب ہے۔ اور ابوذر کے آرام کی پہلی رات ہے۔

صبح ہوئی 'ور آفتاب عالم تاب نے اپنا نور بکھیرنا شروع کیا۔ ابوذر بھی بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں۔ دعاء کرتے ہیں۔ خدا کو پکارتے ہیں۔

انیس آجاتا ہے اور بھائی کو عجیب حال میں کھڑا پاتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے کچھ بات کرنا چاہتا تھا مگر اس حال میں بھائی کو پاکر مبہوت ہو گیا اور بھائی کو حیرت سے دیکھتا ہے اور بھائی کو نئے دوست کے حضور میں کھڑا پاتا ہے۔ یہ وہ دوست حقیقی ہے کہ ابوذر جسکی جستجو میں برسوں بھٹکتے پھرے ہیں اور سالوں کے فراق کے بعد اب وصال ہوا ہے۔ اور اب انھیں انیس کے آنے کی خبر تک نہیں ہوئی۔ انیس متحیر اور مبہوت کھڑے تھے۔ ایک مرتبہ دریافت کرتے ہیں ابوذر کیا کرتے ہو؟

ابوذر: نماز پڑھ رہا ہوں۔

کس کے لئے ؟

خدا کی خوشنودی اور رضا کے لئے۔

انیس : نماز صرف منات کے معبد میں پڑھ سکتے ہیں۔

ابوذر : میں بت پرست نہیں ہوں میں لات و منات اور دوسرے بتوں کی پرستش ہرگز نہیں کرونگا۔

انیس : پھر آپ کس لئے نماز پڑھتے ہیں ؟

ابوذر : میں اس آفرینشی کارخانہ میں ایک مدیر کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ جس کے ہاتھ میں دن و رات کی آمد و رفت کی کنجی ہے اور جو آسمان و زمین کا خالق اور پروردگار ہے۔ وہ خالق زمین و زمان میرا خالق ہے میرا خدا اور پروردگار ہے۔

میں کائنات میں اسکے وجود کی بے شمار نشانیاں دیکھ رہا ہوں۔ اور ہر نشانی اپنے نشان کا پتہ دے رہی ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اور عقل اسکے آستانہ تک نہیں پہونچا سکتی۔ بحث و مباحثہ کے ذریعہ و درس و تدریس کے وسیلہ سے اسکے حضور تک پہونچنا ممکن نہیں ہے۔ وہ وہ قدرت ہے کہ جس تک رسائی ناممکن ہے۔ وہ قدرت لایزال ہے اور اس تک اسکے بلائے بغیر نہیں پہونچا جا سکتا۔

انیس : جس خدا کو دیکھ نہیں سکتے اور اس تک پہونچ بھی نہیں سکتے۔ اس کیلئے نماز پڑھتے ہو ؟

وہ ابھی مجھکو نہیں ملا، لیکن اسکی نشانی کا پتہ مل چکا ہے۔

عجیب بات ہے کہ جو خدا تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اسکو چھوڑ کر اس خدا کی جستجو کرتے ہو۔ جسکو ابھی تک دیکھا بھی نہیں ہے۔ ابوذر تمہاری یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

ابوذر : جنھیں تم خدا سمجھتے ہو۔ وہ تو پتھر کی مورتیاں ہیں۔ وہ کسی چیز کو جانتے بھی نہیں اور کچھ سمجھتے بھی نہیں۔ نہ نفع پہونچا سکتے ہیں اور نہ نقصان کر سکتے ہیں۔ اگر انھیں توڑ پھوڑ دیا جائے تو یہ اپنی حفاظت کرنے سے بھی عاجز رہینگے۔ اچھا تو تم ہمیں بیوقوف اور ہمارے آباؤاجداد کو نادان کہتے ہو؟

انیس : یہ بتاؤ اگر ہمارے باپ دادا نادان تھے تو اسمیں میرا کیا قصور ہے۔ اگر انہوں نے آنکھیں بند رکھیں تو میرا کیا گناہ ہے۔

ابوذر : یہ سمجھ لو کہ یہ تم جس کو دین و مذہب کہتے ہو۔ یہ واہیات ہے۔ مکڑی کے تار سے بھی زیادہ کمزور۔ یہ تم جنھیں خدا سمجھتے ہو۔ انھیں اگر تم نہ ڈھالتے تو یہ وجود سے بھی محروم تھے۔ اور خدا وہ ہے کہ جس نے آسمان و زمین بنائے۔ سورج اور چاند بنائے۔ دن اور رات بنائے۔ اور ہمکو بنایا۔ ہر چیز کو اس نے بنایا اور پھر جس چیز کو جس چیز کی ضرورت ہوئی۔ اس نے وہ بھی اسکو فراہم کر دی۔

دیکھو! ایک شخص ہے وہ سفر پر جاتا ہے راستہ میں اسکو چار پتھر مل جاتے ہیں وہ انھیں اٹھالیتا ہے۔ انمیں ایک پتھر کا رنگ و روپ اچھا لگتا ہے۔ وہ اسکو خدا مان لیتا ہے۔ اور باقی تین پتھروں کا چولہا بنالیتا ہے۔ اس نے اس پتھر کو اپنا خدا مان لیا کہ جو اسکو اچھا لگا، اور جو پتھر دیکھنے میں اچھے نہیں تھے،